تمام ضروری موضوعات پر مشتمل
احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
تشریحی ترجمے کے ساتھ ایک انتہائی مفید مجموعہ

فہمِ حدیث

جلد دوم — عبادات

ڈاکٹر مفتی عبد الواحد (ایم بی بی ایس)
مفتی جامعہ مدنیہ لاہور

مجلس نشریات اسلام
ا۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد نمبر ا کراچی ۷۴۶۰۰

عرض مؤلف

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین.

معاملات و دیگر امور سے متعلق احادیث پر مشتمل فہم حدیث کی یہ تیسری جلد ہے۔ اس کے ساتھ ہی کتاب فہم حدیث مکمل ہوئی جو اسلامیات کے ایک جامع نصاب یعنی فہم دین کورس کا ایک جزو ہے۔ فہم حدیث اردو زبان میں حدیث کا ایک مکمل اور منفرد مجموعہ ہے جس میں ضرورت کے تقریباً تمام مضامین موجود ہیں اور آسان ہونے کے باوجود اس کا علمی معیار اونچا ہے جس کی وجہ سے ہر طبقہ اور ہر شعبہ سے وابستہ مسلمان خواتین اور مرد اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ہم مرکزی جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مفتی محمد قاسم سلمہ کی معاونت پر دعا گو ہیں۔ انہوں نے پورے مسودہ کو لفظ بلفظ دیکھا۔ اسی طرح ہم کمپوزر جناب شاہد خاں صاحب اور پبلشر جناب فضل ربی صاحب ندوی کے بھی انتہائی شکر گزار ہیں۔

آخر میں ہماری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے ہماری کوشش کو قبول فرمائیں اور اس کو نافع خلائق بنا دیں۔ آمین

عبدالواحد

مفتی جامعہ مدنیہ لاہور

شعبان المکرّم 1425

عرض مؤلف

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

فہم دین کورس میں شامل کتاب ''فہم حدیث'' کے دوسرے حصہ یعنی فقہیات سے متعلق کام چونکہ خاصا ضخیم ہو گیا تھا اس لئے اس کو دو حصوں میں کر دیا گیا ہے۔ اس طرح سے فہم حدیث کا دوسرا حصہ عبادات پر مشتمل ہے جب کہ تیسرا حصہ معاملات اور دیگر امور پر مشتمل ہوگا۔

اصول حدیث سے متعلق مختلف ائمہ فقہ و حدیث کے جو ضابطے ہیں ہم نے ان سے انحراف نہیں کیا۔ ان میں سے کچھ ضابطے ہم نے اپنی کتاب اصول دین میں تحریر کئے ہیں۔ بہتر ہے کہ پیش نظر حصہ کے مطالعہ سے پہلے اصول دین میں متعلقہ مقام کا مطالعہ کر لیا جائے۔

ہم مرکزی جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مفتی محمد قاسم سلمہ کے ممنون ہیں کہ انہوں نے پورے مسودہ کو حرفاً حرفاً دیکھا اور ضروری اصلاح کی۔

آخر میں ہم کمپوزر جناب شاہد خاں صاحب اور مجلس نشریات اسلام کے جناب فضل ربی صاحب ندوی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو محض اپنے فضل سے قبول فرما کر نافع خلائق بنا دیں۔

عبدالواحد

جامعہ مدنیہ، لاہور

12 ربیع الاول 1425ھ

www.askfatwa.com

فہرست

باب:1	قضائے حاجت	8
باب:2	وضو کا بیان	14
	فضائل	14
	فرائض	15
	سنتیں	16
	مستحبات	19
	آداب	20
	متفرقات	22
باب:3	مسواک	24
باب:4	چمڑے کے موزوں پر مسح	27
باب:5	وضو کو توڑنے والی چیزیں	30
	جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا	33
باب:6	غسل کا بیان	36
	غسل کب فرض ہوتا ہے	36
	فرض غسل کا طریقہ	38
	چند مسنون و مستحب غسل	41
	غسل کے آداب	42
باب:7	تیمّم کا بیان	45
باب:8	پانی کے احکام	50

www.askfatwa.com

باب:9	حیض، نفاس اور استحاضہ	52
باب:10	نجاستوں کا بیان	55
باب:11	نماز کی دیگر شرائط	62
	نمازوں کے اوقات	62
	مکروہ اوقات	69
	ستر عورت	70
	استقبال قبلہ	71
باب:12	اذان	73
باب:13	نماز کا طریقہ	82
	قراءت کا بیان	86
	ہر انتقال پر تکبیر کہنا	98
	رکوع کرنے کا طریقہ	98
	سجدہ کا بیان	102
	جلسہ اور قعدہ کا بیان	105
	معذوری میں بیٹھنے کا طریقہ	108
	تشہد کا بیان	109
	درود کا بیان	113
	سلام کا بیان	115
	فرض نماز کے بعد دعا	116
باب:14	نماز میں کیا چیزیں مکروہ ہیں	120
	جو باتیں نماز میں مکروہ نہیں	126
باب:15	وہ امور جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے	129
	کن باتوں سے نماز نہیں ٹوٹتی	134
باب:16	نماز با جماعت	139
	جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت	140

www.askfatwa.com

	کسی عذر کی وجہ سے جماعت کا ترک	142
	تنہا عورتوں کی جماعت	143
	امامت کا حقدار	146
	محلّہ کی مسجد یا جامع مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے	151
باب:17	صف بندی	153
باب:18	امام اور مقتدیوں کی ذمہ داریاں	161
	امام کی ذمہ داریاں	161
	مقتدیوں کی ذمہ داریاں	162
باب:19	سترہ کا بیان	166
باب:20	مسافر کی نماز	169
باب:21	بیمار کی نماز	175
باب:22	فوت شدہ نمازوں کی قضا	178
باب:23	سجدہ سہو	183
باب:24	سجدہ تلاوت	187
باب:25	نماز وتر	190
باب:26	سنن مؤکدہ	197
باب:27	غیر مؤکدہ سنتیں اور نوافل	201
	مخصوص نوافل	201
	نماز استخارہ	204
	صلاۃ التسبیح	206
	نفل نماز کے احکام	207
باب:28	نماز تراویح	210
باب:29	نماز خوف	215
باب:30	نماز استسقاء	217
باب:31	سورج گرہن کی نماز	219

www.askfatwa.com

باب:32	نماز جمعہ	223
	جمعہ کے دن کی فضیلت	223
	جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی	223
	جمعہ کا غسل مسنون ہے واجب نہیں	224
	جمعہ فرض ہے	225
	جمعہ صرف قصبہ یا شہر میں ہوتا ہے گاؤں میں نہیں	226
	جمعہ کی دو اذانیں اور پہلی اذان کا وقت	229
باب:33	نماز عیدین	236
	تکبیرات تشریق	242
باب:34	میت کے احکام	244
باب:35	نماز جنازہ	251
	بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھنی چاہئے	257
	ہمارے لئے غائبانہ نماز جنازہ درست نہیں	256
باب:36	جنازہ لے کر چلنا	261
باب:37	میت کی تدفین	266
باب:38	شہید کے احکام	272
باب:39	میت کے دیگر متفرق احکام	276
باب:40	زکوٰۃ کے احکام	281
	زکوٰۃ کی فرضیت	281
	زکوٰۃ نہ دینے پر وعید	281
باب:41	کس مال پر زکوٰۃ فرض ہے اور کس حساب سے	288
	چاندی کا نصاب	288
	مال تجارت میں زکوٰۃ	288
	سونے کا نصاب	289
	جنگل میں چرنے والے جانوروں میں زکوٰۃ	289
	رکاز یعنی معدن اور کافروں کے دفینہ میں زکوٰۃ	293

www.askfatwa.com

	زرعی پیداوار میں زکوٰۃ	293
	شہد میں زکوٰۃ	294
	جس مال کے ملنے سے مایوسی ہو اس میں زکوٰۃ	295
باب:42	زکوۃ کی وصولی	296
	اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ میں زکوۃ کی وصولی	301
باب:43	کن لوگوں کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں	304
باب:44	صدقہ فطر	306
باب:45	روزے کا بیان	308
باب:46	رویت ہلال	311
باب:47	روزے کے احکام	315
باب:48	روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا مدار	320
باب:49	کن صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں ہیں	324
باب:50	کن صورتوں میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں	326
باب:51	نفلی روزے کے احکام	328
باب:52	شب قدر	334
باب:53	اعتکاف	336
باب:54	حج کا بیان	341
	حج کے لئے شرط وجوب	342
	عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے	342
	مختلف اطراف کے لوگوں کے لئے میقات	342
	احرام کے مختلف احکام	343
	تلبیہ کے الفاظ	345
	حجر اسود کا استلام	347
	طواف کا طریقہ	349
	عمرہ اور حج میں طواف کے بعد سعی	350
	رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حج کونسا تھا	352

www.askfatwa.com

منیٰ کی طرف روانگی اور وہاں قیام 355

عرفات کی طرف روانگی اور وہاں کے مشاغل 355

مزدلفہ سے روانگی اور جمرہ عقبہ پر آمد 359

منیٰ واپس آنے پر حج کے احکام 361

ایام تشریق میں رمی جمرات 366

منیٰ سے مکہ مکرمہ کو واپسی 367

طواف وداع 367

باب:55 حج سے متعلق عورتوں کے مسائل 369

باب:56 بچے کے حج کے مسائل 374

باب:57 حجر اسود 375

باب:58 احصار 376

باب:59 ممنوعات کا ارتکاب اور ان پر تاوان 379

باب:60 محرم کے لئے جانور کا شکار وقتل 382

باب:61 عمرہ 385

باب:62 قربانی 389

باب:63 عقیقہ کا بیان 394

www.askfatwa.com

باب:1

قضائے حاجت

قضائے حاجت کے طریقے اور آداب کی تعلیم میں رسول اللہ ﷺ کی ضرورت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ أُعَلِّمُكُمْ إِذَا أَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَأَمَرَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ وَنَهٰی عَنِ الرَّوْثِ وَالرُّمَّةِ وَنَهٰی أَنْ یَسْتَطِیْبَ الرَّجُلُ بِیَمِیْنِهٖ (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا باپ اپنی اولاد کے لئے ہوتا ہے (جس طرح اولاد کی خیر خواہی کرنا اور ان کو زندگی کے اصول و آداب سکھانا ہر باپ کی ذمہ داری ہے اسی طرح تمہاری تعلیم و تربیت میرا کام ہے اسی لئے) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو اور نہ اس کی طرف پشت کر کے (بیٹھو بلکہ اس طرح بیٹھو کہ قبلہ کی جانب نہ تمہارا منہ ہو نہ تمہاری پیٹھ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اور آپ نے (عام حالت کے اعتبار سے) استنجے میں تین ڈھیلوں کے استعمال کرنے کا حکم دیا (اس لئے کہ عام طور سے تین ڈھیلوں سے کم میں پوری صفائی نہیں ہوتی اور اصل مقصد صفائی ہے خواہ وہ تین سے کم میں حاصل ہو جائے یا تین سے بھی زیادہ کی ضرورت پڑے) اور (استنجے میں) لید اور ہڈی استعمال کرنے سے منع کیا (لید سے اس وجہ سے کہ وہ تو خود نجاست ہے اور ہڈی سے اس وجہ سے کہ ایک اور حدیث میں ہے اس سے جن اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں) اور اس سے بھی منع کیا کہ کوئی اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے کے وقت کی دعا

عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَإِذَا أَتٰی أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْیَقُلْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (ابو داؤد)

www.askfatwa.com

حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قضائے حاجت کی ان جگہوں میں خبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں۔ پس تم میں سے کوئی جب بیت الخلاء جائے تو (پہلے) یہ دعا کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ کہ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے۔

بیت الخلاء میں جاتے ہوئے ایسی چیز کو اتار دینا چاہئے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ظاہر ہو

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَہٗ (ترمذی)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے (اور باہر رکھ جاتے کیونکہ اس انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ نقش تھے)۔

بیت الخلاء اگرچہ تعمیر شدہ ہوں ان میں قبلہ کی طرف نہ رخ ہو نہ پشت ہو

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا قَالَ اَبُوْ اَیُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِیْضَ قَدْ بُنِیَتْ قِبَلَ الْقِبْلَۃِ فَنَنْحَرِفُ عَنْھَا وَ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (مسلم)

حضرت ابوایوب انصاری ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف رخ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو خواہ پیشاب کرنا ہو خواہ پاخانہ کرنا ہو بلکہ (اے مدینہ منورہ اور اس کی سمت میں رہنے والو) تم مشرق یا مغرب کی طرف رخ کیا کرو (یعنی کمال درجہ حاصل کرنے کے لئے قبلہ سے پورے نوے درجے پر بیٹھو)۔ حضرت ابوایوب انصاری ؓ کہتے ہیں ہم شام کے ملک میں آئے تو ہم نے وہاں بیت الخلاء قبلہ کے رخ پر بنے ہوئے پائے (کہ مسلمانوں کے شام فتح کرنے سے پہلے کافروں نے ان کو ایسے ہی بنایا تھا تو جب ہم ان کو استعمال کرتے) تو قبلہ سے کچھ ہٹ کر بیٹھتے (لیکن چونکہ پورے نوے درجہ پر نہ بیٹھ سکتے تھے اس لئے (اس پر) ہم اللہ سے استغفار بھی کرتے۔

ستر کا خیال

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اَرَادَ حَاجَۃً لَا یَرْفَعُ ثَوْبَہٗ حَتّٰی یَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو اپنے کپڑے نہ اٹھاتے یہاں تک کہ آپ زمین کے قریب ہو جاتے۔

www.askfatwa.com

پیشاب بیٹھ کر کرنا چاہیے

عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ أَسْلَمْتُ (بزار)

حضرت عمرؓ کہتے ہیں جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ مَا كَانَ يَبُوْلُ إِلَّا جَالِسًا (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جو کوئی تم سے بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے تو اس کی تصدیق نہ کرو۔ آپ (عام حالت میں) ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔

مجبوری میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا. (ابوداؤد)

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ قوم کے کوڑے کی جگہ پر آئے اور (کمر میں درد کی وجہ سے) کھڑے ہو کر پیشاب کیا (ایسا صرف ایک مرتبہ ہوا)۔

تنبیہ: کافروں اور فاسقوں کی دیکھا دیکھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ان کے ساتھ تشبہ کی وجہ سے بھی سخت منع ہے۔

قضائے حاجت کے دوران آپس میں بات کرنا منع ہے

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ. (ابوداؤد).

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایسا نہ ہو کہ دو آدمی قضائے حاجت کرتے ہوں اس حال میں کہ وہ اپنی شرمگاہیں کھولے آپس میں باتیں کر رہے ہوں (یعنی قضائے حاجت کے وقت بات کرنا منع ہے) کیونکہ اللہ عزوجل اس پر غصہ کرتے ہیں۔

دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ ...... نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّسْتَطِيْبَ الرَّجُلُ بِيَمِيْنِهٖ (ابن ماجه)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... أَنْ نَسْتَنْجِیَ بِالْيَمِيْنِ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِیَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِیَ بِرَجِيْعٍ أَوْ بِعَظْمٍ (مسلم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع کیا اس سے کہ ہم داہنے ہاتھ سے استنجا کریں یا ہم تین ڈھیلوں سے کم سے استنجا کریں یا ہم لید یا ہڈی سے استنجا کریں۔

ہڈی اور لید سے استنجا کرنے کی ممانعت

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّہٗ زَادُ إِخْوَانِکُمُ الْجِنِّ (ترمذی و نسائی).

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نہ لید سے استنجا کرو (کیونکہ وہ تو خود نجاست ہے) اور نہ ہڈیوں سے (استنجا کرو) کیونکہ وہ تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے۔

فائدہ: ہڈیوں میں جنوں کی خوراک ہونے کی ممکنہ صورت یہ ہے کہ جن ہڈیوں میں موجود فاسفورس کو نکال کر کھا لیتے ہوں جو خود ایک آتشی چیز ہے اور یہ بات ان کے آتشی اصل ہونے سے مطابقت بھی رکھتی ہے۔

ایک حدیث میں یوں ہے رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے ایک وفد سے فرمایا **لَکُمْ کُلُّ عَظْمٍ ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ یَقَعُ فِیْ أَیْدِیْکُمْ أَوْفَرَمَا یَکُوْنُ لَحْمًا (مسلم وفی الترمذی لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ)** تمہارے لئے ہر ہڈی (خواہ) اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو (یا نہ لیا گیا ہو) تمہارے ہاتھوں میں آئے گی تو اس پر پورا پورا گوشت ہوگا۔

اگر جنوں کی خاطر ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا جاتا ہو تو یہ بھی ممکنات میں سے ہے۔ جن چونکہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں تو ان کی غذا کا اوجھل ہونا قابل فہم ہے۔ اور اگر گوشت سے مراد ہڈی میں موجود فاسفورس لیا جائے تو یہ بھی ممکن ہے کیونکہ لغت اور شریعت دونوں میں کسی مناسبت سے مجاز کا استعمال عام ہے۔

ڈھیلے تین سے کم ہوں اور صفائی ہو جائے تو جائز ہے

عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّہٗ سَمِعَ عَبْدَاللّٰہِ یَقُوْلُ أَتَی النَّبِیُّ ﷺ الْغَائِطَ فَأَمَرَنِیْ أَنْ آتِیَہٗ بِثَلَاثَۃِ أَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَیْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْہُ فَأَخَذْتُ رَوْثَۃً فَأَتَیْتُہٗ بِھَا فَأَخَذَ الْحَجَرَیْنِ وَ أَلْقَی الرَّوْثَۃَ وَقَالَ ھٰذَا رِکْسٌ (بخاری).

اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے (وہ جگہ غالبا ریت والی تھی اس لئے پتھر یا ڈھیلے آسانی سے دستیاب نہ تھے (اس وجہ سے) آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں تین پتھر (تلاش کر کے) آپ کے پاس

لاؤں۔ مجھے دو پتھر تو مل گئے۔ تیسرا تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا تو میں نے لید کا ایک ٹکڑا اٹھا لیا اور وہ لے کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے دونوں پتھر تو لے لئے اور لید کو پھینک دیا اور فرمایا یہ تو گندگی ہے (اور صرف دو پتھروں سے استنجا کرنے پر اکتفا کیا)۔

اگر نجاست مقعد سے باہر پھیل جائے تو پانی سے استنجا کرنا واجب ہے

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ قَالَ إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَبْعُرُوْنَ بَعْرًا وَأَنْتُمْ تَثْلِطُوْنَ ثَلْطًا فَأَتْبِعُوْا الْحِجَارَةَ الْمَاءَ (عبدالرزاق)

حضرت علی ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے (یعنی اسلام کے شروع دور کے لوگ غذا کے بہت ہی سادہ اور کم ہونے کی وجہ سے) وہ تو مینگنیوں کی صورت میں پاخانہ کرتے تھے جب کہ تم (عمدہ کھانے کھاتے ہو اور اس کی وجہ سے) نرم (اور چپکنے والے) پاخانے کرتے ہو (جو مقعد سے تجاوز کر کے آس پاس کی جگہ میں لگ جاتے ہیں اور ڈھیلوں سے ان کی صحیح صفائی نہیں ہوتی) اس لئے ڈھیلوں کے بعد پانی بھی استعمال کرو۔

صرف پانی سے استنجا کرنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ تَبِعْتُهٗ أَنَا وَ غُلَامٌ مِنَّا مَعَنَا إِدَاوَةٌ مَاءٍ وَ عَنَزَةٌ يَسْتَنْجِىْ بِالْمَاءِ (بخاری و مسلم).

حضرت انس ﷺ کہتے ہیں نبی ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے نکلتے تو میں اور ہمارے ایک صاحب (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ یا کوئی اور) آپ کے پیچھے چلتے۔ ہمارے پاس (استنجا کرنے کے لئے) پانی کا ایک برتن اور (مٹی کو نرم کرنے کے لئے) ایک چھوٹا نیزہ ہوتا۔ آپ اس پانی سے استنجا کرتے۔

قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا

عَنْ أَبِىْ ذَرٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَذْهَبَ عَنِّى الْأَذٰى وَعَافَانِىْ. (نسائی)

حضرت ابوذر ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (قضائے حاجت سے فارغ ہو کر) بیت الخلاء سے باہر آتے تو یہ فرماتے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَذْهَبَ عَنِّى الْأَذٰى وَعَافَانِىْ** (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے گندگی اور تکلیف دہ چیز کو دور کیا اور (اس طرح بہت سی تکلیفوں سے) مجھے عافیت بخشی۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَکَ (ترمذی).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (قضائے حاجت سے فارغ ہو کر) بیت الخلاء سے باہر آتے تو یوں کہتے غُفْرَانَکَ (یعنی جس طرح اے اللہ آپ نے تکلیف دہ فضلہ کو میرے جسم سے خارج کر کے میری طبیعت کو ہلکا کیا اور مجھے عافیت دی اسی طرح میرے گناہوں کا بوجھ بھی مجھ سے دور فرما دیجئے اس لئے) میں آپ کی مغفرت کا طالب ہوں۔

استنجے کے بعد ہاتھوں کو مٹی مل کر یا صابن مل کر دھونا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا أَتَی الْخَلَاءَ أَتَیْتُهٗ بِمَاءٍ فِیْ تَوْرٍ أَوْ رَکْوَةٍ فَاسْتَنْجٰی ثُمَّ مَسَحَ یَدَهٗ عَلَی الْأَرْضِ ثُمَّ أَتَیْتُهٗ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ. (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ جب بیت الخلاء جاتے تو میں ایک تانبے کے برتن میں یا چمڑے کے بنے ہوئے برتن میں پانی لے کر آتا۔ آپ (اس پانی سے) استنجا کرتے پھر اپنے (بائیں) ہاتھ کو مٹی پر ملتے تھے۔ پھر میں پانی کا ایک اور برتن لاتا جس سے آپ وضو کرتے تھے۔

کسی بل میں پیشاب نہ کرنا چاہئے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَبُوْلَنَّ أَحَدُکُمْ فِیْ جُحْرٍ (ابو داؤد).

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز کسی بل (اور سوراخ) میں پیشاب نہ کرے (کیونکہ اندیشہ ہے کہ اس بل میں کوئی زہریلا جانور یا کیڑا ہو جو اچانک نکل کر نقصان پہنچائے)۔

گذرگاہ میں پیشاب پاخانہ سے ممانعت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اتَّقُوا اللَّاعِنَیْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ. (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا لعنت کی موجب دو چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول لعنت کی موجب وہ دو چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص لوگوں کی گذرگاہ میں یا ان کے سائے کی جگہ میں (پیشاب) پاخانہ کرے (کیونکہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی کہ بدبو بھی آئے گی اور جسم و کپڑے بھی آلودہ بھی ہو سکتے ہیں)۔

www.askfatwa.com

باب: 2

وضو کا بیان

فضائل

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور (دین کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق) خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے سارے (صغیرہ) گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلم بندہ وضو کرتا ہے اور اس میں اپنے چہرہ کو دھوتا ہے (اور اس پر پانی ڈالتا ہے) تو پانی کے ساتھ (یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ) اس کے چہرہ سے وہ سارے گناہ نکل جاتے ہیں (اور گویا دھل جاتے ہیں) جو اس نے اپنی آنکھوں سے کیئے تھے۔ پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو وہ پانی کے ساتھ (یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ) وہ سارے گناہ اس کے ہاتھوں سے دھل جاتے ہیں جو اس کے ہاتھوں سے ہوئے تھے۔ پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ (یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ) وہ سارے گناہ دھل جاتے ہیں جن میں اس کے پاؤں استعمال ہوئے تھے یہاں تک کہ (وضو سے فارغ ہونے پر) وہ

www.askfatwa.com

(صغیرہ) گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أُمَّتِی یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں روشن و چمکدار ہوں گے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ وَکَثْرَةِ الْخُطَا إِلَی الْمَسَاجِدِ وَ إِنْتِظَارِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ. (مسلم).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو وہ اعمال نہ بتاؤں جن کی برکت سے اللہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجے بلند فرماتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ (آپ ہمیں ضرور بتایئے)۔ آپ نے فرمایا: (1) تکلیف اور ناگواری کے باوجود وضو کو پورا کرنا، (2) مسجدوں کی طرف جانے میں قدم زیادہ پڑنا (3) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا منتظر رہنا۔ پس یہی حقیقی رباط (یعنی سرحدوں کی حفاظت) ہے، یہی حقیقی رباط ہے (یعنی شیطان کی غارتگری اور اس کے حملوں سے بچاؤ کے لئے ان تینوں عملوں کا اہتمام حفاظت کی بڑی محکم تدبیر ہے)۔

فرائض

چوتھائی سر کا مسح فرض ہے

عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ...... وَمَسَحَ بِنَاصِیَتِهِ وَعَلَی الْعِمَامَةِ وَخُفَّیْهِ (مسلم)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے (نبی ﷺ کے وضو کی تفصیل بیان کرتے ہوئے) کہا...... اور نبی ﷺ نے اپنی پیشانی (کے بقدر سر) کا مسح کیا (جو کل سر کا چوتھائی بنتا ہے)۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَتَوَضَّأُ وَعَلَیْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِیَّةٌ فَأَدْخَلَ یَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاسِهِ وَلَمْ یَنْقُضِ الْعِمَامَةَ (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ کے سر پر ایک قطری (یعنی قطر کی طرف منسوب) عمامہ بندھا ہوا تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ عمامہ کے نیچے سے داخل کیا اور اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا اور عمامہ کو نہیں کھولا۔

www.askfatwa.com

فائدہ: ان دوحدیثوں سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

1- کم از کم سر کے چوتھائی حصہ کا مسح ضروری ہے کیونکہ اس سے کم حصہ پر مسح کرنا رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں ہے۔

2۔تنہا عمامہ یا ٹوپی پر مسح نہیں ہے بلکہ سر کا مسح کرنا ضروری ہے۔امام محمد رحمہ اللہ اپنی نقل کردہ موطا میں لکھتے ہیں بَلَغَنَا أَنَّ الْمَسۡحَ عَلَى الۡعِمَامَةِ كَانَ فَتُرِکَ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ شروع دور میں عمامہ پر مسح کیا جاتا تھا جو پھر ترک کر دیا گیا تھا۔

پاؤں کا دھونا فرض ہے

عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ الۡعَاصِ قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ ﷺ فِيۡ سَفۡرَةٍ سَافَرۡنَاهَا فَأَدۡرَكَنَا وَ قَدۡ أَرۡهَقۡنَا الۡعَصۡرَ وَنَحۡنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلۡنَا نَمۡسَحُ عَلٰى أَرۡجُلِنَا فَنَادٰى بِأَعۡلٰى صَوۡتِهٖ وَيۡلٌ لِّلۡأَعۡقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيۡنِ أَوۡثَلَاثًا. (بخاری و مسلم)

حضرت عمرو بن عاص ؓ کہتے ہیں ایک سفر میں جو ہم نے کیا نبی ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے (نماز کا وقت آ گیا تو ہم نے آپ کا انتظار کیا لیکن) آپ ہم تک اس وقت پہنچے جب ہم عصر کی نماز کو مؤخر کرتے کرتے آخری وقت کر چکے تھے اور (اب) ہم وضو کر رہے تھے۔تو (جلدی میں) ہم نے اپنے پیروں کو دھویا نہیں بلکہ ان) پر گیلا ہاتھ پھیر لیا۔ نبی ﷺ (نے جب دیکھا کہ ہماری ایڑیاں سوکھی ہیں تو آپ نے بلند آواز سے پکارا کہ (سوکھی) ایڑیوں کے لئے جہنم کی آگ کی ہلاکت ہے کیونکہ ان کے سوکھا رہنے سے وضو نہیں ہوتا اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی)۔ یہ آپ نے دو یا تین مرتبہ کہا۔

وضو میں جن اعضاء کو دھونا ہے ان کو مکمل دھونا فرض ہے کچھ جگہ بھی خشک نہ رہے

عَنۡ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَکَ مَوۡضَعَ ظُفُرٍ عَلٰى قَدَمِهٖ فَأَبۡصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ارۡجِعۡ فَأَحۡسِنۡ وُضُوۡءَ کَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلّٰى. (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے وضو کیا تو اپنے پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ (سوکھی) چھوڑ دی۔ نبی ﷺ کی اس پر نظر پڑی تو فرمایا واپس جاؤ اور اپنے وضو کو مکمل کرو۔ وہ شخص واپس لوٹا (خشک جگہ کو دھویا) پھر نماز پڑھی۔

سنتیں

وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا

www.ashraf-ul-fatawa.com

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ وَ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ يَطْهُرُ جَسَدُهٗ كُلُّهٗ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ يَطْهُرْ إِلَّا مَوْضَعُ الْوُضُوْءِ (دار قطنی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے وضو کیا اور (وضو کرتے وقت) اللہ کا نام لیا (یعنی بسم اللہ پڑھی) اس کا پورا بدن (صغیرہ گناہوں سے) پاک ہوگا (اور اس کو پورا بدن پاک کرنے کا ثواب ملے گا)۔ اور جس نے وضو کیا اور (وضو کرتے وقت) اللہ کا نام نہیں لیا تو (وضو ہو جانے کے علاوہ) اس کی صرف وضو کی جگہ (صغیرہ گناہوں سے) پاک ہوگی (اور اس کو صرف وضو کے اعضاء پاک کرنے کا ثواب ملے گا)۔

وضو کے اعضاء کو تین تین دفعہ دھونا اور پورے سر کا مسح کرنا

عَنْ أَبِیْ حَيَّةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَاسِهٖ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (ترمذی و نسائی)

ابو حیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو اس طرح کیا پہلے اپنے دونوں ہاتھ اچھی طرح دھوئے یہاں تک کہ ان کو خوب اچھی طرح صاف کر لیا، پھر تین دفعہ کلی کی پھر تین دفعہ ناک میں پانی داخل کیا (اور صفائی کے لئے ناک سے پانی جھٹکا)۔ پھر اپنے چہرے کو تین دفعہ دھویا اور اپنے بازوؤں کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر ایک مرتبہ (آگے سے پیچھے کی طرف) اپنے (پورے) سر کا مسح کیا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں (تین مرتبہ) ٹخنوں تک دھوئے۔ پھر (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) فرمایا میں نے چاہا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طہارت کا طریقہ بتاؤں۔

پورے سر کے مسح کا دوسرا طریقہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ قَالَ قِيْلَ لَهٗ تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِإِنَاءٍ ...... ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ رَاسَهٗ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی تھی۔ ان سے کہا گیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھایئے۔ تو انہوں نے پانی کا برتن منگوایا ...... پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر نکالا اور اپنے سر کا مسح کیا اور (اس کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ (سر کے اوپری حصہ میں) آگے سے پیچھے کو لے گئے اور (سر کے اطراف) میں پیچھے سے آگے کو لائے (کہ اس طرح سے بھی پورے سر کا مسح

ہوا)۔

فائدہ: اگرچہ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ آپ ﷺ نے آگے سے پیچھے مسح کرتے ہوئے پورے سر پر ہاتھ پھیرا ہو اور پیچھے سے آگے کو مسح کرتے ہوئے بھی پورے سر پر ہاتھ پھیرا ہو لیکن یہ احتمال کمزور ہے کیونکہ دوسری مرتبہ پیچھے سے آگے پھیرنے میں بظاہر کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے کہ پورے سر کا مسح تو پہلی دفعہ ہو ہی چکا ہے۔

سر کے مسح کے لئے نیا پانی لینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ...... وَ مَسَحَ بِرَاسِهٖ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اور (اس میں) اپنے سر کا مسح (اپنے ہاتھوں پر لگے) اس پانی سے کیا جو (نیا تھا) آپ کے بازوؤں کے دھونے کا بچا ہوا نہیں تھا۔

ناک میں پانی اوپر چڑھانا اور انگلیوں کا خلال کرنا

عَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِىْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَ خَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِى الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا (ابو داود)

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے وضو کے بارے میں بتایئے (یعنی یہ کہ وضو میں مجھے کن باتوں کا خاص طور سے اہتمام کرنا چاہئے) آپ نے فرمایا (ایک تو یہ کہ) پورا وضو خوب اچھی طرح اور کامل طریقے سے کیا کرو (جس میں کوئی کمی نہ رہ جائے) اور (دوسرے یہ کہ) ہاتھ پاؤں دھوتے وقت ان کی انگلیوں میں خلال کرلیا کرو اور (تیسرے یہ کہ) ناک کے نتھنوں میں پانی چڑھا کے اچھی طرح ان کی صفائی کیا کرو الا یہ کہ تم روزہ سے ہو (یعنی روزہ کی حالت میں ناک میں پانی زیادہ نہ چڑھاؤ کہ کہیں پانی حلق میں نہ چلا جائے)۔

پاؤں کی انگلیوں کا خلال

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ يَدْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهٖ (ابو داؤد)

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ وضو کرتے تو اپنی چھنگلیا سے اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کرتے تھے۔

داڑھی کا خلال

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ وَقَالَ هٰكَذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو ایک ہاتھ سے پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے (داڑھی کے اندرونی حصہ میں) پانی پہنچاتے اور اس سے اپنی داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے میرے رب نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

کانوں کا مسح

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ بِرَاسِهِ وَأُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرَهُمَا بِإِبْهَامَيْهِ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (وضو میں) اپنے سر مبارک کا مسح کیا اور اس کے ساتھ دونوں کانوں کا بھی (اس طرح) کہ کانوں کے اندرونی حصہ کا تو دونوں انگشت شہادت سے مسح فرمایا اور اوپر کے حصہ کا دونوں انگوٹھوں سے۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِيْ جُحْرِ أُذُنَيْهِ (ابو داؤد)

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو (کانوں کا مسح کرتے ہوئے) آپ نے اپنے دونوں کانوں کے سوراخ میں اپنی انگلیاں داخل کیں۔

آنکھوں کے کناروں کو ملنا

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ وَذَكَرَ وُضُوْءَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ الْمَاقَيْنِ (ابو داؤد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے وضو کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ گوشہائے چشم (یعنی آنکھ کے کناروں) کو (چہرہ دھوتے ہوئے) ملتے تھے۔

مستحبات

مستحبات وہ امور ہیں جن کو نبی ﷺ نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے یا تو کبھی کیا ہو کبھی نہ کیا ہو یا ہمیشہ کیا ہو لیکن ایسے دلائل وقرائن موجود ہوں جو ان کی تاکید کی نفی کرتے ہوں۔

دائیں سے شروع کرنا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِمَيَامِنِكُمْ

www.askfatwa.com

(ابو داؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو اپنے داہنے اعضاء سے ابتدا کیا کرو (مثلاً جب کرتہ پہنو تو دائیں آستین پہلے پہنو اور وضو میں دایاں ہاتھ، دایاں بازو اور دایاں پاؤں بائیں کے مقابلے میں پہلے دھو)

فائدہ: مندرجہ ذیل حدیث سے اس کی تاکید کی نفی ہوتی ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ مَا أُبَالِيْ بَدَأْتُ بِيَمِيْنِيْ أَوْ شِمَالِيْ إِذَا أَكْمَلْتُ الْوُضُوْءَ. (دارقطنی و ابن ابی شیبہ).

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں وضو کروں تو مجھے پرواہ نہیں کہ میں ابتدا دائیں ہاتھ سے کروں یا بائیں ہاتھ سے کروں۔

گردن کا مسح

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهٖ وُقِيَ الْغِلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ابن فارس)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اپنی گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن (عذاب کے) طوق سے بچا لیا گیا۔

ناک میں پانی ڈالنے کے بعد اس کو جھٹکنا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخَرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لْيَنْتَثِرْ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اس کو چاہئے کہ اپنے نتھنوں (سے ناک) میں پانی چڑھائے پھر (اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کی مدد سے) اس کو جھٹک دے۔

آداب

فرض حصہ سے کچھ زائد دھونا

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجمر قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى

أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيْلَهُ (مسلم)

حضرت نعیم بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا۔ انہوں نے اپنا چہرہ دھویا اور پوری طرح دھویا۔ پھر انہوں نے اپنا دایاں بازو دھویا یہاں تک کہ کہنی کے اوپر کا کچھ حصہ دھویا۔ پھر بایاں بازو دھویا اور اس کی کہنی کے اوپر کا کچھ حصہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنے دائیں پاؤں کو دھویا یہاں تک کہ (دائیں) پنڈلی کا کچھ حصہ دھویا پھر انہوں نے اپنے بائیں پاؤں کو دھویا یہاں تک کہ (بائیں) پنڈلی کا کچھ حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے دن وضو کو مکمل کرنے کی وجہ سے روشن چہرے اور روشن ہاتھ پیر والے ہو گے۔ تو تم میں سے جو کر سکے وہ اپنے چہرے اور ہاتھ پیروں (کا مزید حصہ دھو کر ان) کی روشنی کو بڑھا لے۔

وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ دَعَا عَلِيٌّ رضي الله عنه بِوَضُوْءٍ فَقُرِّبَ لَهُ ...... ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ لِيْ نَاوِلْنِيْ فَنَاوَلْتُهُ الَّذِيْ فِيْهِ فَضْلُ وَضُوْئِهِ فَشَرِبَهُ قَائِمًا فَعَجِبْتُ فَلَمَّا رَاٰى عَجَبِيْ قَالَ لَا تَعْجَبْ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ أَبَاكَ النَّبِيَّ ﷺ يَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَأَيْتَنِيْ يَقُوْلُ بِوَضُوْئِهِ هٰذَا وَ يَشْرَبُ فَضْلَ وَضُوْئِهِ قَائِمًا (نسائی)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرے والد) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا جو ان کے قریب رکھ دیا گیا۔ (انہوں نے وضو کیا) پھر سیدھے کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا کہ (پانی کا برتن) مجھے پکڑا دو۔ میں نے ان کو وہ برتن پکڑا دیا جس میں ان کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا۔ انہوں نے اس کو کھڑے کھڑے پیا۔ مجھے ان کے اس عمل پر تعجب ہوا۔ انہوں نے میرے تعجب کو محسوس کیا تو فرمایا تعجب نہ کرو کیونکہ میں نے تمہارے نانا نبی ﷺ کو اپنے وضو کے پانی سے ایسا ہی کرتے دیکھا جیسا تم نے مجھے دیکھا اور آپ ﷺ نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا تھا۔

رومالی پر چھینٹے ڈالنا

عَنِ الْحَكَمِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ (ابو داؤد)

حضرت حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنی شرمگاہ (یا اس کے مقابل کپڑے پر) چھینٹے ڈالے (تا کہ امت کو تعلیم ہو کہ جس شخص کو پیشاب کے قطرے آنے کا محض

www.askfatwa.com

وسوسہ ہوتا ہے قطرہ حقیقت میں نکلتا نہیں ہے تو اس کے وسوسہ کو دور کرنے کے لئے یہ بہترین طریقہ ہے کیونکہ قطرہ نکلنے کے وہم سے جو تری کا وہم ہوگا وہ اس حقیقت سے دور ہو جائے گا کہ یہ پانی کے چھینٹے کی تری ہے۔)

پانی پہنچنے کے باوجود انگوٹھی کو ہلانا

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ أَنَّہٗ ﷺ کَانَ یُحَرِّکُ خَاتَمَۃٗ عِنْدَ الْوُضُوْءِ (دارقطنی)

(نبی ﷺ کے آزاد کئے ہوئے غلام) حضرت ابو رافع سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وضو میں اپنی انگوٹھی کو ہلا لیا کرتے تھے (اگرچہ پانی اس کو ہلائے بغیر بھی اندر پہنچ جاتا تھا)

متفرقات

وضو میں ضرورت سے زائد پانی استعمال کرنا منع ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَ ھُوَ یَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا ھٰذَا السَّرَفُ یَا سَعْدُ. قَالَ أَ فِی الْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ وَإِنْ کُنْتَ عَلٰی نَھْرٍ جَارٍ. (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا گذر (حضرت) سعد بن ابی وقاص پر ہوا جو وضو کر رہے تھے (اور اس میں پانی کا ضرورت سے زیادہ استعمال کر رہے تھے)۔ آپ نے فرمایا اے سعد یہ اسراف کیسا ہے (یعنی پانی بلا ضرورت کیوں بہایا جا رہا ہے)۔ انہوں نے پوچھا کیا وضو کرنے میں بھی (زیادہ پانی خرچ کرنا) اسراف ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ بھی اسراف میں داخل ہے اگرچہ تم رواں دریا کے کنارے بیٹھ کر ہی وضو کر رہے ہو۔

وضو کے بعد پونچھنا

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْھَہٗ بِطَرْفِ ثَوْبِہٖ (ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ وضو کر چکے تو آپ نے اپنے کپڑے کے ایک کنارے سے اپنا چہرہ پونچھ لیا۔

عَنْ عَائِشَۃَ کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ خِرْقَۃٌ یُنَشِّفُ بِھَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ (ترمذی).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک کپڑے کا ٹکڑا (رومال) تھا جس سے آپ وضو کے بعد (وضو کے گیلے اعضا کو) پونچھتے تھے۔

وضو کے ہوتے ہوئے نیا وضو کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُھْرٍ کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ (ترمذی)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن عمر ﷜ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے طہارت (اور وضو) ہونے کے باوجود (کہ جس سے وہ کوئی عبادت بھی ادا کر چکا ہو تازہ) وضو کیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

وضو کے دوران دعا

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یَتَوَضَّأُ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ (رزین. جمع الفوائد).

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷜ کہتے ہیں میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ وضو کر رہے تھے میں نے آپ کو (وضو کے دوران) یہ کہتے ہوئے سنا: **أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ.**

وضو کے بعد کی دعا

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْکُمْ مِنْ أَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُبْلِغُ أَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ إِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةُ یَدْخُلُ مِنْ أَیِّهَا شَاءَ. وَزَادَ أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (مسلم و ترمذی)

حضرت عمر ﷜ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی وضو کرے اور پورا پورا وضو کرے پھر یوں کہے **أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ** تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ ان میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو اور یہ کلمات بھی فرمائے ہیں۔ **أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ.**

تحیۃ الوضو

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ...... فَأَدْرَکْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَخْطُبُ النَّاسَ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ مَا مِنْکُمْ مِنْ أَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَرْکَعُ رَکْعَتَیْنِ یُقْبِلُ عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَ وَجْهِهٖ إِلَّا فَقَدْ أَوْجَبَ (ابو داؤد)

حضرت عقبہ بن عامر ﷜ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پایا۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو کوئی اچھی طرح سے (پورا) وضو کرے پھر کھڑا ہو اور دو رکعت (تحیۃ الوضو کے) اس طرح سے پڑھے کہ اس کا ظاہر اور باطن نماز کی طرف متوجہ ہو تو اس نے (جنت کے استحقاق کو) واجب کر لیا۔

باب:3

مسواک

مسواک کی اہمیت وفضیلت

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِی لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں ان کو (اللہ کے حکم سے) ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حتمی امر کرتا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا يَتَسَوَّکُ قَبْلَ أَنْ يَّتَوَضَّأَ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپ سوتے تو اٹھنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور کرتے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاکِ (بخاری و مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب رات کو آپ تہجد کے لئے اٹھتے تو مسواک سے اپنے منہ کی خوب صفائی کرتے (اس کے بعد وضو فرماتے اور تہجد میں مشغول ہوتے)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَفْضُلُ الصَّلَاةُ الَّتِی يُسْتَاکُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِی لَا يُسْتَاکُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفًا. (بیهقی فی شعب الایمان).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز جس کے لئے مسواک

www.askfatwa.com

کی جائے اس نماز کے مقابلہ میں جو بلا مسواک کئے پڑھی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے۔

عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ اَلْحَیَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ (ترمذی)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار چیزیں، پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں (ایک) حیاء، (دوسرے) خوشبو لگانا اور (تیسرے) مسواک کرنا اور (چوتھے) نکاح کرنا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسِّوَاکُ مِطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک منہ کو خوب پاک صاف کرنے والی اور رب تعالیٰ کو بہت خوش کرنے والی چیز ہے۔

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَیِّ شَیْءٍ کَانَ یَبْدَأُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَیْتَهٗ قَالَتْ بِالسِّوَاکِ (مسلم).

شریح بن ہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب (باہر سے) گھر میں تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ (سب سے پہلے) آپ مسواک کرتے تھے۔

مسواک کرنے کا طریقہ

عَنْ عَطَاءٍ مَرْفُوْعًا إِذَا اسْتَکْتُمْ فَاسْتَاکُوْا عَرْضًا (مراسیل ابی داؤد)

حضرت عطا رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مسواک کرو تو دانتوں کی چوڑائی میں کرو (یعنی دائیں سے بائیں پھیرا کرو)

مسواک استعمال کر کے اس کو دھونا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَسْتَاکُ فَیُعْطِیْنِی السِّوَاکَ لِأَغْسِلَهٗ فَأَبْدَأُ بِهٖ فَأَسْتَاکُ ثُمَّ أَغْسِلُهٗ وَ أَدْفَعُهٗ إِلَیْهِ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ مسواک کرتے پھر مجھے مسواک دیتے تا کہ اس کو دھو دوں تو (دھونے سے) پہلے میں خود اس سے مسواک کرتی (تا کہ آپ ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت مجھے حاصل ہو) پھر دھو کر آپ کو پکڑاتی۔

کسی دوسرے کی مسواک کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَنُّ وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَأُوْحِيَ إِلَيْهِ فِيْ فَضْلِ السِّوَاكِ كَبِّرْ أَعْطِ السِّوَاكَ أَكْبَرَهُمَا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ آپ کے پاس دو آدمی تھے جن میں سے ایک دوسرے سے (عمر میں) بڑا تھا۔ (قریب ہونے کی وجہ سے یا دائیں جانب ہونے کی وجہ سے آپ کا چھوٹے کو مسواک دینے کا ارادہ ہوا تو مسواک کی فضیلت کے باعث آپ کو وحی کی گئی کہ بڑی عمر والے کو مسواک دیجئے (تو نبی ﷺ نے اپنی استعمال شدہ مسواک دوسرے کو کرنے کے لئے دی)۔

www.askfatwa.com

باب: 4

چمڑے کے موزوں پر مسح

وضو کرتے وقت چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. (بخاری و مسلم).

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا (ایک وقت جب رسول اللہ ﷺ وضو کر رہے تھے) تو میں جھکا تا کہ آپ کے چمڑے کے موزے اتاروں لیکن آپ نے فرمایا ان کو رہنے دو کیونکہ میں نے جب یہ پہنے تھے یہ پاک تھے اور آپ نے ان موزوں پر مسح کیا۔

چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کی مدت

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِیءٍ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضي الله عنه فَاسْئَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيهِنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ (مسلم).

شریح بن ہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تا کہ ان سے چمڑے کے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھوں تو انہوں نے فرمایا کہ تم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کیونکہ (موزے پہننے کی زیادہ تر ضرورت سفر میں ہوتی ہے اور) وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تھے۔ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے (مسح کی مدت) تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات مقرر فرمائی۔

مدت مسح کے اندر جنابت لاحق ہو جائے تو مسح باقی نہیں رہتا

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا

www.askfatwa.com

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ (ترمذی).

حضرت صفوان بن عسال ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر پر ہوں تو اپنے چمڑے کے موزے تین دن اور تین رات تک نہ اتاریں الا یہ کہ جنابت لاحق ہو جائے۔

موزے پر مسح پشت پر کرنا ہے تلے پر نہیں

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّاْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ (ابوداؤد)

حضرت علی ؓ نے فرمایا اگر دین کے احکام محض اپنی عقل سے ہوتے تو چمڑے کے موزے کے تلے پر مسح کرنا پشت پر مسح کرنے کے مقابلہ میں زیادہ مناسب ہوتا (کیونکہ ان پر زیادہ میل لگتا ہے) لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے موزوں کی پشت پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

مسح کا طریقہ

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ جَاءَ حَتّٰى تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى خُفِّهِ الْأَيْمَنِ وَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى خُفِّهِ الْأَيْسَرِ ثُمَّ مَسَحَ أَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَّاحِدَةً حَتّٰى أَنْظُرَ أَصَابِعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ (مصنف ابن ابی شیبه)

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کیا پھر آپ آئے اور وضو کیا اور چمڑے کے موزوں پر مسح کیا اور (اس میں یہ طریقہ اختیار کیا کہ) آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں موزے پر اور اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں موزے پر رکھا اور ایک دفعہ دونوں کی پشت پر مسح کیا اور (وہ نقشہ اب تک میرے ذہن میں ہے کہ گویا کہ) میں آپ کی انگلیوں کو آپ کے موزوں پر (رکھی ہوئی) دیکھ رہا ہوں۔

جرموق یعنی چمڑے کے موزوں پر ان کی حفاظت کے لئے جو سوتی موزے پہنے جائیں ان پر مسح

عَنْ بِلَالٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْمُوْقَيْنِ (ابن خزیمه)

حضرت بلال ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جرموق پر مسح کیا۔

سوتی یا اونی جرابوں پر مسح کرنا

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ. (ترمذی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور (موٹی) جرابوں پر مسح کیا۔

www.askfatwa.com

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ أَنَّهُمَا قَالَا يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا صَفِيْقَيْنِ

(مصنف ابن ابی شیبه)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ (جو بڑے تابعی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور داماد بھی تھے) اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (جو بڑے تابعی تھے) دونوں حضرات یہ فرماتے تھے کہ جرابوں پر مسح صرف اس وقت کیا جائے گا جب کہ وہ خوب موٹی ہوں (اور چمڑے کے موزوں کی طرح ہوں کہ پاؤں میں خود بخود کھڑی رہیں اور ان میں پانی بھی جلدی سے سرایت نہ کرے اور ان کو پہن کر جوتی کے بغیر چلیں تو تین چار میل چلنے کے باوجود نہ پھٹیں)۔

تنبیہ: پتلی سوتی جرابیں جن کی پنڈلیاں خود بخود کھڑی نہیں رہتیں بلکہ اپنی تنگی کی وجہ سے یا الاسٹک لگنے کی وجہ سے کھڑی رہتی ہیں اور پانی ان میں فوری سرایت کرتا ہے اور جوتی کے بغیر عام زمین پر تین چار میل چلنے سے وہ پھٹ بھی جاتی ہیں یعنی ان میں چمڑے کے موزوں کے تین وصف تو کہاں ایک بھی وصف نہیں ہوتا پوری امت کا اس پر اتفاق رہا ہے کہ ایسی جرابوں پر مسح جائز نہیں۔ اب جو لوگ ان پر مسح کو جائز سمجھتے ہیں انہوں نے یہ ایک بری بدعت نکالی ہے۔

www.askfatwa.com

باب: 5

وضو کو توڑنے والی چیزیں

1- پیشاب پاخانہ

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَامُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَّلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَّنَوْمٍ (ترمذی)

حضرت صفوان بن عسال ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اس بات کا حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر پر ہوں تو تین دن اور تین رات تک پاخانہ پیشاب اور نیند کی وجہ سے اپنے موزے نہ اتاریں (اور ان چیزوں کی وجہ سے جو وضو ٹوٹا تو وضو کرنے میں موزوں پر مسح کرتے رہیں) البتہ جنابت لاحق ہو جائے تو پھر (غسل جنابت کے لئے) موزے اتارنے ہوں گے۔

2- مذی

عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحِي أَنْ أَسْئَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَئَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ. (بخاری و مسلم)

حضرت علی ؓ کہتے ہیں کہ (جوانی میں) مجھے بہت زیادہ مذی خارج ہوتی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت فاطمہ) کی وجہ سے (جو میرے نکاح میں تھیں) مجھے آپ ﷺ سے خود (اس سے طہارت کے بارے میں) پوچھتے ہوئے شرم آتی تھی تو میں نے مقداد بن اسود کو پوچھنے کو کہا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ایسا شخص استنجا کرے اور وضو کرے۔

3- ہوا کا خارج ہونا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمُوتَ مَا الْحَدَثُ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ فُسَاءٌ أَوْضُرَاطٌ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو حدث ہو گیا ہو جب تک

www.askfatwa.com

وہ وضونہ کرلے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ حضرموت سے آئے ہوئے ایک شخص نے پوچھا اے ابوہریرہ رحمہ اللہ حدث سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کہ آدمی کے پیچھے کی راہ سے جو ہوا خارج ہو خواہ بغیر آواز کے یا آواز کے ساتھ۔

ہوا کا خارج ہونا مشکوک ہوتو وضونہیں ٹوٹتا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِیْ بَطْنِہٖ شَیْئًا فَأُشْكِلَ عَلَیْہِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَیْءٌ أَمْ لَا فَلَا یَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى یَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ یَجِدَ رِیْحاً. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ حرکت پائے اور وہ شبہ میں پڑ جائے کہ آیا اس کے پیٹ سے ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں تو وہ (محض شبہ کی وجہ سے وضو کرنے کی خاطر) مسجد سے نہ نکلے (کیونکہ شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا) بلکہ (اس صورت میں وضوٹوٹتا ہے جب ہوا کے نکلنے کا خوب اچھی طرح یقین ہو جیسا کہ اس وقت یقین ہوتا ہے) جب (اس کے ساتھ) آواز (بھی) سنے یا بو محسوس کرے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَوَجَدَ حَرَكَةً فِیْ دُبُرِہٖ أَحْدَثَ أَوْ لَمْ یُحْدِثْ فَأُشْكِلَ عَلَیْہِ فَلَا یَنْصَرِفْ حَتّٰى یَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ یَجِدَ رِیْحًا (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں ہو اور وہ اپنے مقعد میں کچھ پھڑک محسوس کرے (جس سے) وہ تردد میں پڑ جائے کہ (ہوا خارج ہوئی یا نہیں اور اس طرح) وضوٹوٹا یا نہیں تو وہ (اپنی نماز سے) نہ پھرے یہاں تک کہ وہ (ہوا نکلنے کی) آواز سنے یا (ہوا کی) بو پائے (یا بو اور آواز کے ہوتے ہوئے کی طرح کا ہوا کے نکلنے کا یقین ہو)۔

4- بدن سے بہتا ہوا خون نکلنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا رَعُفَ رَجَعَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ یَتَكَلَّمْ ثُمَّ رَجَعَ وَبَنٰى عَلٰى مَا قَدْ صَلّٰى (بیھقی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جب کبھی (نماز کے دوران) ناک سے نکسیر پھوٹتی تھی تو وہ نماز چھوڑ کر واپس جاتے اور وضو کرتے اور واپس آ کر جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے شروع کرتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِیْ حُبَیْشٍ إِلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ إِنِّیْ اِمْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَ فَأَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَیْسَتْ بِالْحَیْضَةِ ...... وَفِیْ رِوَایَةٍ تَوَضَّئِیْ لِكُلِّ صَلٰوةٍ (بخاری و مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا یا رسول اللہ میں ایسی عورت ہوں جس کو استحاضہ کی تکلیف ہے اور (اس میں خون اتنا مسلسل آتا ہے کہ) میں تو پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں (نماز نہ چھوڑو کیونکہ) یہ تو محض خون کی رگ ہے (جس کے زخم کی وجہ سے خون بہتا ہے) حیض نہیں ......اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا (چونکہ تم معذور کے حکم میں ہو لہٰذا) تم ہر نماز کے لئے وضو کرو۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ (کامل ابن عدی).

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بہنے والے خون سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔

5- منہ بھر کر قے ہونا

عَنْ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاءَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ صَدَقَ وَأَنَا صَبَبْتُ لَهٗ وَضُوْئَهٗ (ترمذی)

معدان رحمہ اللہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو قے ہوئی تو آپ نے وضو کیا۔ معدان کہتے ہیں کہ (بعد میں) میری ملاقات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے دمشق کی مسجد میں ہوئی تو میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ابودرداء نے سچ کہا اور میں نے ہی (اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے لئے وضو کا پانی ڈالا تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَاءَ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ أَوْقَلَسَ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ...... (دار قطنی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کے دوران منہ بھر کر قے ہو جائے تو وہ نماز سے پلٹے اور وضو کرے......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِذَا رَعُفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَإِنَّهٗ يَنْصَرِفُ وَ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُتِمَّ مَا بَقِيَ عَلٰى مَا مَضٰى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ. (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نماز میں کسی شخص کی نکسیر بہہ پڑے یا اس پر قے غالب آجائے (یعنی منہ بھر کر ہو کہ اس کو روکنے پر قادر نہ ہو) یا مذی نکل آئے تو وہ نماز سے پلٹے اور وضو کرے پھر واپس لوٹے اور جب تک کوئی بات نہ کی ہو تو جتنی نماز پڑھ لی تھی وہیں سے شروع کرے۔

6- لیٹ کر یا ٹیک وسہارا لگا کر سونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَیْسَ عَلٰی مَنْ نَامَ سَاجِدًا وُضُوْءٌ حَتّٰی یَضْطَجِعَ فَإِنَّهٗ إِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهٗ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سجدے کی حالت میں سو گیا اس پر وضو نہیں ہے جب تک وہ لیٹ نہ جائے کیونکہ آدمی جب لیٹ جاتا ہے تو (اس کے اپنے آپ کو روک رکھنے کی قوت یعنی قوت ماسکہ زائل ہو جاتی ہے جس سے) اس کے جوڑ (اور باقی اعضاء) ڈھیلے ہو جاتے ہیں (اور ہوا کے خارج ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔ اور نیند کی وجہ سے اس حالت میں ہوا خارج ہو گئی تو اس کا احساس نہ ہو گا لہٰذا لیٹ کر سونے ہی پر وضو ٹوٹنے کا حکم جاری ہو گا)۔

7- نماز میں اتنی آواز سے ہنسنا کہ قریب کے دو تین آدمیوں تک آواز پہنچ جائے

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ مَعْبَدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ بَیْنَمَا هُوَ فِی الصَّلَاةِ إِذْ أَقْبَلَ أَعْمٰی یُرِیْدُ الصَّلٰوةَ فَوَقَعَ فِیْ زُبْیَةٍ فَاسْتَضْحَکَ بَعْضُ الْقَوْمِ حَتّٰی قَهْقَهَ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ قَهْقَهَ فَلْیُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ (کتاب الآثار ابو یوسف)

حضرت معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے میں مشغول تھے کہ ایک نابینا آدمی نماز پڑھنے کے لئے آئے اور ایک گڑھے میں گر گئے (اس منظر کے سامنے آنے پر نماز میں شریک) کچھ لوگوں کو ہنسی آئی یہاں تک کہ ان کی آواز بھی بلند ہو گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے جس نے قہقہہ لگایا (یعنی آواز سے ہنسا کہ کم از کم قریب کے دو تین آدمیوں تک آواز پہنچ گئی ہو) وہ وضو اور نماز دونوں لوٹائے۔

جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

1- شرمگاہ پر بغیر حائل ہاتھ لگنا

عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مَسَسْتُ ذَکَرِیْ أَوْقَالَ الرَّجُلُ یَمُسُّ ذَکَرَهٗ فِی الصَّلٰوةِ أَ عَلَیْهِ الْوُضُوْءُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْکَ. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا کہ میں اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگاؤں یا کہا کہ کوئی بھی شخص ایسا کرے تو کیا اسے وضو کرنا پڑے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ (یعنی شرمگاہ) تو تمہارے بدن ہی کا ایک حصہ ہے۔

2- عورت کو ہاتھ لگانا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَاىَ فِىْ قِبْلَتِهٖ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِىْ فَقَبَضْتُ رِجْلَىَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوئی ہوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ یعنی سجدے کی جگہ میں ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو اپنے ہاتھ سے میرے پاؤں کو دباتے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی تھی اور جب آپ قیام کے لئے کھڑے ہو جاتے تو میں (دوبارہ) اپنے پاؤں پھیلا لیتی تھی (اور ایسا اس وجہ سے ہوتا تھا کہ ایک تو جگہ کی تنگی تھی اور دوسرے) ان دنوں گھروں میں چراغ بھی نہ ہوتے تھے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ نِسَائِهٖ ثُمَّ يُصَلِّىْ وَلَا يَتَوَضَّأُ (بزار)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ (کبھی) اپنی کسی زوجہ محترمہ کا بوسہ لیتے پھر نماز شروع کر دیتے اور وضو نہ کرتے۔

3- ٹیک یا سہارے کے بغیر یا لیٹے بغیر سونا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عَهْدِهٖ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّأُوْنَ (ابو داؤد و ترمذی).

حضرت انس بن مالک ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں آپ کے اصحاب عشاء کی نماز کے لئے (مسجد میں) انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ (بعض اوقات طویل انتظار کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے اور) ان کے سر ڈھلک جاتے تھے پھر (جماعت کھڑی ہونے پر) دوبارہ وضو کئے بغیر نماز میں شریک ہو جاتے تھے۔

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَبِى النَّائِمِ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ وَلَا عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ (بیھقی).

حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے فرمایا گھٹنے اٹھا کر اور ان کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر بیٹھنے والا شخص اگر سو جائے اور جو شخص کھڑا ہو وہ سو جائے اور جو شخص سجدے میں ہو وہ سو جائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا یہاں تک کہ وہ لیٹ جائے۔ پھر جب وہ لیٹ جائے (اور سو جائے) تب اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

4- آگ پر پکی ہوئی چیز کھانا پینا

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے شانے کا (پکا ہوا) گوشت کھایا پھر وضو کئے بغیر (سابقہ وضو ہونے کی وجہ سے) نماز پڑھ لی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ آخِرُالْأَمْرَيْنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارَ (نسائی)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں جو چیز آگ میں پکی ہو اس میں رسول اللہ ﷺ کا جو آخری عمل تھا وہ اس سے وضو نہ کرنا تھا۔

www.askfatwa.com

باب: 6

غسل کا بیان

غسل کب فرض ہوتا ہے

1- جب مرد کی سپاری عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ عَمَّا يُوجِبُ الْغُسْلَ مِنَ الْجِمَاعِ ...... فَقَالَ مُعَاذٌ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ (طبرانی کبیر)

عبدالرحمٰن بن عائذ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ایک شخص نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جماع میں غسل کس چیز سے واجب ہوتا ہے ...... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جب (مرد کے) ختنہ کی جگہ (عورت کے) ختنہ کی جگہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

2- احتلام نیند میں ہو جائے خواہ مرد کو یا عورت کو

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰی فِیْ مَنَامِهَا مَا يَرَی الرَّجُلُ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتّٰی تُنْزِلَ كَمَا أَنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ حَتّٰی يُنْزِلَ (احمد و نسائی).

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا جو خواب میں (کوئی شہوانی بات) دیکھے جیسا کہ (عام طور سے) مرد دیکھتا ہے (تو کیا اس پر غسل واجب ہوتا ہے) آپ نے فرمایا جب تک اس کو انزال نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا جیسا کہ مرد پر غسل واجب نہیں ہوتا جب تک اس کو انزال نہ ہو۔

3- بیداری میں منی شہوت سے خارج ہو تو غسل واجب ہوتا ہے ورنہ نہیں

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ أَصْحَابُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَطَاءٌ وَطَاوُسٌ وَعِكْرِمَةُ إِذْ جَاءَ

رَجُلٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَائِمٌ يُصَلِّيُ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُفْتٍ ؟ فَقُلْتُ سَلْ فَقَالَ إِنِّیْ كُلَّمَا بُلْتُ تَبِعَهُ الْمَاءُ الدَّافِقُ فَقُلْنَا الَّذِیْ يَكُوْنُ مِنْهُ الْوَلَدُ قَالَ نَعَمْ فَقُلْنَا عَلَيْکَ الْغُسْلُ فَوَلّٰی الرَّجُلُ وَهُوَ يُرَجِّعُ وَعَجَّلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ يَا عِكْرِمَةُ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَأَتَاهُ بِهٖ ...... ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الرَّجُلِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ مِنْکَ هَلْ تَجِدُ شَهْوَةً فِیْ قَلْبِکَ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَجِدُ خَدَرًا فِیْ جَسَدِکَ قَالَ لَا قَالَ إِنَّمَا هٰذَا بَرْدَةٌ يُجْزِيْکَ مِنْهُ الْوُضُوْءُ (كنز العمال).

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے چند شاگرد (یعنی میں اور) عطاء اور طاؤس اور عکرمہ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور پوچھا کہ کیا آپ میں کوئی مفتی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں میں نے (اس سے) کہا پوچھو (کیا پوچھتے ہو) اس نے کہا میں جب بھی پیشاب کرتا ہوں تو اس کے بعد اچھلتا ہوا پانی یعنی منی نکلتی ہے۔ میں نے پوچھا کیا وہی جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ تو ہم نے جواب دیا کہ تم پر غسل واجب ہے (اور جب بھی ایسا ہو غسل کرو) وہ شخص (اس مشقت والے جواب سے بہت پریشان ہوا اور) انا للہ پڑھتے ہوئے واپس پلٹا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (جواب میں غلطی محسوس کر کے) جلدی سے نماز ختم کی اور سلام پھیر کر کہا اے عکرمہ اس (سوال کرنے والے) شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ اس کو لے آئے ...... پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا مذکورہ صورت میں کیا تم اپنے دل میں شہوت اور خواہش نفس پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا کیا اس وقت تم اپنے آلہ تناسل میں بے حسی اور کمزوری پاتے ہو (کہ اگر کمزوری پائی جائے تو یہ اس کی علامت ہوگی کہ اس سے پہلے آلہ تناسل میں انتشار تھا اگرچہ بہت تھوڑا ہو اور انتشار شہوت کی وجہ سے ہوتا ہے) اس نے جواب دیا کہ نہیں (ایسا بھی نہیں ہوتا)۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ تو محض ٹھنڈا پانی ہے (جس کو شہوت کی کچھ بھی گرمی اور حرارت نہیں لگی اور اس صورت میں تو تمہارے لئے وضو کرنا ہی کافی ہے) غسل کرنا واجب نہیں۔

6- حیض ونفاس سے پاک ہونا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِیْ حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ذٰلِکِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِی الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ (بخاری).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ کی تکلیف تھی۔ انہوں

نے اس کے (حکم کے) بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ تو ایک رگ ہے (جو کسی مرض سے زخمی ہوگئی ہے اور پھٹ گئی ہے اور اس میں سے خون بہتا ہے) یہ حیض نہیں ہے۔ تو جب (استحاضہ کے دوران) حیض شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔

فرض غسل کا طریقہ

1- عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوْا الشَّعْرَ وَ أَنْقُوا الْبُشْرَةَ (ابو دائود، ترمذی).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جسم کے) ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے (جنابت کے غسل میں) بالوں کو اچھی طرح دھو (تاکہ جسم کا وہ حصہ جو بالوں سے چھپا رہتا ہے پاک صاف ہو جائے) اور کھال (کا جو حصہ ظاہر ہے اس) کی بھی اچھی طرح صفائی دھلائی کرو۔

2- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَکَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ یَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَاسِیْ فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَاسِیْ ثَلَاثًا (ابوداؤد).

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے غسل جنابت میں ایک بال برابر بھی جگہ دھونے سے چھوڑ دی تو اس کو (دوزخ کی) آگ کا ایسا ایسا عذاب دیا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وعید کی وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن بن گیا (اور یہ معمول بنالیا کہ بال ذرا بڑھے ان کو مونڈ دیا) یہ جملہ آپ نے تین بار دہرایا۔

3- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ یَبْدَأُ فَیَغْسِلُ یَدَیْهِ ثُمَّ یُفْرِغُ بِیَمِیْنِهٖ عَلٰی شِمَالِهٖ فَیَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ یَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ یَاخُذُ الْمَاءَ فَیُدْخِلُ أَصَابِعَهٗ فِیْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰی إِذَا رَاٰی أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلٰی رَاسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰی سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ (مسلم).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنابت سے غسل کرتے تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر اپنے بائیں ہاتھ سے مقام استنجا کو دھوتے اور داہنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے۔ پھر نماز کا جو وضو ہوتا ہے وہ کرتے۔ پھر پانی لیتے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے یہاں تک کہ جب آپ سمجھتے کہ آپ نے سب میں پوری طرح پانی پہنچا لیا تو دونوں

ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے۔اس کے بعد باقی سارے جسم پر پانی بہاتے۔اس کے بعد (وہاں سے ہٹ کر) اپنے پاؤں دھوتے (کیونکہ اس جگہ غسل کا استعمال شدہ پانی جمع ہو جاتا تھا اس لئے پیر پہلے نہ دھوتے تھے بلکہ سب سے آخر میں وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ میں پاؤں دھوتے تھے)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الغُسْلِ (ترمذی).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (غسل کے شروع میں وضو کرتے تھے) غسل کے بعد وضو نہ کرتے تھے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی الله عنها قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَاسِیْ أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لا إِنَّمَا يَكْفِيْكِ أَنْ تَحْثِیَ عَلٰی رَاسِكِ ثَلاثَ حَثيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِيْنَ (ابن ماجه).

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ میں ایسی عورت ہوں کہ اپنے سر کی مینڈھیوں کو خوب چھوٹا چھوٹا کر کے اور کس کس کر باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لئے میں ان کو کھول دوں۔آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تمہارے لئے (اور تمہاری طرح مینڈھیاں بنانے والی عورتوں کے لئے) یہ کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالو (یہاں تک کہ بالوں کی جڑیں بھیگ جائیں) پھر تم اپنے جسم پر پانی بہالو اور پاک ہو جاؤ۔

جنابت کی حالت میں سونا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ (لِعَائِشَةَ) كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ (رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ) فِی الْجَنَابَةِ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَّنَامَ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَّغْتَسِلَ؟ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَ رُبَمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ. (مسلم)

عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ ﷺ جنابت میں کیا کرتے تھے۔آپ سونے سے پہلے غسل کرتے تھے یا غسل کئے بغیر ہی سو جاتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ دونوں طرح ہی کرتے تھے کبھی غسل کرتے پھر سوتے اور کبھی صرف وضو کر کے سو جاتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ وَ هُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں (یعنی غسل کئے بغیر) سونے کا ارادہ فرماتے تو (سونے سے پہلے) استنجا کرتے تھے اور نماز کا وضو کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ ﷺ كَانَ إِذَا أَجْنَبَ فَأَرَادَ أَنْ يَّنَامَ تَوَضَّأَ أَوْتَيَمَّمَ (بیہقی).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں (غسل کئے بغیر سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کرتے یا (کم از کم) تیمّم کرتے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَا يَمُسُّ مَاءً (ابوداؤد).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھی) جنابت کی حالت) پانی کو چھوئے بغیر (یعنی استنجاء، وضو یا غسل کئے بغیر) ہی سو جاتے تھے۔

جنابت کی حالت میں کھانا پینا

عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا وَأَرَادَ أَنْ يَّا كُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور (اسی حالت میں) کچھ کھانے کا یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کا وضو کرتے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ كَفَّيْهِ و مَضْمَضَ فَاهُ ثُمَّ طَعِمَ (دار قطنی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں کچھ کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھ دھوتے اور کلی کرتے پھر کھاتے۔

ایک دفعہ جماع کے بعد دوبارہ جماع کرنے کی صورت میں کیا کرے

عَنْ أَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتٰى أَحَدُ كُمْ أَهْلَهٗ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ زَادَ الْحَاكِمُ فَإِنَّهٗ أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے (ایک دفعہ) صحبت کرے پھر (فارغ ہو کر) دوبارہ صحبت کرنے کا ارادہ کرے تو (بہتر ہے کہ) درمیان میں (استنجا اور) وضو کر لے کیونکہ اس (میں جہاں صفائی بھی ہے وہیں اس) کی وجہ سے دوبارہ صحبت میں زیادہ نشاط حاصل ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُجَامِعُ ثُمَّ يَعُوْدُ وَلَا يَتَوَضَّأُ (طحاوی)

www.askfatwa.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ (کبھی کبھی) نبی ﷺ (ایک دفعہ) جماع کرنے کے بعد دوبارہ (جماع) کرتے اور درمیان میں وضو نہ کرتے (تاکہ اس کا جواز بھی امت کو معلوم ہو جائے)۔

جب غسل فرض ہو تو قرآن پڑھنا جائز نہیں

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ مَالَمْ يَكُنْ جُنُبًا (ترمذی).

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن پڑھاتے تھے جب تک آپ جنبی نہ ہوتے تھے (کہ اس حالت میں غسل کئے بغیر نہ پڑھاتے تھے)۔

جب غسل فرض ہو تو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّيْ لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ (ابو داؤد).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں (اللہ کے حکم سے) مسجد (میں داخل ہونے) کو حائضہ عورت اور جنبی کے لئے حلال قرار نہیں دیتا۔

چند مسنون و مستحب غسل

1- جمعہ کے دن غسل

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ (ترمذی).

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن (جمعہ کی نماز کے لئے) وضو کیا تو یہ بھی اچھی اور عمدہ بات ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل تو زیادہ فضیلت والا ہے۔

2- میت کو نہلانے کے بعد خود غسل کرنا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی میت کو غسل دے اس کو چاہئے کہ (اس کے بعد پھر) وہ خود بھی غسل کرلے (کہ یہ مستحب ہے)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ كُنَّا نُغَسِّلُ الْمَيِّتَ فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَا يَغْتَسِلُ. (التلخیص الحبیر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ میت کو غسل دیتے تھے۔ اس کے بعد ہم میں سے

کچھ تو غسل کرتے تھے اور کچھ نہ کرتے تھے۔

3- عید کے دن کا غسل

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى

(ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل فرماتے تھے۔

4- کافر کے اسلام لانے پر

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ ثُمَامَةَ بْنِ آثَالٍ (أَوْ أُثَالَة) أَسْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذْهَبُوْا بِهِ إِلٰى حَائِطِ بَنِيْ فُلَانٍ فَمُرُوْهُ أَنْ يَغْتَسِلَ (احمد).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ثمامہ بن اثال مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو فلاں خاندان کے باغ میں لے جاؤ اور (وہاں) ان کو غسل کرنے کا کہو۔

5- غشی اور بے ہوشی سے افاقہ پر

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِى الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ...... (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ مرض (وفات) میں مبتلا ہوئے تو (ایک نماز کے وقت) آپ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ (بلکہ) وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے لگن (یعنی بڑے تسلے) میں پانی رکھ دو۔ ہم نے ایسے ہی کیا۔ آپ نے غسل کیا۔ پھر آپ مشقت کے ساتھ اٹھنے لگے تو غشی طاری ہوگئی۔ پھر جب افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے جواب دیا کہ نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو۔ کہتی ہیں ہم نے (ویسے ہی) کر دیا تو آپ نے غسل کیا۔

غسل کے آداب

عَنْ يَعْلٰى قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ

وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سَتِيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ (ابو داؤد)

حضرت یعلی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھلے میدان میں (ستر کھولے) نہا رہا ہے۔ آپ نے (قریبی مناسب وقت میں) منبر پر خطبہ دیا جس میں اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ خود حیا فرمانے والے اور پردہ دار ہیں (یعنی بندوں کی جن شرمناک حرکتوں کو ظاہر کرنا شرم وحیا کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ ان کی پردہ داری فرماتے ہیں) اور بندوں کے لئے بھی وہ حیاداری اور پردہ داری کو پسند فرماتے ہیں اس وجہ سے (انکا حکم ہے کہ) جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ اور ستر کا خیال رکھے۔

عَنْ سَفِيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ (ترمذی).

حضرت سفینہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک مد (یعنی چوتھائی صاع) پانی سے وضو کرتے تھے اور ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین لیٹر) پانی سے غسل کرتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَ أَخُوْ عَائِشَةَ (مِنَ الرَّضَاعَةِ) فَسَأَلَهَا أَخُوْهَا عَنْ غُسْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (مِنَ الْجَنَابَةِ) فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوٍ مِنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَ أَفَاضَتْ عَلٰى رَاسِهَا (ثَلَاثًا) بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ (سَتْرٌ) (بخاری و مسلم).

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی یعنی دودھ شریک بھانجے) ابوسلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی (حضرت عبداللہ بن یزید ؓ) حضرت عائشہ کے پاس گئے۔ ان کے رضاعی بھائی نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت (یعنی فرض) غسل کے بارے میں پوچھا (کہ اس کی کیا کیفیت تھی اور اس میں کتنا پانی استعمال ہوتا تھا)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاع کی مقدار کا (پانی سے بھرا ہوا) برتن منگوایا اور (پانی کی اس مقدار سے) غسل کیا (جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل کرتے تھے اور (غسل میں) انہوں نے اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالا (اور ایسا نہیں ہوا کہ وہ ہمارے سامنے ہی بلا حجاب غسل کرنے لگی ہوں بلکہ) ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا (جس کی وجہ سے باقی جسم تو نظر نہ آتا تھا صرف سر اور چہرہ نظر آتا تھا اور گردن نظر آتی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ ہم دونوں ہی حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ رضاعی رشتہ رکھتے تھے اور ان کے محرم تھے۔ اسی سے غسل کی موٹی موٹی کیفیت بھی معلوم ہوئی کہ پہلے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے تھے پھر دائیں کندھے پر تین دفعہ پانی ڈالتے تھے تاکہ دائیں طرف کا جسم ڈھل جائے۔ پھر

بائیں کندھے پر تین دفعہ پانی ڈالتے تھے تاکہ بائیں طرف کا جسم دھل جائے)۔

تنبیہ: منکرین حدیث اس حدیث پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں حضرت عائشہ کی طرف بڑی بے شرمی کی بات منسوب کی گئی ہے کہ انہوں نے ان دو حضرات کو برہنہ غسل کر کے دکھایا۔ منکرین حدیث کا یہ اعتراض سرے سے بے بنیاد ہے کیونکہ نہ تو حدیث میں ایسے کوئی الفاظ ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے برہنہ غسل کر کے دکھانے پر دلالت کرتے ہوں اور نہ ہی حدیث کو ماننے والے ایسا کوئی مطلب لیتے ہیں۔ حدیث میں حجاب اور ستر کے الفاظ پردے پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ سمجھنا کہ وہ کوئی جالی کا پردہ ہوگا جس میں سے حضرت عائشہ کا برہنہ جسم نظر آ رہا ہوگا اور غسل کا طریقہ بھی صرف اسی طریقے سے معلوم ہو سکتا ہے محض ان منکرین کی اپنی اختراع ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ دونوں حضرات حضرت عائشہ کے رضاعی رشتہ دار تھے اس لئے ان کو حضرت عائشہ کا سر چہرہ اور بازوں اور کندھے وغیرہ دیکھنے جائز تھے۔ باقی جسم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے سے چھپایا ہوا تھا۔ غسل کے پانی کی مقدار اور غسل کی موٹی موٹی کیفیت اسی سے معلوم ہو گئی۔

www.askfatwa.com

باب: 7

تیمّم کا بیان

تیمّم کا طریقہ

عَنْ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ فِيْ الْقَوْمِ حِيْنَ نَزَلَتِ الرُّخْصَةُ فِي الْمَسْحِ بِالتُّرَابِ إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ فَأَمَرَنَا فَضَرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ ثُمَّ ضَرْبَةً أُخْرٰى لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ (بزار)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب یہ رخصت نازل ہوئی کہ جب ہم پانی نہ پائیں تو مٹی سے مسح یعنی تیمّم کرلیں اس وقت میں (لشکر میں) لوگوں کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے (مٹی یا ڈھیلے وغیرہ پر) ایک دفعہ چہرہ (پر مسح) کے لئے ہاتھ مارے پھر دوسری دفعہ کہنیوں تک ہاتھوں (پر مسح کرنے) کے لئے ہاتھ مارے۔

عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَيَمَّمَ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً أُخْرٰى ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ (دار قطنی).

سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (انکے والد یعنی) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب تیمّم کرتے تھے تو مٹی پر ایک مرتبہ دونوں ہاتھ مارتے تھے اور دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرہ کا مسح کرتے تھے۔ اس کے بعد پھر ایک دفعہ اور اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر مارتے تھے اور ان سے کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کا مسح کرتے تھے۔

غسل کے لئے تیمّم کا وہی طریقہ ہے جو وضو کے لئے ہے۔

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا تَتَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ إِنَّمَا يَكْفِيْكَ أَنْ تَصْنَعَ هٰكَذَا فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلَى الْأَرْضِ فَنَفَضَهَا ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهٖ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَبِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ عَلَى الْكَفَّيْنِ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهٗ (ابو داؤد)

www.askfatwa.com

حضرت عمار بن یاسر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام سے (سفر میں) بھیجا۔ (اس سفر کے دوران) مجھے جنابت لاحق ہوئی (یعنی سوتے میں احتلام ہوگیا) اور پانی نہ پایا تو (یہ خیال کر کے کہ جنابت کے تیمّم میں تو پورے بدن پر مٹی کو ملنا ہوگا) میں مٹی میں اس طرح لوٹ پوٹ ہوا جس طرح کوئی چوپایہ لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔ پھر (جب) میں نبی ﷺ کے پاس (واپس) آیا اور آپ سے اپنا قصہ ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے یہی کافی تھا کہ تم (وضو کے بدلے جو تیمّم کرتے ہیں) اس طرح کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا (دایاں ہاتھ اور بایاں) ہاتھ مٹی پر مارا اور اس کو جھاڑا پھر اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں (ہتھیلی کی پشت) کا مسح کیا اور داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کیا (اور چونکہ صرف وضو کے تیمّم کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے پورا طریقہ بتانا مقصود نہیں اس لئے نبی ﷺ نے ایک تو صرف ہتھیلیوں پر مسح کیا (اور دوسرے ترتیب بھی ملحوظ نہ رکھی کہ پہلے ہاتھوں کا مسح کیا) پھر اپنے چہرہ کا مسح کیا۔

صاف اور بے غبار پتھر سے تیمّم کرنا جائز ہے

عَنْ أَبِیْ الْجُهَیْمِ أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ حَتّٰی أَقْبَلَ عَلَی الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَیَدَیْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ. (بخاری)

حضرت ابوجہیم ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک مرتبہ رستے میں گذرتے ہوئے) نبی ﷺ کو سلام کیا۔ (اس وقت آپ کا وضو نہ تھا اور آپ نے چاہا کہ اللہ کا ذکر طہارت کی حالت میں کرنے کی فضیلت نہ چھوڑیں) تو آپ نے فوری جواب نہیں دیا بلکہ ایک دیوار کے پاس گئے (اور مدینہ منورہ میں گھروں کی دیواریں سیاہ پتھروں سے بنی ہوتی تھیں) اور (اس سے) اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر سلام کا جواب دیا۔

مٹی سے تیمّم کرتے وقت ہاتھوں پر لگنے والی مٹی کو اڑا دے

عَنْ عَمَّارٍ ؓ ......فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ إِنَّمَا یَکْفِیْکَ أَنْ تَضْرِبَ بِیَدَیْکَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخُ ثُمَّ تَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَکَ (مسلم)

حضرت عمار بن یاسر ؓ نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر مارو پھر ان پر پھونک مارو پھر ان سے اپنے چہرے کا مسح کرلو۔

برسہا برس بھی پانی نہ ملے تو تیمّم کرتا رہے

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الصَّعِیْدَ الطَّیِّبَ طَهُوْرُ الْمُسْلِمِ وَ إِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْیُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ فَإِنَّ ذٰلِکَ خَیْرٌ (ترمذی)

www.asirfatwa.com

حضرت ابوذر ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ پاک مٹی مسلمان کی طہارت کا ذریعہ ہے اگرچہ وہ (متواتر) دس سال تک پانی نہ پائے۔ (لیکن پھر جب پانی پالے تو پانی سے اپنی کھال کو دھوئے (یعنی باقاعدہ وضو یا غسل کرے) کیونکہ (پانی پانے کے وقت) یہی (یعنی وضو اور غسل کرنا ہی فرض اور) خیر ہے۔

تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا تو نماز کو لوٹانا واجب نہیں

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِی سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَیْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَیَمَّمَا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَصَلَّیَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِی الْوَقْتِ فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ وَلَمْ یُعِدِ الْآخَرُ ثُمَّ أَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرَا ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ لِلَّذِیْ لَمْ یُعِدْ أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَ أَجْزَأَتْکَ صَلَاتُکَ وَقَالَ لِلَّذِیْ تَوَضَّأَ وَأَعَادَ لَکَ الْأَجْرُ مَرَّتَیْنِ (ابو داؤد).

حضرت ابو سعید خدری ﷺ کہتے ہیں دو آدمی ایک سفر میں نکلے تو نماز کا وقت ہو گیا۔ ان کے پاس (وضو کے لئے) پانی نہ تھا۔ ان دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی۔ پھر (اسی نماز کے) وقت ہی میں ان کو پانی مل گیا۔ ان میں سے ایک نے تو وضو کیا اور نماز لوٹائی جب کہ دوسرے نے نماز نہیں لوٹائی۔ پھر (جب) وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے (اپنا) یہ قصہ آپ سے ذکر کیا۔ جس شخص نے نماز نہیں لوٹائی تھی آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم نے سنت (اور اصل طریقہ ومسئلہ) کو پایا (کیونکہ مذکورہ صورت میں اصل مسئلہ یہی ہے کہ نماز کو نہیں لوٹانا) اور جس شخص نے نماز لوٹائی تھی اس سے فرمایا کہ تمہیں دو گنا اجر ملا (نماز پڑھنے کا بھی اور اجتہاد کرنے کا بھی اگرچہ اجتہاد میں خطا ہی ہوئی ہو)۔

وقت میں پانی ملنے کی امید ہو تو تیمّم میں تاخیر کرنا مستحب ہے

1- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ إِذَا أَجْنَبَ الرَّجُلُ فِی السَّفَرِ تَلَوَّمَ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ آخِرِ الْوَقْتِ فَإِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَاءَ تَیَمَّمَ وَصَلّٰی (دار قطنی)

حضرت علی ﷺ کا قول ہے جب آدمی کو سفر میں جنابت لاحق ہو جائے تو وہ نماز کے آخری وقت تک انتظار کرے پھر اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کرے اور نماز پڑھ لے۔

2- عَنْ مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهٗ أَقْبَلَ هُوَ وَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرْفِ حَتّٰی إِذَا کَانَا بِالْمِرْبَدِ نَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَیَمَّمَ صَعِیْدًا طَیِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَیَدَیْهِ إِلَی الْمِرْفَقَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی (موطا امام مالک)

امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نافع رحمہ اللہ (جو امام مالک کے استاد اور بڑے تابعی تھے وہ) اور حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ مقام جرف سے آرہے تھے۔ جب وہ مقام مربد میں پہنچے (جو مدینہ منورہ سے 1.125 میل کے فاصلے پر تھا) تو حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ سواری سے نیچے اترے اور پاک مٹی سے تیمّم کیا یعنی اپنے چہرے کا اور کہنیوں تک بازوؤں کا مسح کیا پھر (عصر کی) نماز پڑھی (اور ایک روایت میں ہے پھر جب وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو سورج ابھی تک بلند تھا)۔

وضو کرنے میں جنازہ کی نماز فوت ہوتی ہو تو تیمّم پر اکتفا کرے

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛ قَالَ إِذَا خِفْتَ أَنْ تَفُوْتَکَ الْجَنَازَةُ وَأَنْتَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَتَیَمَّمْ وَصَلِّ (ابن ابی شیبہ)

عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ نے فرمایا جب تمہیں ڈر ہو کہ جنازہ کی نماز تم سے رہ جائے گی اور تمہارا وضو نہ ہو تو تیمّم کرو اور نماز پڑھ لو۔

پانی نہ ملتا ہو تو جماع کرنے کی اجازت ہے

عَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَةَ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ أَغِیْبُ الشَّهْرَ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِیْ أَهْلِیْ فَأُصِیْبُ مِنْهُمْ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ أَغِیْبُ الشَّهْرَ قَالَ وَإِنْ غِبْتَ ثَلَاثَ سِنِیْنَ (طبرانی کبیر)

حکیم بن معاویہ کے چچا کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں ایک ایک مہینہ پانی سے دور رہتا ہوں اور میرے گھر والے میرے ساتھ ہوتے ہیں کیا میں بیوی سے جماع کرسکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں (کرسکتے ہو)۔ کہتے ہیں کہ میں نے پھر (مدت پر زور دیتے ہوئے) کہا کہ میں تو مہینہ بھر پانی سے دور رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہی حکم ہے (اور ایک مہینہ تو کیا) اگرچہ تین سال بھی دور رہو۔

جب گرم پانی کی سہولت نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے میں موت کا اندیشہ ہو تو تیمّم کرنا جائز ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷛ قَالَ احْتَلَمْتُ فِیْ لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ فِیْ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ فَأَهْلِکَ فَتَیَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّیْتُ بِأَصْحَابِیَ الصُّبْحَ فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا عَمْرُو صَلَّیْتَ بِأَصْحَابِکَ وَأَنْتَ جُنُبٌ ؟ فَأَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِیْ مَنَعَنِیْ مِنَ الْإِغْتِسَالِ وَقُلْتُ إِنِّیْ سَمِعْتُ اللّٰهَ یَقُوْلُ وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَکُمْ إِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا (ابو داؤد)

www.askfatwa.com

حضرت عمرو بن عاص ﷺ کہتے ہیں کہ غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک ٹھنڈی اور یخ رات میں مجھے احتلام ہو گیا تو مجھے یہ ڈر ہوا کہ میں غسل کروں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا لہٰذا میں نے تیمّم کر لیا پھر اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ ان ساتھیوں نے (بعد میں) نبی ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے (مجھ سے) فرمایا اے عمرو! تم نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی۔ اس پر میں نے آپ کو غسل سے مجبوری کی وجہ بتائی اور کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا. (اپنے آپ کو قتل نہ کرو بلاشبہ اللہ تم پر رحیم ہے چونکہ یہ بات انہوں نے اپنے اجتہاد سے معلوم کی تھی اور ان میں اجتہاد کی اہلیت بھی تھی اس لئے) رسول اللہ ﷺ (ان کی بات پر) مسکرائے اور کچھ کہا نہیں۔

www.askfatwa.com

باب: 8

پانی کے احکام

سمندر کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَ نَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِیْلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهٗ (موطا مالک)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم سمندری سفر پر جاتے ہیں اور ہمارے پاس (میٹھا) پانی تھوڑا ہوتا ہے۔ اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہ جائیں گے تو کیا ہم سمندر کے پانی سے (جو کہ بہت نمکین ہوتا ہے) وضو کر لیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سمندر کا پانی پاکی (اور طہارت) دینے والا ہے (اور اس سے وضو و غسل کیا جا سکتا ہے)۔

قلیل پانی میں نجاست گر جائے تو وہ نجس ہو جاتا ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا یَجْرِیْ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ (بخاری).

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں (یعنی جو رواں نہ ہو) پیشاب کرے پھر اسی میں غسل کرنے لگے (کیونکہ پیشاب کرنے سے وہ قلیل پانی نجس ہو جاتا ہے اور اس سے طہارت حاصل کرنا ممکن نہیں)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِیْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْیُرِقْهُ ثُمَّ لْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ (مسلم).

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے (پانی

www.askfatwa.com

بھرے) برتن میں کتا منہ ڈال دے تو وہ شخص اس پانی کو بہا دے (کیونکہ قلیل پانی میں کتے کا لعاب جو نجس ہوتا ہے شامل ہو گیا ہے) پھر برتن کو سات مرتبہ دھوئے (ابتدائے اسلام میں سات مرتبہ دھونا واجب ٹھہرایا گیا تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا اور صرف تین مرتبہ دھونا واجب ہوا)۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّ زَنْجِيًّا وَقَعَ فِيْ زَمْزَمَ يَعْنِيْ فَمَاتَ فَأَمَرَبِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ فَأُخْرِجَ وَ أَمَرَ بِهَا أَنْ تُنْزَحَ قَالَ فَغَلَبَتْهُمْ عَيْنٌ جَاءَ تْهُمْ مِنَ الرُّكْنِ فَأَمَرَ بِهَا فَدُسَّتْ بِالْقَبَاطِيِّ وَالْمَطَارِفِ حَتّٰى نَزَحُوْهَا فَلَمَّا نَزَحُوْهَا انْفَجَرَتْ عَلَيْهِمْ (دار قطنی).

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک زنگی شخص زمزم کے کنویں میں گر کر مر گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے (اس کی لاش کو کنویں سے نکالنے کا) حکم دیا اور اس کو نکالا گیا پھر (چونکہ کنویں کا پانی مردہ لاش کی وجہ سے ناپاک ہو چکا تھا اس لئے) انہوں نے کنویں کے بارے میں حکم دیا کہ اس کا سارا پانی نکالا جائے۔ (سارا پانی نکالنے میں) حجر اسود کی جانب سے رواں چشمہ پانی نکالنے والوں پر غالب آتا رہا (یعنی جتنا نکالتے اتنا ہی تیزی سے اور آجاتا اور کنویں کے پانی میں کچھ کمی نہ آتی۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کے حکم دینے پر پھوٹنے والے چشمے کو سوتی اور ریشمی کپڑے ٹھونس ٹھونس کر بند کیا گیا اور کنویں کا پانی نکالا گیا۔ جوں ہی سارا پانی نکالا گیا وہ چشمہ (ساری رکاوٹیں توڑ کر) دوبارہ پھوٹ پڑا۔

جب پانی کثیر ہو تو نجاست پڑنے سے وہ نجس نہیں ہوتا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمَاءِ وَ مَا يَنُوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبْثَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے (جنگل میں تالابوں میں موجود) پانی کی پاکی ناپاکی کے بارے میں پوچھا گیا جب کہ درندے اور چوپائے اس میں سے پانی پیتے ہیں (اور درندوں کا لعاب ناپاک ہوتا ہے)۔ آپ نے فرمایا پانی کی مقدار جب (اتنی کثیر ہو کہ پانچ پانچ مشکیزوں کی مقدار کے) دو گھڑوں کے برابر ہو جائے تو وہ نجس نہیں ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ پانی جب کثیر مقدار میں ہو تو وہ نجس نہیں ہوتا لیکن کثیر وقلیل کے درمیان فرق کی کوئی متعین حد شریعت نے ذکر نہیں کی بلکہ جس شخص کو صورتحال پیش آئے اس کی رائے پر چھوڑا گیا ہے جس کو وہ قلیل سمجھے وہ قلیل ہے اور جس کو وہ کثیر سمجھے وہ کثیر ہے اسی لئے کسی موقع پر آپ ﷺ نے دو گھڑوں کا ذکر کیا ہے اور کبھی دو گھڑوں سے زیادہ کا ذکر فرمایا ہے۔

www.asrfatwa.com

باب: 9

حیض، نفاس اور استحاضہ

حیض کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت

1- عَنْ سُفْيَانَ قَالَ بَلَغَنِیْ عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ أَدْنَى الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ (دارمی)

سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت انس ﷺ کا یہ قول پہنچا ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن (اور تین رات) ہے۔

2- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْحَائِضُ إِذَا جَاوَزَتْ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ (دار قطنی)

حضرت عثمان بن ابی العاص ﷺ کا قول ہے حائضہ عورت کو حیض جب دس دن سے متجاوز ہو جائے تو وہ اب استحاضہ والی شمار ہوگی لہٰذا غسل کرے اور نماز پڑھے۔

جب کپڑے پر بالکل سفیدی رہ جائے اس وقت حیض کا انقطاع ہوگا

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلٰى عَائِشَةَ بِالدِّرَجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلٰوةِ فَتَقُوْلُ لَهُنَّ لَا تَعْجِلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ (بخاری).

علقمہ رحمہ اللہ اپنی والدہ جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی تھیں کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ عورتیں ڈبیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیجتی تھیں جن میں روئی ہوتی تھی جس پر حیض کے خون کی وجہ سے زردی ہوتی تھی اور ان سے پوچھواتی تھیں کہ کیا اب ہم نماز پڑھیں تو وہ جواب میں فرماتیں کہ تم جلدی نہ کرو (اور نماز نہ پڑھو) یہاں تک کہ تم روئی (و کپڑے) کو بالکل سفید دیکھو۔

حیض و نفاس کے زمانے کی نمازوں کی قضا نہیں روزوں کی قضا ہے

عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ

فَقَالَتْ أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّیْ أَسْأَلُ قَالَتْ يُصِيْبُنَا ذٰلِکَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ (بخاری).

معاذہ رحمۃ اللہ علیہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حائضہ عورت کا کیا معاملہ ہے کہ وہ روزے کی تو قضا رکھے اور نماز کی قضا نہ پڑھے۔ انہوں نے جواب میں پوچھا کیا تم حروری (یعنی خارجی فرقے سے تعلق رکھتی) ہو (کیونکہ وہی اس بات کے قائل ہیں کہ حائضہ زمانہ حیض کی نمازیں بھی قضا پڑھے) میں نے کہا کہ میں حروری (فرقے سے تو) نہیں ہوں البتہ مسئلہ پوچھ رہی ہوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے فرمایا ہمیں بھی حیض آتے تھے تو ہمیں روزہ قضا رکھنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نمازیں قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

شوہر کے لئے حائضہ عورت کے جسم کا کونسا حصہ حلال ہے

عَنْ حِزَامِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ أَنَّهٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَحِلُّ لِیْ مِنِ امْرَأَتِیْ وَهِیَ حَائِضٌ ؟ قَالَ ذٰلِکَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ. (ابوداؤد)

حضرت حزام بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا جب میری بیوی حائضہ ہو تو اس کے جسم کا کونسا حصہ میرے لئے حلال ہے۔ آپ نے فرمایا تہبند کے اوپر اوپر (جو کہ ناف سے اوپر کا حصہ ہے اور گھٹنوں سے نیچے کا حصہ بھی حلال ہے)۔

استحاضہ والی عورت سے شوہر جماع کرسکتا ہے

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ الْمُسْتَحَاضَةُ لَا بَاسَ أَنْ يَّاْتِيَهَا زَوْجُهَا (عبدالرزاق).

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا استحاضہ والی عورت سے اس کا شوہر جماع کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسلسل استحاضہ والی عورت ہر نماز کے وقت میں وضو کرے

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ فَقَالَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ (ابن حبان).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے استحاضہ والی عورت کے بارے میں پوچھا گیا (کہ جب اس کو خون مسلسل آئے تو وہ نماز کے بارے میں کیا کرے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر (حیض کے دن گذرنے پر) ایک غسل کرے اور (آئندہ) ہر نماز کے لئے (اس کے وقت میں) وضو کرے۔

www.askfatwa.com

نفاس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَقْتُ النِّفَاسِ أَرْبَعُوْنَ إِلَّا أَنْ تَرَی الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِکَ.

(دار قطنی)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نفاس کی (زیادہ سے زیادہ) مدت چالیس دن ہے مگر یہ کہ عورت اس سے پہلے پاک ہو جائے (خواہ نفاس شروع ہونے کے بعد ایک دن میں یا اس سے بھی کم مدت میں)۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ کَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا.

(ترمذی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نفاس والی عورتیں (زیادہ سے زیادہ) چالیس دن تک (نماز چھوڑے) بیٹھی رہتی تھیں۔

www.askfatwa.com

باب: 10

نجاستوں کا بیان

بلی کا جھوٹا پاک لیکن مکروہ تنزیہی ہے

عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوْءً قَالَتْ فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ أَخِي فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ (ترمذی).

حضرت کعب بن مالک ﷺ کی بیٹی کبشہ جو حضرت ابوقتادہ ﷺ کے بیٹے کے نکاح میں تھیں کہتی ہیں کہ حضرت ابوقتادہ ﷺ ہمارے ہاں آئے (اور جب انہوں نے وضو کرنا چاہا) تو میں ان کے لئے وضو کا پانی ڈالنے لگی۔ اسی دوران ایک بلی (ان کے پاس) پانی پینے کو آ گئی۔ انہوں نے اس کے لئے وضو کے پانی کا برتن جھکا دیا یہاں تک کہ بلی نے پانی پی لیا۔ کبشہ کہتی ہیں کہ حضرت ابوقتادہ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں (بڑی حیرت سے) ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو پوچھا اے بھتیجی کیا تمہیں (میرے اس طرح برتن میں بلی کو پانی پلانے پر حیرت ہو رہی ہے) میں نے کہا جی ہاں تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بلی نجس نہیں ہے اور یہ تو تمہارے گھروں میں بکثرت آمد و رفت رکھنے والے جانوروں میں سے ہے (اس لئے اس کے بارے میں حکم میں نرمی ہے۔ تاکہ لوگوں پر تنگی اور مشقت نہ ہو)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا وَلَغَ الْهِرُّ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً (دار قطنی)

حضرت ابوہریرہ ﷺ نے فرمایا جب بلی (مثلاً پانی کے) برتن میں منہ ڈال دے تو (اگر متبادل پانی موجود ہو تو) اس پانی کو گرا دو اور برتن کو ایک مرتبہ دھو ڈالو۔

کتے کا لعاب اور جھوٹا ناپاک ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طُهُوْرُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ أَنْ يَّغْسِلَهُ

www.askfatwa.com

سَبْعَ مَرَّاتٍ أُوْلٰهُنَّ بِالتُّرَابِ (مسلم).

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے پانی وغیرہ کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو وہ (برتن کا پانی پھینک کر) اس کو سات مرتبہ صاف پانی سے دھوئے اور پہلی مرتبہ مٹی سے بھی مانجھے۔

فائدہ: سات مرتبہ دھونے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنے کا حکم شروع میں دیا گیا تھا کیونکہ مدینہ منورہ کے لوگ یعنی انصار کتے پالنے کے بہت شوقین تھے۔ ان کے دلوں سے کتوں کی محبت ختم کرنے کے لئے بلکہ دلوں میں ان کا گھناؤنا پن پیدا کرنے کے لئے آپ ﷺ نے ایک تو یہ حکم دیا کہ کتے کو جہاں دیکھو اس کو قتل کر دو اور وہ برتن جس میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھو یعنی دوسری نجس چیزیں تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں اس کے لئے سات دفعہ دھونے کی ضرورت ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ایک مرتبہ مٹی سے بھی مانجھو۔ جب انصار کے دلوں سے کتوں کی محبت نکل گئی تو کتوں کو قتل کرنے کا حکم ختم کر دیا گیا

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ ﷺ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَ بَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَ كَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَ عَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مغفل ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا پھر (جب انصار کے دلوں سے کتوں کی محبت نکل گئی تو) فرمایا ان کا کتوں سے کیا تعلق (اب کتوں کو قتل کرنا ضروری نہیں البتہ کتوں کو پالنا جائز نہیں لیکن) پھر آپ نے شکاری کتے اور مویشیوں کی رکھوالی کے کتے (کو رکھنے) کی رخصت دی اور (شروع حکم ہی میں یہ بھی) فرمایا (تھا کہ) جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو سات مرتبہ دھو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھو۔

پھر برتنوں کی طہارت بھی عام ضابطہ کے تحت کر دی گئی اور

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُهْرِقْهُ وَلْيَغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (كامل ابن عدی).

حضرت ابوہریرہ ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے چاہئے کہ وہ برتن کا پانی پھینک دے اور برتن کو تین مرتبہ دھولے۔

اور اسی کے مطابق حضرت ابوہریرہ ﷺ خود بھی لوگوں کو مسئلہ بتاتے تھے۔

www.askfatwa.com

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّهٗ قَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِی الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (دارقطنی، طحاوی).

عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت ابوہریرہ ﷺ نے فرمایا جب کتا پانی وغیرہ کے برتن میں منہ ڈال دے تو پانی کو بہا دو پھر برتن کو تین مرتبہ دھولو۔

منی ناپاک ہے۔ کپڑے سے اس کو چھڑانے کے مختلف طریقے

1- عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِیِّ یُصِیْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَیَخْرُجُ إِلَی الصَّلٰوةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِیْ ثَوْبِهٖ بُقَعُ الْمَاءِ. (بخاری و مسلم).

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کپڑے پر منی لگ جائے (تو کیا کیا جائے) انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے کپڑے پر اگر منی لگ جاتی تھی تو میں (کپڑے کی اتنی جگہ سے) اس کو دھو دیتی تھی اور (ایسا بھی ہوتا تھا کہ کبھی) آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے جب کہ آپ کے کپڑے پر دھونے کا اثر یعنی پانی کے نشان ہوتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِیَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ یَابِسًا وَأَغْسِلُهٗ إِذَا كَانَ رَطْبًا (ابو عوانه. طحاوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو جب وہ سوکھی ہوتی تو کھرچ لیتی تھی اور جب تر ہوتی تو دھو لیتی تھی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ فِی الْمَنِیِّ یُصِیْبُ الثَّوْبَ قَالَ أَمِطْهُ عَنْكَ بِعُوْدٍ أَوْ إِذْخِرَةٍ فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ أَوِ الْبُصَاقِ (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے جب منی کپڑے کو لگ جائے تو اس کے بارے میں فرمایا کہ تم اس کو اپنے (کپڑے) سے لکڑی سے (کھرچ کر) یا گھاس سے (پونچھ کر) دور کر دو کیونکہ کپڑے اور بدن سے اس کو دور کرنے میں) وہ بلغم یا لعاب کی مانند ہے۔

مذی ناپاک ہے

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ ﷺ قَالَ كُنْتُ أَلْقٰی مِنَ الْمَذْیِ شِدَّةً وَكُنْتُ أُكْثِرُ مِنْهُ الْإِغْتِسَالَ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا یُجْزِیْكَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَیْفَ بِمَا یُصِیْبُ ثَوْبِیْ مِنْهُ قَالَ یَكْفِیْكَ بِأَنْ تَاخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحُ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ

حَیثُ تریٰ اَنَّہٗ اَصَابَہٗ (ترمذی).

حضرت سہیل بن حنیف ؓ کہتے ہیں مجھے مذی کی وجہ سے مشقت اٹھانا پڑتی تھی اور میں (یہ سمجھ کر کہ مذی کے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے) مذی کی وجہ سے کثرت سے غسل کرتا تھا پھر میں نے (مجبور ہو کر) اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس سے تو تمہیں وضو کرنا کافی ہے۔ (کہتے ہیں) میں نے پوچھا یا رسول اللہ اگر وہ میرے کپڑے کو لگ جائے تو پھر کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے اتنی بات کافی ہے کہ تم ہاتھ میں پانی لو اور اس سے اپنے کپڑے کی اس جگہ کو دھو لو جہاں مذی لگی ہے۔

پیشاب ناپاک ہے

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِقَبرَینِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّ بَانِ وَمَایُعَذَّبَانِ فِی کَبِیرٍ اَمَّا اَحَدُ ھُمَا فَکَانَ لَا یَستَتِرُ مِنَ البَولِ وَ اَمَّا الآخَرُ فَکَانَ یَمشِی بِالنَّمِیمَۃِ. (بخاری و مسلم).

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ کا دو قبروں پر سے گذر ہوا تو فرمایا ان دونوں (قبر والوں) کو عذاب دیا جا رہا ہے اور ان کو کسی بڑے کام کی وجہ سے (کہ جس سے بچنا دشوار ہو) عذاب نہیں دیا جا رہا (بلکہ ایسے کاموں پر عذاب دیا جا رہا ہے جن سے بچنا ان کے لئے آسان تھا یعنی) ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔

شیر خوار لڑکے اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے

عَنْ عائشۃ اُمِّ الْمُؤمِنِینَ اَنَّھَا قَالَتْ اُتِیَ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ بِصَبِیٍّ فَبَالَ عَلٰی ثَوبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتبَعَہٗ اِیَّاہُ (بخاری)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ ایک بچے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا (اور آپ کو پکڑایا گیا) اس بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا اور پیشاب کی جگہ کپڑے پر ڈال دیا۔

عَنْ اُمِّ الْفَضلِ قَالَتْ لَمَّا وُلِدَ الْحُسَینُ ؓ قُلتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَعطِنِیہِ اَو ادفَعہُ اِلَیَّ فَلَاَکْفُلَہٗ اَو اُرضِعُہٗ بِلَبَنِی فَفَعَلَ فَاَتَیتُہٗ بِہٖ فَوَضَعَہٗ عَلٰی صَدرِہٖ فَبَالَ عَلَیہِ فَاَصَابَ اِزَارَہٗ فَقُلتُ لَہٗ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَعطِنِی اِزَارَکَ اَغسِلُہٗ قَالَ اِنَّمَا یُصَبُّ عَلٰی بَولِ الغُلَامِ وَیُغسَلُ بَولُ الجَارِیَۃِ (طحاوی).

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب حسین ؓ کی ولادت ہوئی تو میں نے (رسول اللہ ﷺ

سے) کہا یا رسول اللہ آپ حسین کو میرے حوالے کر دیجئے میں ان کی دیکھ بھال کروں گی یا کہا میں ان کو اپنا دودھ پلاؤں گی۔ آپ نے وہی کیا (اور حسین مجھے دے دیئے۔ بعد میں ایک دن) میں ان کو آپ کے پاس لائی تو آپ نے ان کو اپنے سینے پر رکھ لیا۔ انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا جو آپ کے تہبند پر لگا۔ (اس پر) میں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ مجھے تہبند دے دیجئے میں اس کو دھو دیتی ہوں۔ آپ نے فرمایا (شیر خوار) لڑکے کے پیشاب پر تو پانی بہانا ہی کافی ہے (جہاں میں اپنے جسم پر لگے پیشاب کو دھوؤں گا وہیں تہبند کے حصہ پر بھی پانی بہالوں گا) البتہ لڑکی کا پیشاب اگر کپڑے پر لگ جائے تو اس کو (اہتمام سے) دھویا جائے۔

فائدہ: اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ سے اس فرق کی وجہ منقول نہیں صرف حکم منقول ہے۔ ممکن ہے کہ لڑکی کے پیشاب میں کچھ ایسے اجزاء پائے جاتے ہوں جو اہتمام سے دھونے سے ہی زائل ہوتے ہوں۔

فائدہ: بعض حدیثوں میں لڑکے کے پیشاب پر پانی کے نضح یا رش کرنے کے الفاظ آئے ہیں جن کا ترجمہ چھینٹے ڈالنا بھی ہے لیکن یہی الفاظ دھونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں مثلاً مذی کے ناپاک ہونے کے بارے میں اوپر جو حدیث مذکور ہوئی اس میں فَتَنْضَحُ کا لفظ آیا ہے۔ اگر اس سے چھینٹے ڈالنا مراد لیں تو جائز نہیں کیونکہ کپڑے پر مذی لگ جائے تو سب کے نزدیک وہ دھونے سے پاک ہوگا محض چھینٹے ڈالنے سے پاک نہ ہوگا۔ اسی طرح حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو نبی ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: **تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ (مسلم)** (عورت اول خون کو کھرچ لے پھر کچھ پانی سے اس کو مسل لے پھر اس کو دھولے اور اب اس میں نماز پڑھ لے۔) **نضح** کا لفظ یہاں بھی دھونے کے معنی میں ہے محض چھینٹے ڈالنے کے معنی میں نہیں۔ اسی وجہ سے ایک اور حدیث میں تو اور زیادہ واضح طور سے ذکر ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ أُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مِحْصَنٍ أَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلٰى ثَوْبِهٖ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا (مسلم)

ام قیس کے (شیر خوار) لڑکے نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور اپنے کپڑے پر بہایا لیکن کپڑے کو خوب اہتمام سے (یعنی نچوڑ کر یا بہت زیادہ پانی بہا کر) نہیں دھویا۔

لید نجس ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ ﷺ الْغَائِطَ فَأَمَرَنِيْ أَنْ آتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْ فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ هٰذَا رِكْسٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب قضاء حاجت کی جگہ آئے تو مجھے تین ڈھیلے لانے کو کہا۔ میں نے دو ڈھیلے تو پالئے اور تیسرا تلاش کیا اور اس کو نہ پایا تو میں نے لید کا ایک ٹکڑا اٹھا لیا اور یہ سب لے کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے دونوں ڈھیلے تو لے لئے لیکن لید کے ٹکڑے کو پھینک دیا اور فرمایا یہ تو (خود) گندگی ہے۔

شراب اور خنزیر کا گوشت نجس ہیں

عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّا نُجَاوِرُ أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبَخُوْنَ فِيْ قُدُوْرِهِمُ الْخِنْزِيْرَ وَيَشْرَبُوْنَ فِيْ آنِيَتِهِمِ الْخَمْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوْا فِيْهَا وَاشْرَبُوْا وَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَارْحَضُوْهَا بِالْمَاءِ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا (ابوداؤد)

حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم اہل کتاب کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ اپنی دیگچیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں (تو کیا ہم کبھی ضرورت پڑنے پر ان کے برتن لے کر استعمال کر سکتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم ان برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن پاؤ تو ان میں کھاؤ پیو اور اگر دوسرے برتن نہ پاؤ تو ان کو پانی سے دھولو پھر (ان میں) کھاؤ پیو (کیونکہ شراب اور خنزیر کا گوشت لگنے سے برتن نجس ہو جاتا ہے)۔

مردار کی کھال ناپاک ہے البتہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِّمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا (مسلم).

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ (انکی خالہ ام المؤمنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی کو ایک بکری ہدیہ میں دی گئی اور وہ مرگئی (اور اس کو ایک طرف ڈال دیا گیا) رسول اللہ ﷺ کا اس کے پاس سے گذر ہوا تو آپ نے فرمایا تم لوگوں نے ایسا کیوں نہ کیا کہ اس کی کھال اتار کر اس کو دباغت دیتے اور اس سے نفع اٹھاتے۔ لوگوں نے کہا یہ تو مردار ہے (اور دباغت کے بعد بھی مردار رہے گی تو اس سے نفع اٹھانا کیسے ممکن ہوگا) آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔ (اس کی کھال کو دباغت

سے پاک کر کے اس سے نفع اٹھانا حرام نہیں)۔

جوتی یا چمڑے کے موزوں کو نجاست لگ جائے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِذَا وَطِیَ الْأَذٰی بِخُفَّیْهِ فَطَهُوْرُهُمَا التُّرَابُ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب کسی کے چمڑے کے موزے (یا جوتیاں) (گاڑھی) نجاست پر پڑ جائیں تو ان کو پاک کرنے والی چیز مٹی ہے (یعنی مٹی اور زمین پر رگڑ کر نجاست کو دور کر دیا جائے)

زمین کی جس جگہ پر نجاست لگے وہ ناپاک ہو جاتی ہے

پانی بہانے سے جگہ پاک ہو جاتی ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَامَ أَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِی الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ دَعُوْهُ وَأَهْرِیْقُوْا عَلٰی بَوْلِهٖ سِجِلًّا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوْبًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے ایک بدوی شخص نے (اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے) مسجد ہی میں (جس کا فرش کچا اور مٹی کا تھا) کھڑے ہو کر پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے اس کو پکڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو) اور اس کے پیشاب کی جگہ پر پانی کا (بڑا) ڈول بہا دو (اور نہ تو اس سے الجھو اور نہ ہی اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرو کیونکہ اول تو یہ مسجد کے آداب سے ہی لاعلم ہے اور دوسرے تم اپنے منصب کو بھی پیش نظر رکھو کہ) تم آسانی دینے کے لئے اٹھائے گئے ہو تنگی دینے کے لئے نہیں۔

زمین سوکھنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنْتُ أَبِیْتُ فِی الْمَسْجِدِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَکُنْتُ فَتًی شَابًّا عَزَبًا وَکَانَتِ الْکِلَابُ تَبُوْلُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِی الْمَسْجِدِ فَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرُشُّوْنَ شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ (ابو داود)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میں غیر شادی شدہ نوجوان تھا اور رات مسجد میں گزارتا تھا۔ اور (چونکہ مسجد کھلی تھی) کتے مسجد میں داخل ہو کر دوڑتے اور پیشاب کر دیتے لیکن لوگ اس پر پانی نہ بہاتے تھے۔

باب: 11

نماز کی دیگر شرائط

1- نمازوں کے اوقات

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّہٗ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ مَا لَمْ یَطْلُعْ قَرْنُ الشَّمْسِ الْاَوَّلُ وَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الظُّھْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَیَسْقُطُ قَرْنُھَا الْاَوَّلُ وَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مَا لَمْ یَسْقُطِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ فجر کی نماز کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج کا ابتدائی کنارہ نمودار نہ ہو۔(یعنی صبح کو سورج جب طلوع ہونے لگے اور افق پر اس کا کنارہ ذرا بھی نمودار ہو جائے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے) اور ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج بیچ آسمان سے مغرب کی جانب ڈھل جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہیں آ جاتا اور عصر کی نماز کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ پڑ جائے (کہ یہ عصر کا مستحب وقت ہے) اور (اس کے بعد جب تک) سورج کا پہلا کنارہ نہ ڈوبنے لگے (کہ یہ عصر کا مکروہ وقت ہے۔ اس وقت نماز پڑھنے سے ادا تو ہو جاتی ہے لیکن بلا وجہ اتنی تاخیر کرنا گناہ ہے۔ اور مغرب کی نماز کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج ڈوب کر بالکل غائب ہو جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ شفق غائب ہو اور عشاء کی نماز کا (مباح) وقت آدھی رات تک ہے (اس کے بعد طلوع فجر تک مکروہ وقت ہے اس وقت نماز پڑھنے سے ادا ہو جاتی ہے لیکن بلا وجہ اتنی تاخیر کرنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور گناہ ہوتا ہے)۔

www.askfatwa.com

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهُ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ أَمَرَهُ فَأَبْرِدْ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ بِهَا فَأَنْعَمَ أَنْ يُّبْرِدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ (مسلم).

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے (صرف زبانی تعلیم کے بجائے یہ بہتر سمجھا کہ اسے عملی تعلیم دی جائے اس لئے آپ نے) اس سے کہا کہ ان دونوں دن (یعنی آج اور کل) تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو پھر جیسے ہی سورج ڈھلا آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے اذان کہی پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی نماز کے لئے اقامت کہی (اور ظہر کی نماز پڑھی گئی) پھر (عصر کا وقت آنے پر) آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے (قاعدہ کے مطابق پہلے اذان اور پھر) عصر کے لئے اقامت کہی (اور عصر کی نماز ہوئی) اور یہ اذان اور پھر نماز ایسے وقت میں ہوئی کہ سورج خوب اونچا اور پوری طرح روشن اور صاف تھا (اور ابھی اس کی روشنی میں وہ فرق نہیں پڑا تھا جو سورج ڈوبنے سے پہلے ہو جاتا ہے (پھر سورج غروب ہوتے ہی آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے (پہلے اذان اور پھر) مغرب کی اقامت کہی (اور مغرب کی نماز ہوئی) پھر جیسے ہی شفق غائب ہوئی آپ نے ان کو حکم دیا اور انہوں نے عشاء کی (اذان کہنے کے بعد) اقامت کہی (اور عشاء کی نماز پڑھی گئی) پھر رات کے ختم پر جیسے ہی صبح صادق نمودار ہوئی آپ نے ان کو حکم دیا اور انہوں نے فجر کی (اذان کہنے کے بعد) اقامت کہی (اور فجر کی نماز پڑھی گئی) پھر جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے بلال کو ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ظہر (آج تاخیر کر کے) ٹھنڈے وقت میں پڑھی جائے تو آپ کے حکم کے مطابق انہوں نے ٹھنڈے وقت پر ظہر کی اقامت کہی اور خوب اچھی طرح ٹھنڈا وقت کر دیا (کہ تپش کی تیزی اس وقت جاتی رہی تھی اور ایسا مثل اول کا وقت ہونے پر ہوتا ہے)۔ اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھی کہ سورج اگرچہ اونچا ہی تھا لیکن گزشتہ دن کے مقابلے میں کچھ مؤخر کر کے پڑھی اور مغرب کی نماز آپ نے شفق کے غائب ہونے سے پہلے

پڑھی اور عشاء تہائی رات (یعنی مستحب وقت) کے گذر جانے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز صبح کا اجالا ہونے پر پڑھی۔ پھر آپ نے فرمایا نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے۔ اس نے عرض کیا میں (حاضر) ہوں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تمہاری نمازوں کا وقت ان (دو وقتوں) کے درمیان ہے جو تم نے دیکھے۔

خاص ظہر کی نماز کا وقت

اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کب تک رہتا ہے؟ تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ظہر کا وقت اس وقت ختم ہوتا ہے جب کسی شے کا سایہ نصف النہار کے وقت اس کا جتنا سایہ ہوتا ہے اتنی مقدار کو چھوڑ کر اس شے کے دوگنی لمبائی کے برابر ہو جائے۔

1- عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِلصَّلٰوةِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلٰوةِ الظُّهرِ حِیْنَ تَزُوْلُ االشَّمْسُ وَآخِرُ وَقْتِهَا حِیْنَ یَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ...... (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نماز کے لئے اول و آخری وقت ہے اور ظہر کی نماز کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج ڈھلنے لگتا ہے اور اس کا آخری وقت اس وقت ہوتا ہے جب عصر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے۔

2- عَنْ أَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا کَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَ إِذَا کَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ (نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب گرمی ہوتی تو (دیر کر کے) ٹھنڈے وقت (ظہر کی) نماز پڑھتے اور جب سردی کا موسم ہوتا تو جلدی (یعنی اول وقت ہی میں) پڑھ لیتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰی أُمِّ سَلَمَةَ رضی الله عنها زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهٗ سَأَلَ أَبَاهُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ أَنَا أُخْبِرُکَ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَکَ وَالْعَصْرَ إِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَیْکَ (موطا مالک)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بن رافع سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا (ہاں) میں تمہیں بتاتا ہوں۔ تم (گرمیوں میں) ظہر کی نماز اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے قد کے برابر ہو جائے

www.askfatwa.com

(یعنی ایک مثل) ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے قد سے دوگنا (یعنی دو مثل) ہو جائے۔

فائدہ: دوسری حدیث کے مطابق جب ایک مثل ہونے پر نماز پڑھی جائے گی تو اس میں جو وقت لگے گا وہ ایک مثل کے بعد کا وقت ہوگا اور پہلی حدیث کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت دو مثل پر ختم ہوتا ہے اور اس وقت عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔

عصر کی نماز کا وقت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِيْ فَيَاتِي الْعَوَالِيْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ (بخاری و مسلم).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ سورج ابھی بلند اور روشن ہوتا تھا۔ پس عوالی (یعنی مدینہ منورہ سے قریب مشرقی جانب کی وہ آبادیاں جو تین سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھیں انکی) طرف جانے والا آدمی (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر) چلتا تھا تو وہ عوالی ایسے وقت میں پہنچ جاتا تھا کہ سورج اس وقت بھی اونچا ہوتا تھا (ابھی غروب کے لئے نیچا نہیں ہوتا تھا)۔

فائدہ: یہ بات کہ ’’سورج اس وقت بھی اونچا ہوتا تھا‘‘ اسی وقت کہی جا سکتی ہے جب عصر کی نماز دو مثل پر پڑھی گئی ہو کیونکہ اس صورت میں نماز کے بعد کوئی سوا ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت ہوتا ہے۔ تین چار میل کا سفر طے کرنے کے بعد بھی کہہ سکتے ہیں کہ سورج ابھی نیچے نہیں ہوا تھا۔ اگر ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھی جائے تو اس کے بعد تو تقریباً ڈھائی تین گھنٹے کا وقت ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ کہنا کہ سورج ابھی تک بلند اور روشن تھا اور تین چار میل چلنے کے بعد بھی یہ کہنا کہ سورج ابھی تک بلند تھا بے فائدہ سی بات ہے کیونکہ اس وقت تو سورج کے غروب یا اس کے پھیکے پڑنے کا کسی کے ذہن میں کوئی خیال بھی نہیں ہوتا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيْ أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلٰوةِ

الْعَصْرِ إِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ أَلَا فَأَنْتُمُ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ أَلَا لَکُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَیْنِ فَغَضِبَ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ أَکْثَرُ عَمَلاً وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَهَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِنْ حَقِّکُمْ قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَإِنَّهُ فَضْلِیْ أُعْطِیْهِ مَنْ شِئْتُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے جو امتیں گزریں ان کی مدت کے مقابلہ میں تمہاری مدت بس اتنی ہے جتنی عصر کی نماز سے لے کر سورج کے غروب تک ہوتی ہے۔ اور تمہاری اور یہود و نصاری کی مثال اس طرح کی ہے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر رکھا۔ تو پہلی پیشکش میں اس نے کہا یہ میرے لئے نصف النہار تک کون ایک ایک قیراط معاوضہ پر مزدوری کرتا ہے۔ یہود نے ایک ایک قیراط پر نصف النہار تک کام کیا۔ پھر اس شخص نے دوسری پیشکش کی کہ کون میرے لئے نصف النہار سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کرتا ہے۔ نصاری نے ایک ایک قیراط پر نصف النہار سے عصر کی نماز تک مزدوری کی۔ پھر اس شخص نے تیسری پیشکش کی کہ عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک دو دو قیراط پر کون میرے لئے مزدوری کرتا ہے۔ اے مسلمانو! آگاہ رہو کہ تم ہی ہو جو عصر کی نماز سے لے کر غروب آفتاب تک مزدوری کر رہے ہو جان لو کہ تمہارے ہی لئے دو گنا اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی (مسلمانوں کے لئے) اس پیشکش پر یہود و نصاری ناراض ہوئے اور کہا ہم مزدوری زیادہ کریں (یعنی ہماری مزدوری کا وقت زیادہ ہو) اور اجرت کم پائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارے (لئے جو مزدوری طے کی تھی اس کے دینے میں تمہارے) حق میں کوئی کمی کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

فائدہ: نصف النہار سے غروب آفتاب تک کے وقت کو لیں تو ایک مثل اس کے تقریباً نصف پر ہوتا ہے۔ اگر عصر کی نماز کا یہ وقت ہو تو پھر نصاریٰ کا بھی یہ کہنا کہ ہماری محنت و مزدوری مسلمانوں سے زیادہ ہے درست نہ ہوگا بلکہ دونوں کی برابر برابر ہوگی۔ اور اگر عصر کا وقت دو مثل پر ہو تو پھر نصاری کا اعتراض صحیح بنتا ہے۔ جب نصاریٰ کے اعتراض پر یوں نہیں کہا گیا کہ تم دونوں جماعتوں کا وقت اور عمل تو یکساں ہے بلکہ کم عمل پر زائد اجرت کو اپنا فضل بتایا تو معلوم ہوا کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل پر ہی ہوتا ہے۔

مغرب کا وقت

عَنْ سَلَمَةَ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. (بخاری)

حضرت سلمہ ؓ کہتے ہیں ہم نبی ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج (افق تلے) چھپ جاتا۔

عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلُّوا الْمَغْرِبَ لِفِطْرِ الصَّائِمِ وَ بَادِرُوْا طُلُوْعَ النُّجُمِ. (احمد)

حضرت ابو ایوب انصاری ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مغرب کی نماز روزہ دار کے روزہ کھولنے کے وقت پڑھ لو اور ستارے کے ظاہر ہونے پر سبقت کیا کرو (یعنی مغرب کی ادائیگی میں جلدی کیا کرو)۔

فجر کا وقت

فجر کی جماعت اس وقت کرنا مستحب ہے جب رات کی تاریکی میں فجر کے بعد کی روشنی سے اتنی کمی ہو جائے کہ لوگ ایک دوسرے کو پہچاننے لگیں اور فاصلہ کی چیزیں دیکھ سکیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ وَفِیْہِ ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ یَّسَارِہٖ فَجَعَلَنِیْ عَنْ یَّمِیْنِہٖ فَصَلّٰی خَمْسَ رَکْعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰی سَمِعْتُ غَطِیْطَہٗ أَوْ خَطِیْطَہٗ ثُمَّ خَرَجَ إِلَی الصَّلَاۃِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے بتایا کہ (رسول اللہ ﷺ کی رات کی عبادت دیکھنے کے لئے) میں نے ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ ؓ کے ہاں گذاری (ان کے بیان میں آگے یوں ہے) پھر رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے تو میں آپ کے بائیں جانب جا کر کھڑا ہوگیا۔ آپ نے مجھے (پکڑ کر) اپنی دائیں جانب کر دیا۔ پھر (آخر میں) آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں (یعنی دو نفل اور تین وتر) اس کے بعد دو رکعت (فجر کی سنتیں) پڑھیں۔ پھر آپ سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی پھر (تھوڑی دیر بعد موذن کے آ کر اطلاع دینے پر آپ اٹھے اور) نماز کے لئے باہر چلے گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز اول وقت نہیں پڑھتے تھے بلکہ سنتیں پڑھ کر آپ سو جاتے تھے جو اس بات کی دلیل ہے کہ کچھ زیادہ تاخیر فرماتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی صَلَاۃً بِغَیْرِ مِیْقَاتِھَا إِلَّا صَلَاتَیْنِ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ (بِجَمْعٍ) وَصَلَّی الْفَجْرَ قَبْلَ مِیْقَاتِھَا (بخاری) وَ لِمُسْلِمٍ قَبْلَ وَقْتِھَا بِغَلَسٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز اس کے

وقت سے ہٹ کر پڑھی ہو مگر صرف دو نمازیں۔ (ایک جب آپ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اکٹھا کیا (کہ مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھی) اور (دوسری جب) آپ نے فجر کی نماز اس کے (عام عادت کے) وقت سے پہلے (مسلم کی روایت کے مطابق غلس یعنی اندھیرے میں) پڑھی۔

فائدہ: عام عادت کے برخلاف جب آپ ﷺ نے مزدلفہ میں فجر کی نماز غلس میں یعنی اول وقت میں جب کہ ابھی فجر کی روشنی کی آمیزش نہیں ہوئی تھی پڑھی تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی فجر کی نماز میں عام عادت اتنی تاخیر سے پڑھنے کی تھی کہ غلس باقی نہ رہے اور فجر کی روشنی کی اس میں اتنی آمیزش ہو جائے کہ لوگ ایک دوسرے کو پہچاننے لگیں اور کچھ فاصلہ کی چیزوں کو دیکھ لیں۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ أَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ (ترمذی).

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فجر کی نماز روشنی کر کے پڑھو کیونکہ (اس صورت میں زیادہ لوگ مسجد میں جماعت کے لئے جمع ہو جائیں گے اور بڑی جماعت کی وجہ سے اس کا) اجر زیادہ ہوتا ہے۔

عشاء کا وقت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِعْتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بِالْعَتْمَةِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقَالَ نَامَ النَّاسُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ وَلَا يُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ قَالَتْ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتْمَةَ فِيْمَا بَيْنَ أَنْ يَّغِيْبَ غَسَقُ اللَّيْلِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ (طحاوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں بہت تاخیر کی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو آواز دے کر درخواست کی کہ اب تو لوگ اور بچے (نماز کے انتظار میں) سو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور (چونکہ) اس وقت صرف مدینہ ہی میں (باقاعدہ جماعت کے ساتھ) نماز پڑھی جاتی تھی (اس لئے آپ نے) فرمایا زمین والوں میں سے تمہارے علاوہ کوئی بھی اس نماز کے انتظار میں نہیں ہے (اس لئے اس عمل میں اور اس کی فضیلت میں آج تم منفرد ہو)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ لوگ شفق کے غروب ہونے اور تہائی رات ہونے کے درمیان میں عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ أَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ تِسْعَ لَيَالٍ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ أَبُوْبَكْرٍ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّکَ عَجَّلْتَ لَکَانَ أَمْثَلَ لِقِيَامِنَا اللَّيْلِ فَعَجَّلَ بَعْدَ ذٰلِکَ (احمد).

حضرت ابوبکر ﷺ سے روایت ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل نو راتوں میں عشاء کی نماز تہائی رات تک تاخیر کر کے پڑھائی۔ اس پر حضرت ابوبکر ﷺ نے آپ سے درخواست کی کہ اگر آپ (عشاء کی نماز) ہمیں ذرا جلدی پڑھا دیں تو ہمارے لئے تہجد میں قیام کرنا آسان ہوگا تو اس کے بعد سے آپ نے نماز کچھ جلدی پڑھانی شروع کردی۔

مکروہ اوقات

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ يَقُوْلُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِنَّ ...... حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضِيْفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ (مسلم).

حضرت عقبہ بن عامر جہنی ﷺ کہتے ہیں تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے ایک جب سورج صاف طور پر نکلنے لگے یہاں تک بلند ہو جائے (اور اس میں چمک آجائے) دوسرے جب نصف النہار کے وقت کسی کھڑی چیز کا سایہ مشرق و مغرب کی جانب نہ ہو یہاں تک کہ سورج کا ڈھلاؤ شروع ہو جائے (اور سایہ مشرق کی طرف ہو جائے) اور تیسرے جس وقت سورج مائل ہونے لگے یہاں تک کہ مکمل غروب ہو جائے۔

فائدہ: ان تین اوقات میں ہر قسم کی نماز پڑھنا اور سجدہ کرنا منع ہے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ (بخاری).

حضرت ابوسعید خدری ﷺ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج (طلوع ہوکر) بلند ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج پورا ڈوب جائے۔

فائدہ: یہاں جو فرمایا کہ فجر اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے تو اس سے مراد نفل اور سنت نماز ہے جس کے دلائل یہ ہیں:

عَنْ حَفْصَةَ ﷺ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّيْ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ (مسلم)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فجر طلوع ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ صرف (فجر کی سنتوں کی) دو رکعت پڑھتے تھے (کوئی نفلی نماز نہ پڑھتے تھے)۔

2- ستر عورت

مردوں کی ران کا ستر واجب ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى مَعْمَرٍ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ مُحْتَبِياً كَاشِفًا عَنْ طَرَفِ فَخِذِهٖ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَمِّرْ فَخِذَكَ يَامَعْمَرُ فَإِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ.(احمد)

محمد بن عبداللہ بن جحش سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد کے صحن میں معمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گذرے جواپنے سرینوں کے بل گھٹنے اٹھا کر بیٹھے ہوئے تھے اوران کی ران کی ایک جانب ننگی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اے معمر اپنی ران ڈھانپ لو کیونکہ ران وہ حصہ ہے جس کا چھپانا واجب ہے۔

گھٹنوں کوبھی چھپانا چاہئے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... فَإِنَّ مَا أَسْفَلَ مِنْ سُرَّتِهٖ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ مِنْ عَوْرَتِهٖ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی ناف سے لے کر اس کے گھٹنوں تک کا حصہ چھپانے کی چیز ہے۔

فائدہ: یہ ضابطہ ہے کہ اگر غایت وانتہا کا مابعداس کے ماقبل میں شامل ہوتو غایت وانتہا حکم میں شامل ہوتی ہےاوراس سے زائد حصہ حکم سے خارج ہوتا ہے۔

یہاں مَا أَسْفَلَ مِنْ سُرَّتِهٖ ناف سے لے کر پیروں تک شامل ہے۔اس میں گھٹنے بھی شامل ہیں۔ آگے جب غایت وانتہا کے طور پر گھٹنوں کا ذکر ہوا تو گھٹنے چھپانے کے حکم میں شامل ہوں گے البتہ گھٹنوں سے نیچے کا حصہ یعنی پنڈلیاں وغیرہ اس حکم سے باہر ہوں گی۔

جس کے پاس ستر چھپانے کے لئے کچھ نہ ہو وہ کیسے نماز پڑھے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَلَّذِيْ يُصَلِّيْ عُرْيَانًا يُصَلِّيْ جَالِسًا (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو (شخص ایسا ہو کہ اس کے پاس ستر ڈھانپنے کے لئے کوئی چیز بھی نہ ہواور وہ) ننگے نماز پڑھے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے (اوراشارہ سے رکوع وسجود کرے)

سر کے دوپٹے کے بغیرعورت کی نماز نہیں ہوتی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جولڑکی حیض کی عمر کو پہنچ گئی ہو اس کی نماز سر کے دوپٹے کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

www.askfatwa.com

3- استقبال قبلہ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قِبَلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ (ایک مرتبہ) بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کے تمام کناروں میں دعا کی اور (اس موقع پر بیت اللہ کے اندر) نماز نہیں پڑھی۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعت پڑھیں اور فرمایا یہ (کعبہ) قبلہ ہے۔

تحویل قبلہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ اس دوران کہ لوگ قباء (کی مسجد) میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ آج رات رسول اللہ ﷺ پر (تحویل قبلہ سے متعلق) قرآن نازل کیا گیا ہے (یعنی اس کی آیتیں نازل ہوئی ہیں) اور (ان آیات میں) آپ کو کعبہ کی طرف نماز میں رخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ لوگ بھی کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر لو۔ تو سب نمازی جو کہ شام (یعنی بیت القدس) کی طرف رخ کئے ہوئے تھے (نماز ہی میں) کعبہ کی طرف پھر گئے۔

سخت خوف کی حالت میں استقبال قبلہ شرط نہیں

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ...... فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ أَوْغَيْرَ مُسْتَقْبِلِهَا. قَالَ نَافِعٌ لَا أُدْرِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (بخاری)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے جب خوف کی نماز کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے (اور نافع کہتے ہیں کہ میرا علم تو یہی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہی سے سنا ہوا کہتے تھے) کہ...... اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو جائے تو پیادہ کھڑے کھڑے یا سواری کی حالت میں نماز پڑھ لو خواہ قبلہ رخ ہو یا نہ ہو۔ (یعنی اگر استقبال قبلہ کرنا ممکن ہو تو وہ کرو اور اگر ممکن نہ ہو تو دوسرے جس رخ پر نماز پڑھ سکو پڑھ لو)

جب قبلہ کی تعیین ممکن نہ ہو اور اندازے سے نماز مکمل کر لی تو نماز ہو گئی

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ یَوْمٍ غَیْمٍ فِیْ سَفَرٍ إِلٰی غَیْرِ الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَی الصَّلَاةَ وَسَلَّمَ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّیْنَا إِلٰی غَیْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ قَدْ رُفِعَتْ صَلَاتُکُمْ بِحَقِّهَا إِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (طبرانی اوسط)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں جبکہ دن ابر آلود تھا (اور قبلہ کا تعین نہیں ہوسکا تو قبلہ کا فقط اندازہ کرکے جو اتفاق سے غلط ہوا) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبلہ کے رخ سے ہٹ کر نماز پڑھی۔ جب آپ نے نماز مکمل کرلی اور سلام پھیر دیا تو سورج نکل آیا (اس وقت ہمیں قبلہ میں غلطی کا علم ہوا) ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے تو قبلہ کے رخ کو چھوڑ کر نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری نماز اپنے حقوق سمیت اللہ عزوجل کی طرف اٹھالی گئی (یعنی وہ مکمل ہوگئی اور قبول ہوگئی)۔

www.askfatwa.com

باب:12

اذان

اسلام میں اذان کا آغاز

عَنْ أَبِیْ عُمَیْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عُمُوْمَةٍ لَہٗ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ اِھْتَمَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلصَّلٰوۃِ کَیْفَ یُجْمَعُ النَّاسُ لَھَا فَقِیْلَ لَہٗ اِنْصِبْ رَأیَةً عِنْدَ حُضُوْرِ الصَّلٰوۃِ فَإِذَا رَأَوْھَا اٰذَنَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا فَلَمْ یُعْجِبْہُ ذَالِکَ قَالَ وَذُکِرَلَہُ الْقِنَعُ یَعْنِیْ شَبُّوْرَ الْیَھُوْدِ فَلَمْ یُعْجِبْہُ ذَالِکَ وَقَالَ ھُوَ مِنْ أَمْرِ الْیَھُوْدِ قَالَ فَذُکِرَلَہُ النَّاقُوْسُ فَقَالَ ھُوَ مِنْ أَمْرِ النَّصَارٰی فَانْصَرفَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ زَیْدٍ وَھُوَ مُھْتَمٌّ لِھَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَأُرِیَ الْأَذَانَ فِیْ مَنَامِہٖ قَالَ فَغَدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَأَخْبَرَہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ إِنِّیْ لَبَیْنَ نَائِمٍ وَیَقْظَانَ إِذْ أَتَانِیْ اٰتٍ فَأَرَانِیَ الْأَذَانَ ...... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا بِلَالُ قُمْ فَانْظُرْمَا یَامُرُکَ بِہٖ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدٍ فَافْعَلْہُ قَالَ فَأَذَّنَ بِلَالٌ (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے (سب سے بڑے) صاحبزادے ابوعمیر اپنے ایک چچا سے جو انصاری صحابیوں میں سے تھے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو نماز کے لئے فکر ہوئی (اور آپ نے مشورہ بھی فرمایا) کہ اس کے لئے لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے (اور کیا تدبیر اختیار کی جائے) تو ایک رائے یہ دی گئی کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا نصب کیا جائے، جب لوگوں کی اس پر نگاہ پڑے گی تو ایک دوسرے کو اطلاع کر دیں گے، رسول اللہ ﷺ کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ ابوعمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ کے سامنے یہودیوں کے بگل کا بھی ذکر کیا گیا، آپ نے فرمایا وہ تو یہودیوں کی چیز (اور ان کا طریقہ ہے) اور اس کو بھی آپ نے پسند نہیں کیا، پھر ناقوس کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا وہ نصاریٰ کا طریقہ اور ان کی چیز ہے۔ (الغرض اس مجلس میں کوئی بات طے نہیں ہوسکی) اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی غیر معمولی فکرمندی کو دیکھ کر آپ کے ایک انصاری صحابی عبداللہ بن زید (بھی بہت فکرمند ہوئے اور) اسی فکرمندی کی حالت میں آپ کی مجلس سے واپس (آ کر لیٹ) گئے، پھر (نیم خواب اور

نیم بیداری کی حالت میں) انہوں نے اذان سے متعلق خواب دیکھا (اس خواب کی کی پوری تفصیل آگے آنے والی حدیث سے معلوم ہو جائے گی) وہ صبح سویرے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ رات جبکہ میری حالت یہ تھی کہ نیم خفتہ اور نیم بیدار تھا میرے پاس کوئی آنے والا آیا اور اس نے مجھے اذان (کہہ کر) دکھائی (پھر انہوں نے خواب کی پوری تفصیل سنائی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلال! اٹھو اور عبداللہ بن زید جو تم کو بتائیں وہی کرو (یعنی ان کی تلقین کے مطابق اذان دو) پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی تعمیل کی اور اذان دی۔

فائدہ: ابوداؤد کی اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ عبداللہ بن زید کے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کرنے سے پہلے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا، لیکن جب عبداللہ بن زید سبقت کر کے حضور کی خدمت میں پہنچ گئے اور انہوں نے اپنا خواب پہلے بیان کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے خواب کا ذکر کرنے میں کچھ حجاب محسوس ہوا، اس لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے خواب کا ذکر بعد میں کیا۔

اذان کا طریقہ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ طَافَ بِيْ وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ؟ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ؟ فَقُلْتُ نَدْعُوْ بِهٖ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى مَاهُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَالِكَ؟ فَقُلْتُ لَهٗ بَلٰى فَقَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة حَيَّ عَلَى الْفَلَاح حَيَّ عَلَى الْفَلَاح اَللّٰهُ أَكْبَر اَللّٰهُ أَكْبَر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه.

قَالَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّيْ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ قَالَ تَقُوْلُ إِذَا أَقَمْتَ الصَّلٰوةَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة حَيَّ عَلَى الْفَلَاحُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْشَاءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَارَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ. (ابوداؤد و دارمی)

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد کہتے ہیں میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا کچھ اس طرف خیال ہوا کہ ناقوس بنوایا جائے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں

www.askfatwa.com

کے لئے نماز باجماعت کا اعلان کیا جائے تو خواب میں میرے سامنے ایک شخص آیا جو اپنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے تھا، میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس تم بیچتے ہو؟ اس نے کہا تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا ہم اس کے ذریعہ اعلان کر کے لوگوں کو نماز کے لئے بلایا کریں گے۔ اس نے کہا کیا میں تم کو ایک ایسی چیز بتا دوں جو (اس کام کے لئے) اس سے بہت بہتر ہے، میں نے کہا ہاں ضرور بتائیے۔ اس نے کہا کہو **الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر، اشهد ان لا اله الا الله، اشهدان لااله الا الله، اشهد ان محمداً رسول الله، اشهد ان محمداً رسول الله، حی علی الصلوٰة، حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، الله اکبر، الله اکبر، لااله الا الله.** عبداللہ بن زید کہتے ہیں کہ (یہ پوری اذان بتا کے پھر وہ شخص مجھ سے تھوڑی دور پیچھے ہٹ گیا اور کہا، پھر جب اقامت کہنے لگو تو۔ اس طرح کہو **الله اکبر، الله اکبر، اشهد ان لااله الا الله، اشهد ان محمداً رسول الله، حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوٰة، قد قامت الصلوٰة، الله اکبر، الله اکبر لا اله الا الله.** (عبداللہ بن زید کہتے ہیں) کہ جیسے ہی صبح ہوئی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ آپ کو بتایا آپ نے فرمایا یہ سچا خواب ہے انشاء اللہ (اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ) تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو ان کلمات کی تلقین کرو جو تم نے (خواب میں) دیکھے ہیں اور وہ پکار کے ان کلمات کے ذریعے اذان کہیں (کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز والے ہیں، تو میں بلال کے ساتھ کھڑا ہوا اور میں ان کلمات کی ان کو تلقین کرتا تھا اور وہ اذان دیتے تھے۔)

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو اذان کی تلقین:

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو اذان سکھانے کا واقعہ شوال 8ھ کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ سے فارغ ہو کر اپنے لشکر کے ساتھ حنین کی طرف تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ایک خاصی بڑی تعداد ان لوگوں کی بھی ہوگئی تھی جن کو آپ نے فتح مکہ کے دن معافی دے کر آزاد کیا تھا اور طلقاء کہلاتے تھے۔ ابو محذورہ بھی جو اس وقت ایک شوخ نوجوان تھے اور مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے اپنے ہی جیسے نوجوان دوستوں کے ساتھ حنین کی طرف چل دیئے۔ خود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حنین سے واپس ہو رہے تھے۔ راستہ ہی میں نبی ﷺ سے قریب ہی ہم رکے نماز کا وقت آنے پر رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے اذان دی۔ ہم سب اس اذان سے (بلکہ اذان والے دین ہی سے) منکر و متنفر تھے اس لئے ہم سب ساتھی مذاق اور تمسخر کے طور پر اذان کی نقل کرنے لگے اور میں نے بالکل مؤذن ہی طرح خوب بلند آواز سے نقل کرنی شروع کی، رسول اللہ ﷺ کو آواز پہنچ گئی تو آپ نے ہم سب کو بلوا بھیجا، ہم لا کر

آپ کے سامنے پیش کر دیئے گئے، آپ نے فرمایا بتاؤ تم میں وہ کون ہے جس کی آواز بلند تھی۔ (ابو محذورہ کہتے ہیں کہ) میرے سب ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کر دیا، اور بات سچی بھی تھی، آپ نے اور سب کو تو چھوڑ دینے کا حکم دے دیا اور مجھے روک لیا اور فرمایا کھڑے ہو اور پھر اذان کہو (ابومحذورہ کا بیان ہے کہ) اس وقت میرا حال یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے اور آپ نے جس اذان کے دینے کا حکم دیا تھا اس سے زیادہ مکروہ اور مبغوض میرے لئے کوئی چیز بھی نہ تھی۔ یعنی میرا دل (معاذ اللہ آپ کی نفرت اور بغض سے بھرا ہوا تھا، لیکن میں مجبور اور بے بس تھا اس لئے ناچار حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے خود اذان بتانی شروع کی اور فرمایا کہو ''اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔'' (آخر تک بالکل اسی طرح جس طرح اس حدیث میں ہے:۔

عَنْ أَبِیْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ أَلْقٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّاذِیْنَ هُوَ بِنَفسِهٖ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرَ، اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰه ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰه، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰه، حَیَّ عَلَی الصَّلوٰة حَیَّ عَلَی الصَّلوٰة حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.
(مسلم)

حضرت ابومحذورہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ اذان پڑھنا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بہ نفس نفیس سکھایا، مجھ سے فرمایا کہو۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشهد ان لاالہ الا اللہ، اشهد ان لا الہ الا اللہ، اشهد ان محمداً رسول اللہ، اشهد ان محمداً رسول اللہ. آپ نے فرمایا پھر دوبارہ یہی کہو۔ اشهد ان لا الہ الا اللہ، اشهد ان لا الہ الا اللہ، اشهد ان محمداً رسول اللہ، اشهد ان محمداً رسول اللہ، حی علی الصلوٰة، حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ۔

آگے ابومحذورہ بیان کرتے ہیں جب میں اذان ختم کر چکا تو آپ نے مجھے ایک تھیلی عنایت فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی۔ اور میرے سر کے اگلے حصہ پر آپ نے اپنا دست مبارک رکھا اور پھر آپ نے دست مبارک میرے چہرہ پر اور پھر میرے سامنے کے حصہ پر یعنی سینہ اور پھر قلب وجگر پر اور پھر نیچے ناف کی جگہ تک پھیرا۔ پھر مجھے یوں دعا دی بَارَکَ اللّٰهُ فِیْکَ وَبَارَکَ اللّٰهُ عَلَیْکَ (اللہ تعالیٰ تیرے اندر برکت دے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے) یہ دعا آپ نے مجھے تین دفعہ دی (حضور کی اس دعا اور دست مبارک کی برکت سے میرے دل سے کفر اور نفرت کی وہ لعنت دور ہوگئی اور ایمان اور محبت

www.askfatwa.com

کی دولت مجھے نصیب ہوگئی) اور میں نے عرض کیا کہ مجھے مکہ معظمہ میں مسجد حرام کا مؤذن بنا دیجئے! آپ نے فرمایا کہ جاؤ ہم حکم دیتے ہیں اب مسجد حرام میں تم اذان دیا کرو۔

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے قصہ اذان میں ترجیع کی وجہ:

اس پوری تفصیل سے یہ بات آسانی سے سمجھ آ سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے شہادت کے کلمے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ مکرر یعنی بجائے دو دو دفعہ کے چار چار دفعہ کیوں کہلوائے، غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے دل میں اس وقت تک ایمان نہیں تھا۔ انہوں نے صرف حکم سے مجبور ہو کر اپنے اس وقت تک کے عقیدے کے بالکل خلاف اذان کہنی شروع کی تھی اور اذان کے کلمات میں اس وقت سب سے زیادہ ناگوار ان کو شہادت کے یہی دو کلمے تھے یعنی اَشْهَدُ اَن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهُ جب ایک دفعہ وہ یہ کلمے کہہ چکے تو حضور نے فرمایا ان کلموں کو دوبارہ کہو اور خوب بلند آواز سے کہو۔ اس حکم سے غرض یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کلموں کو ان کے دل میں اتار دے۔ غرض اس وقت کی ان کی خاص حالت کی وجہ سے آپ نے شہادت کے یہ کلمے مکرر کہلوائے ہوں ورنہ کسی صحیح روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مستقل مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا ہو اور وہ اذان میں شہادت کے یہ کلمے اس طرح چار چار دفعہ کہتے ہوں۔ اسی طرح عبداللہ بن زید کے خواب کی صحیح روایات میں بھی شہادت کے یہ کلمے دو ہی دفعہ وارد ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ ابومحذورہ مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی طرح اذان دیتے رہے یعنی ان کلموں کو مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق چار چار دفعہ کہتے رہے جس کو اصطلاح میں (ترجیع) کہتے ہیں جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ حضور نے جس طرح ان سے اذان کہلوائی تھی انہوں نے اس پر کاربند رہنے کو پسند کیا۔

اقامت کے سترہ کلمات

عَنْ أَبِىْ مَحْذُوْرَةَ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اذان سکھائی (ترجیع سمیت) انیس کلمے اور اقامت سترہ کلمے۔

فجر کی نماز میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہے

حضرت ابومحذورہ کے قصہ میں یہ بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا

فَإِنْ كَانَ صَلَاةَ الصُّبْحِ قُلْتَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه

(ابوداؤد)

اور جب صبح کی نماز ہوتو تم یوں کہو الصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ (دومرتبہ کہواوراس کے بعد کہو) اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِىْ أَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ (ابن خزيمة) حضرت انس ﷺ کہتے ہیں کہ فجر کی اذان میں موذن جب حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہہ چکے تو اس کے بعد وہ یہ کہے الصلوٰۃ خیر من النوم کہ یہ سنت (نبوی) ہے۔

فجر طلوع ہونے کے فوراً بعد فجر کی اذان کہنا سنت ہے

عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِى النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْتِى مِنْ أَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يَاتِىْ بِسَحَرٍ عَلَيْهِ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ فَإِذَا رَاٰهُ أَذَّنَ (ابو داؤد)

بنونجار کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ مسجد نبوی کے گرد گھروں میں سے میرا گھر سب سے اونچا تھا تو حضرت بلال سحر کے وقت (ہمارے گھر میں) آتے اور چھت پر بیٹھ کر فجر کے طلوع ہونے کو دیکھتے رہتے اور جب وہ دیکھ لیتے تو اذان کہہ دیتے۔

سفر میں بھی اذان کا اہتمام ہو

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِىْ فَقَالَ إِذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَ أَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا. (بخاری)

حضرت مالک بن حویرث ﷺ کہتے ہیں کہ میں اور میرے ایک چچازاد بھائی (ہم دونوں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو (نماز کے لئے) اذان اور اقامت کہو اور جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرے (اور نماز پڑھائے)۔

اذان میں آواز بلند کرنے کے لئے کانوں میں انگلیاں دے لے

عَنْ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَجْعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِىْ أُذُنَيْهِ قَالَ إِنَّهُ أَرْفَعُ لِصَوْتِكَ. (ابن ماجه)

حضرت سعد قرظ جو (مسجد قباء میں) رسول اللہ ﷺ کے مقرر کئے ہوئے مؤذن تھے ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال کو حکم دیا کہ اذان کہتے وقت وہ اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دے لیا کریں، آپ نے (ان سے) فرمایا کہ ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہو جائے گی۔

جو اذان کہے اقامت کہنا بھی اس کا حق ہے

www.askfatwa.com

عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُذِّنَ فِيْ صَلوٰةِ الْفَجْرِ فَأَذَّنْتُ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُّقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اَخَاصُدَاءٍ قَدْ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ

(ترمذی و ابوداؤد)

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ فجر کی اذان تم کہو۔ میں نے اذان کہی۔ اس کے بعد (جب اقامت کہنے کا وقت آیا اور) بلال نے ارادہ کیا کہ اقامت وہ کہیں تو رسول اللہ ﷺ نے (میرے متعلق) فرمایا کہ اس صدائی نے اذان کہی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔

اذان واقامت کا طریقہ اور ان کے درمیان وقفہ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ إِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرَغُ الْاٰكِلُ مِنْ أَكْلِهٖ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهٖ وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے مؤذن) بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم اذان دو تو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر دیا کرو (یعنی ہر کلمہ پر سانس توڑو اور وقفہ کیا کرو) اور جب اقامت کہو تو رواں کہا کرو، اور (مغرب کے وقت کو چھوڑ کر باقی اوقات میں) اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فصل کیا کرو کہ جو شخص کھانے پینے میں مشغول ہو وہ فارغ ہو جائے اور جس کو استنجے کا تقاضا ہو وہ جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو لے۔

اذان کہنے کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا إِنْسٌ وَّلَا شَيْئٌ إِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک جو جن اور جو انسان اور جو چیز بھی اس کی آواز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گی۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهُ ﷺ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(مسلم)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اذان کہنے والے قیامت کے دن دوسرے سب لوگوں کے مقابلے میں دراز گردن (یعنی سر بلند) ہوں گے۔

www.askfatwa.com

عَنِ ابْنِ عبّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَ ةٌ مِنَ النَّارِ. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے جس بندہ نے سات سال (یعنی ایک طویل مدت) تک (اللہ کے واسطے اور) ثواب کی نیت سے اذان دی اس کے لئے آتش دوزخ سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔ (لہٰذا دوزخ سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہوگا اور اس کی آگ اور لپٹ کو اس بندہ کو چھونے کی بھی اجازت نہیں ہوگی)

اذان کا شیطان پر اثر

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَاسَمِعَ النِدَاءَ بِالصَّلٰوةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ شیطان جب نماز کی پکار یعنی اذان سنتا ہے تو مقام روحاء کے برابر دور چلا جاتا ہے۔

فائدہ: مقام روحاء مدینہ منورہ سے 36 میل کے فاصلہ پر ہے۔

سننے والوں کو اذان کا جواب دینا

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰه قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهِ أَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب موذن کہے اللہ اکبر، اللہ اکبر اور (اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے اللہ اکبر، اللہ اکبر، پھر موذن کہے اشھد ان لا إلٰہ الا اللہ اور وہ جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) کہے اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، پھر موذن کہے اشھدُ انَّ محمداً رسول اللہ اور جواب دینے والا بھی کہے اشھد ان محمداً رسول اللہ، پھر موذن کہے حی علی الصلوٰۃ تو جواب دینے والا کہے لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ، پھر موذن کہے حی علی الفلاح، اور جواب دینے والا کہے لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ، پھر موذن کہے اللہ اکبر، اللہ اکبر اور جواب دینے والا بھی کہے اللہ اکبر اللہ اکبر پھر مؤذن کہے لا إلہ الا اللہ تو جواب دینے والا بھی کہے لا الہ الا اللّٰہ، اور یہ کہنا دل سے ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

اذان کے بعد درود اور دعا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن عَمرٍو اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشَراً ثمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِی اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم موذن کو اذان کہتے سنو تو جو وہ کہتا ہے وہی تم بھی کہتے جاؤ اور (اذان کے کلمات سے فراغت پر) مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص مجھ پر دورد بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ کی دعا کرو کیونکہ وہ جنت میں ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی بندے کے لئے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ تو جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا اس پر (میری) شفاعت ثابت ہوگی۔

عَنْ جابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّـامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ. (بخاری)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی بندہ اذان سننے کے وقت اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرے: اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّد نِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَ عَدْتَّہٗ. ''اے اللہ اس دعوت تامہ اور اس صلٰوۃ قائمہ کے رب (اپنے رسول) محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلہ کا خاص درجہ اور مرتبہ عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا تو نے ان کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔) تو وہ بندہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حقدار ہوگیا۔

فائدہ: 1- بیہقی کی روایت میں اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

2- اَلدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ اور وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کے الفاظ اذان کی دعا میں رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں ہیں۔

www.askfatwa.com

باب: 13

نماز کا طریقہ

تحریمہ فرض ہے اور اللہ اکبر کہنا واجب ہے

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے اور اس کی تحریم (یعنی وہ کام جس سے نماز شروع ہوتی ہے اور نماز کے منافی سب کام حرام ہو جاتے ہیں) تکبیر (یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا کوئی کلمہ ادا کرنا ہے (مثلاً اَللّٰهُ اَكْبَرُ یا اَللّٰهُ كَبِيْرٌ یا اَللّٰهُ اَجَلُّ یا اَللّٰهُ اَعْظَمُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَكْبَرُ وغیرہ ان میں سے کوئی بھی کلمہ کہہ لے گا تو تحریمہ کی فرضیت ادا ہو جائے گی اور اس کا انعقاد ہو جائے گا۔ البتہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کا دائمی معمول اللہ اکبر کہنے کا تھا اس لئے اللہ اکبر کے کلمات کہنا واجب ہے) اور نماز کی تحلیل (یعنی وہ کام جس سے نماز کے منافی کام کرنا حلال ہو جاتا ہے) سلام کہنا ہے (یعنی السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے کلمات کہنا ہے۔ خاص ان کلمات کے ساتھ نماز سے فارغ ہونا رسول اللہ ﷺ کے دائمی عمل کی وجہ سے واجب ہے)۔

تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ (مسلم)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (تحریمہ کیلئے) تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے کانوں کے اوپری حصہ کے برابر کر لیتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا بِحَذْوِ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ (مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ وہ آپ کے کندھوں کے مقابل ہو جاتے تھے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ أُذُنَيْهِ وَحَاذٰى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ (ابو داؤد) وَفِي رواية حَتّٰى تَكَادَ إِبْهَامَاهُ تُحَاذِيْ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ (نسائی)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ وہ آپ کے دونوں کانوں کے اوپری حصے کے برابر ہو گئے اور آپ نے اپنے انگوٹھوں کو اپنے کانوں کے مقابل کیا پھر تکبیر کہی اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ کے انگوٹھے آپ کے کانوں کی لو کے تقریباً برابر ہو گئے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے دو باتیں حاصل ہوئیں۔

1- سب کے مضمون کو جمع کیا جائے جس سے سب حدیثوں پر عمل ہو جائے تو یہ صورت بنتی ہے کہ انگوٹھوں کو کانوں کی لو کے مقابل کر لیں۔ ہاتھ کھلے رکھیں تو ہاتھوں کی انگلیاں کانوں کے اطراف (یعنی اوپری حصہ) کے مقابل ہوں گی اور ہتھیلیاں کندھوں کے مقابل ہوں گی۔

2- ہاتھ اٹھانے کے بعد تکبیر کہی جائے

عورت اپنے ہاتھ صرف کندھوں تک اٹھائے

عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ سُلَيْمَانَ قَالَ رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا (جزء رفع اليدين للبخاری)

عبدربہ سلمان رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے (مشہور صحابیہ) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے نماز میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں تک اٹھائے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... اَلْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا. (طبرانی)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا......عورت (نماز میں) اپنے ہاتھ اپنے پستانوں تک اٹھائے۔

فائدہ: دونوں حدیثوں پر عمل کی یہ صورت ہے کہ ہتھیلیاں پستانوں کے مقابل ہوں اور انگلیاں کندھوں کے مقابل ہوں

ہاتھ کیسے باندھے

عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کَانَ نَاسٌ یُؤْمَرُوْنَ أَنْ یَّضَعَ الرَّجُلُ الْیَدَ الْیُمْنٰی عَلٰی ذِرَاعِهِ الْیُسْرٰی فِی الصَّلَاۃِ قَالَ أَبُوْحَازِمٍ لَا أَعْلَمُهٗ إِلَّا یَنْمِیْ ذٰلِکَ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ (بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے) ذکر کرتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں مرد اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ (فی حدیث طویل) ثُمَّ وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی ظَھْرِ کَفِّهِ الْیُسْرٰی وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ (ابوداؤد و ابن خزیمۃ)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہتھیلی کی پشت اور پہنچے اور بائیں بازو پر رکھا۔

فائدہ: دوسری حدیث میں دایاں ہاتھ رکھنے کی جو تفصیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ پہلی حدیث میں بھی یہی تفصیل مراد ہے پورا دایاں ہاتھ صرف بائیں بازو پر رکھنا مراد نہیں ہے۔

عَنْ ھُلْبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَؤُمُّنَا فَیَاْخُذُ شِمَالَهٗ بِیَمِیْنِهٖ (ترمذی)

حضرت ہلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے اور آپ اپنا بایاں بازو اپنے دائیں ہاتھ (کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے حلقہ سا بنا کر اس) سے پکڑ لیتے تھے۔

ہاتھ کہاں باندھے

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قال رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَضَعَ یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ فِی الصَّلَاۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں ناف کے نیچے اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا۔

عَنْ أَبِیْ جُحَیْفَةَ أَنَّ عَلِیًّا قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ. (احمد)

ابوجحیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں (دائیں) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت (نبوی) ہے۔

ثناء

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ قَالَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا إِلٰهَ غَیْرُکَ (نسائی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ پڑھتے

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ.

عَنْ عَبْدَةَ وَھُوَ ابْنُ أَبِیْ لُبَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَجْھَرُ بِھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ (مسلم)

عبدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ﷛ (کبھی کبھی نئے لوگوں کو سکھانے کی خاطر) ان کلمات کو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ.

دوسری رکعت میں ثنا نہیں صرف قراءت ہے

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا نَھَضَ فِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَائَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَمْ یَسْکُتْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لئے اٹھتے تو قراءت کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے شروع کرتے اور سکتہ نہ کرتے (جیسا کہ پہلی رکعت میں ثنا پڑھنے کے لئے کرتے تھے)۔

ثناء کے بعد تعوذ اور بسم اللہ پڑھنا

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ رَأَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلوٰۃَ کَبَّرَ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ ثُمَّ یَتَعَوَّذُ (دار قطنی)

اسود بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر ﷛ کو دیکھا جب انہوں نے نماز شروع کی تو تکبیر (تحریمہ) کہی پھر سبحانک اللھم (پوری) پڑھی پھر تعوذ کیا (یعنی اعوذ باللہ پڑھی)

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُسِرُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَأَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ رضی اللّٰه عنھما (طبرانی)

حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بسم اللہ پڑھتے تھے اور) بسم اللہ آہستہ (بغیر آواز کے) پڑھتے تھے۔ ایسا ہی حضرت ابوبکر ﷛ اور حضرت عمر ﷛ بھی کرتے تھے۔

ثناء، تعوذ اور بسم اللہ (بغیر آواز کے) آہستہ پڑھنا

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَأَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ رضی اللّٰه عنھما کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (بخاری و مسلم)

حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر ﷛ اور حضرت عمر ﷛ (یہ تینوں ہی جب نماز پڑھاتے تو ثناء، تعوذ اور بسم اللہ آہستہ آواز سے پڑھتے تھے اور) نماز کو آواز کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے۔

www.askfatwa.com

عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ سَمِعَنِیْ أَبِیْ وَأَنَا فِی الصَّلَاةِ أَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَقَالَ أَیْ بُنَیَّ حَدَثٌ، إِیَّاکَ وَالْحَدَثَ قَالَ وَلَمْ أَرَ أَحَداً مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کَانَ أَبْغَضَ إِلَیْهِ الْحَدَثُ فِی الْإِسْلَامِ یَعْنِیْ مِنْهُ قَالَ وَقَدْ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ و مَعَ أَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِّنْهُمْ یَقُوْلُهَا فَلَا تَقُلْهَا إِذَا أَنْتَ صَلَّیْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بیٹے کہتے ہیں کہ میں نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (آواز سے) پڑھ رہا تھا تو میرے والد نے اس کو سن لیا اور کہا اے میرے پیارے بیٹے یہ تو دین کے اندر نئی ایجاد شدہ چیز ہے تم اس سے بچو۔ اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں اپنے والد سے بڑھ کر کسی صحابی کو نہیں دیکھا کہ ان کے نزدیک اسلام میں نئی بات ایجاد کرنے سے زیادہ کوئی مبغوض بات ہو۔ اور فرمایا کہ میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ آواز سے پڑھتے نہیں سنا لہٰذا جب تم نماز پڑھو تو تم آواز سے یہ (یعنی بسم اللہ) نہ کہو بلکہ (آواز سے جب پڑھنا شروع کرو تو) **الحمد لله رب العالمين** کہو (اور اس سے جہری قراءت شروع کرو)۔

قراءت کا بیان

بسم اللہ سورہ فاتحہ سمیت کسی سورت کا ابتدائی جزو نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَعْرِفُ خَاتِمَةَ السُّوْرَةِ حَتّٰی تَنَزَّلَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَاذَا نَزَلَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَرَفَ أَنَّ السُّوْرَةَ قَدْ خُتِمَتْ وَاسْتَقْبَلَتْ أَوِ ابْتَدَأَتْ سُوْرَةٌ أُخْرٰی (بزار)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہیں ہوئی رسول اللہ ﷺ سورت کے ختم کو (اور نئی سورت کے شروع کو کسی ظاہری علامت سے) نہیں پہچانتے تھے۔ پھر جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (سورتوں کے درمیان فرق بتانے کے لئے) نازل ہوئی (اور غرض کے مطابق اس کو ہر سورت کے شروع میں رکھا گیا) تو (اب ظاہر طور پر) آپ نے ایک سورت کے ختم اور دوسری سورت کی ابتداء کو پہچان لیا۔

فائدہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک تو سورہ نمل کے درمیان میں نازل ہوئی۔ وہ تو سورہ نمل کا جزو

ہے۔اس کے علاوہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ایک اور مرتبہ اس غرض سے نزول ہوا کہ اس کو ہر دو سورتوں کے درمیان رکھا جائے تاکہ دو سورتوں کا علیحدہ علیحدہ ہونا معلوم ہو جائے۔ ہر سورت کے ساتھ اس کا نزول نہیں ہوا لہٰذا یہ ہر سورت کا جزو نہیں ہے۔اس لئے تراویح میں جب پورا قرآن آواز سے پڑھتے ہیں تو صرف ایک مرتبہ کسی ایک سورت کے ساتھ آواز سے بسم اللہ پڑھتے ہیں ہر سورت کے ساتھ آواز سے نہیں پڑھتے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِنَّ سُوْرَةً مِنَ الْقُرْاٰنِ ثَلَاثُوْنَ آیَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَلَهٗ وَهِیَ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیس آیتوں والی قرآن کی سورت ایک شخص کے لئے سفارش کرتی ہے یہاں تک کہ اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔وہ سورت تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ ہے۔

فائدہ: سورہ ملک کی بسم اللہ کو چھوڑ کر تیس آیتیں بنتی ہیں۔اگر بسم اللہ کو بھی ملا لیں تو اکتیس آیتیں بن جاتی ہیں۔ یہ حدیث بھی اس بارے میں واضح اور صریح ہے کہ بسم اللہ کسی بھی سورت کا جزو نہیں ہے۔

نماز میں مطلق قراءت فرض ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاصَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةٍ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قراءت کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰی صَلَاةً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فهی خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَیْرُ تَمَامٍ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ ام القرآن (یعنی فاتحہ) نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص ہے (ناقص ہے، ناقص ہے) اس کو تین مرتبہ کہا۔

فائدہ: ایک کمرہ تعمیر کیا جائے جب اس کی دیواریں کھڑی ہو جائیں اور چھت پڑ جائے تو کہتے ہیں کہ کمرہ بن گیا لیکن ابھی وہ ناقص ہوتا ہے۔ جب اس میں کھڑکیاں، دروازے بھی لگ جائیں تو کہتے ہیں کہ کمرہ رہنے کے قابل ہے۔آگے اس پر پلستر کرانا اور رنگ روغن کرنا یہ باتیں کمرے کی خوبصورتی کو

www.askfatwa.com

بڑھاتی ہیں۔

اسی طرح نماز کو سمجھئے۔ جب نماز کے فرائض کو ادا کرلیں تو نماز کا ڈھانچہ قائم ہو جاتا ہے۔کوئی صرف فرائض کو ادا کرے اور واجبات وسنن کو ترک کردے تو اگرچہ اس کی نماز ناقص ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ نماز سرے سے ہی نہیں ہوئی۔ جب واجبات بھی ادا کریں تو نماز مکمل ہو جاتی ہے اور جب سنن و مستحبات کو بھی ادا کریں تو نماز میں خوبصورتی اور حسن آتا ہے۔

حدیث میں بتایا کہ خاص سورہ فاتحہ نہ پڑھیں تو نماز ناقص ہوتی ہے (لیکن اصل نماز ہو جاتی ہے) تو معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے فرض نہیں کیونکہ اگر اس کا پڑھنا فرض ہوتا تو نماز ہی نہ ہوتی جیسے دیواریں ہونے کے باوجود چھت نہ پڑی ہو تو کمرہ ہی نہیں کہلاتا۔

سورہ فاتحہ کے بعد مزید قراءت کرنا بھی واجب ہے

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نَقرأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ (ابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں حکم ہوا کہ ہم (نماز میں) سورہ فاتحہ اور مزید جو ہو سکے پڑھیں۔

جس کو ابھی کچھ قرآن یاد نہ ہو

عَنْ رَفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِنْ كَانَ مَعَکَ قُرْاٰنٌ فَاقْرَأْ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ (ترمذی)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... پھر اگر تمہیں کچھ قرآن یاد ہو تو اس (کے کچھ حصہ) کو پڑھو وگرنہ (یعنی اگر بالکل کچھ یاد نہ ہو) تو **الحمد لِلّٰهِ** اور **اللّٰه اکبر** اور **لا اله الا اللّٰه** کہہ لو پھر رکوع کرلو۔

فائدہ: سورہ فاتحہ اور کوئی نہ کوئی سورت یاد کرنے میں تاخیر نہ کرنی چاہئے۔ جب کوئی چھوٹی سورت بھی یاد ہو جائے تو اسی کو پڑھے۔

سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام **غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ** کہے تو تم آمین کہو کیونکہ (اس وقت فرشتے بھی چونکہ آمین کہتے ہیں اس لئے) جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہو جائے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

www.askfatwa.com

امام کے پیچھے مقتدی سورہ فاتحہ نہ پڑھے

بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں سورہ فاتحہ اور بعد کی سورت دونوں خود بھی پڑھتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے شروع میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کو تو برقرار رکھا اور دوسری سورت پڑھنے سے منع فرما دیا۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ قُلْنَا نَعَمْ هٰذًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهٗ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا. (ابوداؤد و ترمذی).

حضرت عبادہ بن صامت ؓ کہتے ہیں ہم فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے۔ آپ نے قراءت کی تو قراءت کرنا آپ پر دشوار ہوا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا شاید کہ تم اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو۔ لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں ہم جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قراءت نہ کرو سوائے سورہ فاتحہ کے کیونکہ جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ نے امام کے پیچھے کچھ بھی پڑھنے سے خواہ سورہ فاتحہ ہی ہو مطلقاً منع فرما دیا اور یہ ضابطہ بیان فرمایا کہ امام قراءت کرے اور تم خاموش رہو کیونکہ امام کی قراءت ہی تمہاری قرأت کے لئے کافی ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام تو محض اس لئے ہے کہ اس کی اقتدا کرو۔ تو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب (بھی) وہ قراءت کرے (خواہ سورہ فاتحہ کی یا کسی اور سورت کی اور خواہ آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے) تو تم خاموش رہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ. (مؤطا محمد)

حضرت جابر ؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت (ہی) اس کی بھی قراءت شمار ہوتی ہے۔

عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ. (موطا مالک)

وہب بن کیسان کہتے ہیں کہ حضرت جابر ؓ نے فرمایا جس نے نماز پڑھی لیکن اس میں سورہ فاتحہ

www.askfatwa.com

نہیں پڑھی تو اس نے نماز (کامل) پڑھی ہی نہیں الا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو (کہ اس صورت میں اس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ امام کی قراءت مقتدی کی قراءت شمار ہوتی ہے)۔

آمین آہستہ کہنا

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَحَفِظَ سَمُرَةُ وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِيْ ذٰلِكَ إِلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِيْ كِتَابِهٖ إِلَيْهِمَا...... أَوْ فِيْ رَدِّهٖ عَلَيْهِمَا أَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ (ابو داؤد)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے (کچھ مسائل واحادیث کا) مذاکرہ کیا تو حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے کرنا یاد ہے۔ ایک جب آپ تکبیر (تحریمہ) کہتے (تو ثناء پڑھنے کے لئے سکتہ کرتے) اور دوسرے جب آپ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھ کر فارغ ہوتے (تو آہستہ آمین کہنے کی وجہ سے سکتہ کرتے۔) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو تو یہ بات یاد تھی لیکن حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو ان سے اتفاق نہیں ہوا۔ دونوں نے اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو لکھا تو انہوں نے اپنے جواب میں لکھا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح یاد رکھا ہے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ آمِيْنَ وَأَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ (احمد)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پر پہنچے تو آپ نے آمین کہی اور اس کہنے میں آپ نے اپنی آواز کو پست رکھا (یعنی دوسروں کو نہیں سنایا)۔

فرضوں کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا سنت ہے

عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ (بخاری)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (یعنی ہر ایک رکعت میں ایک سورت) پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

فرضوں کی آخری دو رکعتوں میں کچھ نہ پڑھنا یا صرف تسبیح پڑھنا جائز ہے

www.askfatwa.com

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ رَافِعٍ قَالَ كَانَ يَعْنِیْ عَلِيًّا يَقْرَأُ فِی الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُوْرَةٍ وَلَا يَقْرَأُ فِی الْأُخْرَيَيْنِ (مسند عبدالرزاق)

عبداللہ بن ابی رافع ؓ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں کچھ نہ پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنْ عَلِیٍّ وعَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُمَا قَالَ اِقْرَأْ فِی الْأُوْلَيَيْنِ وَسَبِّحْ فِی الْأُخْرَيَيْنِ (ابن ابی شیبہ).

ابو اسحاق رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی ؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا (فرضوں کی) پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرو اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح پڑھ لو۔

امام کیلئے ظہر وعصر میں سری قراءت اور بقیہ نمازوں میں جہری قراءت

عَنْ أَبِیْ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ ؓ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ؟ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ (بخاری)

ابو معمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں (پہلی دو رکعتوں میں) قراءت کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں (کرتے تھے) ہم نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ لگا (کیونکہ ان دو نمازوں میں آواز سے تو نہیں پڑھتے) انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کی حرکت سے (کہ جب آدمی کچھ منہ سے پڑھے گا خواہ آہستہ آواز میں تو چہرہ کے خد و خال اور داڑھی میں حرکت ہوگی)

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُوْرَةٍ مَعَهَا فِی الرَّكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا (بخاری)

حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی اور عصر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں (آہستہ آواز سے) سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ اور سورت پڑھتے تھے (جس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کبھی کبھی (ہمیں بتانے کی خاطر کہ کیا پڑھ رہے ہیں) کوئی آیت (آواز سے پڑھ کر) ہمیں سنا دیتے تھے۔

عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ أَنْ يُجْهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِی الْفَجْرِ فِی الرَّكْعَتَيْنِ وَفِی الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَيُسَرُّ فِيْمَا عَدَا ذٰلِكَ (مراسیل ابی داؤد)

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ طریقہ مقرر فرمایا کہ فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت آواز سے کی جائے اور باقی موقعوں میں آہستہ کی

www.askfatwa.com

جائے۔

سری قراءت میں منہ کھول کر پڑھے اور اپنے آپ کو سنائے

عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ فَصَلَّيْتُ وَرَائَهُ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُوْرَةٍ سُوْرَةٍ مِن قِصَارِ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ قَامَ فِي الثَّالِثَةِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى أَنَّ ثِيَابِيْ لَتَكَادُ أَنْ تَمَسَّ ثِيَابَهُ فَسَمِعْتُهُ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِهٰذِهِ الْآيَةِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (موطا مالک)

ابو عبداللہ صنابحی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران مدینہ (منورہ) آیا اور میں نے ان کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی۔ انہوں نے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورت قصار مفصل میں سے پڑھی۔ پھر وہ (پہلا قعدہ کرکے) تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو میں یہ جاننے کیلئے کہ وہ تیسری رکعت میں کیا پڑھتے ہیں) ان کے اتنا قریب ہوگیا کہ میرے کپڑے ان کے کپڑوں کو چھونے ہی لگے تھے اور میں نے ان کو (تیسری رکعت میں) سورہ فاتحہ اور یہ آیت پڑھتے سنا۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابِ.

فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کچھ اور قراءت کر لینے میں کوئی حرج نہیں

پچھلی حدیث اس کی دلیل ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مغرب کی تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد مذکورہ آیت بھی پڑھی۔

جہری نمازوں میں منفرد جہر کرسکتا ہے۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا فَاتَهُ شَيْءٌ مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ أَنَّهُ إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَرَأَ لِنَفْسِهِ فِيْمَا يَقْضِيْ وَجَهَرَ (موطا مالک)

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب امام کے ساتھ نماز کی کوئی رکعت رہ جاتی تھی جس میں امام نے قراءت آواز سے کی ہوتی تو جب امام سلام پھیر لیتا تو وہ کھڑے ہو جاتے اور فوت شدہ رکعت میں اپنی خاطر سے قراءت کرتے اور آواز سے کرتے۔

جمعہ اور عیدین کی نماز میں امام کا جہری قراءت کرنا

عَنِ ابْنِ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا أَبُوْهُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بَعْدَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ

(مسلم)

ابن ابی رافع کہتے ہیں کہ (حضرت معاویہ ؓ کے دور میں جب مروان مدینہ منورہ کا گورنر تھا ایک مرتبہ) مروان نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کو مدینہ منورہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور (کسی کام سے) مکہ مکرمہ چلا گیا۔ (نائب گورنر ہونے کی حیثیت سے) حضرت ابو ہریرہ ؓ نے جمعہ کے دن ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور (پہلی رکعت میں) سورہ جمعہ پڑھنے کے بعد دوسری رکعت میں سورہ منافقون پڑھی۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فُلَانٍ قَالَ سُلَيْمَانُ صَلَّيْتُ خَلْفَهُ فَكَانَ...... يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِوَسْطِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ (نسائی)

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز فلاں صاحب (یعنی حضرت علی یا حضرت عمرو بن سلمہ) کی نماز کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے زیادہ مشابہ ہو۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں میں نے ان فلاں صاحب کے پیچھے نماز پڑھی تو (میں نے دیکھا کہ) وہ صاحب مغرب کی نماز میں قصار مفصل (یعنی سورہ لم یکن سے آخر تک کی سورتوں میں) سے اور عشاء (کی نماز) میں اوساط مفصل (یعنی سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک) میں سے اور فجر (کی نماز) میں طوال مفصل (یعنی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتوں) میں سے پڑھتے تھے۔

ایک رکعت میں ایک پوری سورت پڑھنا افضل ہے

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِكُلِّ سُوْرَةٍ حَظُّهَا مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ (احمد و طحاوی)

ابو عالیہ کہتے ہیں مجھے ایک صحابی نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر سورت کے لئے رکوع اور سجدہ کا حصہ ہے (یعنی ایک سورت پوری پڑھی جائے اور رکوع اور سجدہ کیا جائے۔ ایک سورت پڑھ لینے کے بعد رکوع وسجدہ سے پہلے دوسری سورت نہ پڑھی جائے۔ یہ حکم استحباب اور افضلیت کا ہے ورنہ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ آگے حدیثوں سے واضح ہے)۔

فرضوں میں ایک رکعت میں دو یا زائد سورتیں پڑھنا جائز ہے

عَنْ نَافِعٍ قَالَ رُبَمَا أَمَّنَا ابْنُ عُمَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِالسُّوْرَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فِي الْفَرِيْضَةِ (احمد)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کبھی حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ہماری امامت کراتے تو فرض نماز (کی

ایک رکعت) میں دو اور تین سورتیں پڑھتے۔

نوافل میں ایک رکعت میں دو یا زائد سورتیں پڑھنا جائز ہے

عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّیْلَةَ فِیْ رَکْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا کَهَذِّ الشِّعْرِ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرُنُ بَیْنَهُنَّ (بخاری)

ابووائل رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آج (تہجد کی نماز میں) میں نے ایک رکعت میں (چھبیسویں پارے کی سورت حجرات سے آخر قرآن تک) پوری مفصل پڑھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جب تم نے صرف ایک رکعت میں سوا چار پڑھے اور ظاہر ہے کہ اور رکعتوں میں بھی خاصا کچھ پڑھا ہوگا۔ اتنی طویل قراءت کے لئے عام طور سے پڑھنے کی رفتار غیر معمولی طور پر تیز کرنی پڑتی ہے تو تمہاری) یہ قراءت تو شعر کو جلدی جلدی پڑھنے کی مانند ہوئی (اس کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ بھی ایک رکعت میں ایک سے زائد سورتیں پڑھتے تھے لیکن عام طور سے اتنا زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور) میں (مضمون میں) باہم ملتی جلتی سورتوں کو جانتا ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ (دو دو کر کے ایک رکعت میں) جمع کرتے تھے (مثلاً جیسا کہ ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے سورہ رحمان وسورہ نجم اور سورہ مدثر وسورہ مزمل اور سورہ دہر وسورہ قیامت کو جمع کرتے تھے اور آپ ﷺ ایسا اس لئے کرتے تھے تا کہ آپ معانی میں غور وفکر کرتے ہوئے پڑھیں)۔

فرضوں میں ہر رکعت میں صرف ایک ہی سورت پڑھنا یا اس کے ساتھ کوئی اور سورت بھی ملانا جائز ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ یَؤُمُّهُمْ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَکَانَ کُلَّمَا افْتَتَحَ سُوْرَةً یَقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِی الصَّلَاةِ مِمَّا یَقْرَأُ بِهِ افْتَتَحَ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ یَقْرَأُ سُوْرَةً أُخْرٰی مَعَهَا وَکَانَ یَصْنَعُ ذٰلِکَ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ فَکَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوْا إِنَّکَ تَفْتَتِحُ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ ثُمَّ لَا تَرٰی أَنَّهَا تُجْزِئُکَ حَتّٰی تَقْرَأَ بِالْأُخْرٰی فَإِمَّا أَنْ تَقْرَأَ بِهَا وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِأُخْرٰی فَقَالَ مَا أَنَا بِتَارِکِهَا إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّکُمْ بِذٰلِکَ فَعَلْتُ وَإِنْ کَرِهْتُمْ تَرَکْتُکُمْ وَکَانُوْا یَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْ أَفْضَلِهِمْ وَکَرِهُوْا أَنْ یَؤُمَّهُمْ غَیْرُهُ. فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِیُّ ﷺ أَخْبَرُوْهُ الْخَبَرَ فَقَالَ یَا فُلَانُ مَا یَمْنَعُکَ أَنْ تَفْعَلَ مَا یَأْمُرُکَ بِهِ أَصْحَابُکَ وَمَا یَحْمِلُکَ عَلٰی لُزُوْمِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ فَقَالَ إِنِّیْ أُحِبُّهَا فَقَالَ حُبُّکَ إِیَّاهَا أَدْخَلَکَ الْجَنَّةَ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ ایک انصاری شخص مسجد قبا میں لوگوں کی (نماز میں) امامت کرتے تھے اور ان کا معاملہ یہ تھا کہ جب بھی وہ نماز میں لوگوں کے لئے سورت پڑھنا شروع کرتے تو

(سورہ فاتحہ کے بعد) قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ کی سورت سے شروع کرتے۔ جب اس سے فارغ ہو جاتے تب اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت (بھی) پڑھتے۔ ایسا وہ ہر رکعت میں کرتے۔ ان کے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اس (قل هو الله احد کی) سورت سے قراءت شروع کرتے ہیں پھر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سورت کافی نہیں تو آپ ایک دوسری سورت پڑھتے ہیں۔ (ہمیں آپ کے اس طرز عمل سے اتفاق نہیں) لہٰذا آپ یا تو صرف یہی سورت (اخلاص) پڑھئے یا اس کو چھوڑ دیجئے اور (صرف) دوسری سورت پڑھا کیجئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس (سورت اخلاص) کو تو نہیں چھوڑوں گا۔ اگر تم لوگ چاہو کہ میں تمہیں امامت کراؤں تو میں ایسا ہی کرتا رہوں گا اور اگر تم پسند نہ کرو تو میں تم (لوگوں کی امامت) کو ترک کر دیتا ہوں۔ وہ لوگ ان صاحب کو اپنے میں سے افضل سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے یہ پسند نہ کیا کہ کوئی اور شخص ان کا امام بنے (اور اس وقت خاموش ہو رہے۔ لیکن) پھر جب رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں آئے تو ان لوگوں نے وہ بات آپ کو بتائی۔ آپ ﷺ نے پوچھا ارے (بھئی) فلانے تمہارے لوگ جیسا کہتے ہیں تمہیں ویسا کرنے میں کون سی رکاوٹ ہے اور ہر رکعت میں اس سورت کو لازمی طور پر پڑھنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس سورت سے محبت ہے (اور بار بار یہ سورت پڑھنے کو میرا دل چاہتا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (تمہارے اس طرز عمل سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور تم بلاکھٹک اسی طرح کرتے رہو اور) اس سورت کے ساتھ تمہاری محبت (یہ خود) جنت میں تمہارے داخلہ کا سبب ہوگی۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا (ابو داؤد)

جہینہ قبیلہ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورت إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ پڑھتے سنا۔

ایک رکعت میں مختلف سورتوں کی آیتوں کو جمع کرنا مکروہ ہے

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِبِلَالٍ وَهُوَ يَقْرَأُ مِنْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ وَمِنْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فَقَالَ يَا بِلَالُ مَرَرْتُ بِكَ وَ أَنْتَ تَقْرَأُ مِنْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ وَمِنْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فَقَالَ أَخْلَطْتُ الطَّيِّبَ بِالطَّيِّبِ فَقَالَ اِقْرَأِ السُّوْرَةَ عَلٰى وَجْهِهَا (الاتقان)

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (ایک رات) رسول اللہ ﷺ بلال (رضی اللہ عنہ) کے گھر کے پاس سے گذرے تو (ان کی آواز آپ کے کان میں پڑی کہ) وہ کچھ آیتیں اس سورت سے پڑھ رہے اور کچھ اس سورت سے (دوسرے دن ملاقات ہونے پر) آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال (کل

رات) میں تمہارے پاس سے گذرا تو تم کچھ آیتیں اس سورت سے اور کچھ اس سورت سے پڑھ رہے تھے۔ بلال ﷛ نے جواب میں کہا (آیتیں ساری ہی پاکیزہ وعمدہ ہیں تو) میں نے عمدہ کو عمدہ کے ساتھ ملایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (جب ایک سورت شروع کرو تو اس کو ختم کئے بغیر دوسری سورت کی آیتیں نہ پڑھو بلکہ پہلے جو) سورت (شروع کی ہے اس) ہی کو پڑھو۔

ایک رکعت میں ایک سورت کی کچھ آیتیں اور دوسری رکعت میں اس سورت کی باقی آیتیں یا کوئی اور مکمل سورت پڑھنا جائز ہے

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ رضی اللّٰہ عنہ یَقْرَأُ فِی الصُّبْحِ بِمِائَةٍ مِنَ الْبَقَرَةِ وَیُتْبِعُهَا بِسُوْرَةٍ مِنَ الْمَثَانِی (بخاری)

ابورافع رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر ﷛ فجر کی نماز میں (کبھی پہلی رکعت میں) سورہ بقرہ کی سو آیتیں پڑھتے تھے اور اس کے بعد (دوسری رکعت میں) سو آیتوں سے کم والی کوئی سورت پڑھتے تھے۔

فرضوں کی ایک رکعت میں سورت کی تکرار مکروہ ہے

عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَیْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ کِلْتَیْهِمَا قَالَ فَلَا أَدْرِی أَنَسِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَمْ قَرَأَ ذٰلِکَ عَمْدًا (ابوداؤد)

جہینہ قبیلہ کے ایک صحابی کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی دونوں رکعتوں میں سورت اِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ پڑھتے سنا۔ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ بھول گئے تھے یا آپ نے قصداً ایسے پڑھا تھا۔

فائدہ: صحابی کی بات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ پہلی رکعت میں جو سورت پڑھتے دوسری رکعت میں اس سے مختلف سورت پڑھتے تھے۔ جب دوسری رکعت میں سورت کی تکرار نہ کرتے تھے تو ایک رکعت میں تو بطریق اولی تکرار نہ کرتے ہوں گے۔ اس وجہ سے ایک رکعت میں سورت کی تکرار مکروہ ہے۔

نفل کی رکعت میں ایک سورت یا ایک آیت کی تکرار مکروہ نہیں

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ قُلْ هُوَاللّٰہُ أَحَدٌ یُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهُ وَکَأَنَّ الرَّجُلَ یَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ (بخاری)

وَفِیْ رِوَایَةٍ إِنَّ لِیْ جَارًا یَقُوْمُ بِاللَّیْلِ فَمَا یَقْرَأُ إِلَّا بِقُلْ هُوَاللّٰہُ أَحَدٌ (دارقطنی)

حضرت ابوسعید خدری ﷛ سے روایت ہے کہ ایک صاحب (کے ایک پڑوسی تھے جن کا نام قتادہ بن

نعمان رضی اللہ عنہ تھا۔ان صاحب نے حضرت قتادہ بن نعمان کو سنا کہ تہجد کی نماز میں صرف سورت قل هو الله احد کی تکرار کر رہے ہیں کوئی اور سورت نہیں پڑھ رہے) انہوں نے (صرف) سورہ قل هو الله احد پڑھنے کو کم سمجھا تو جب صبح ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سورت (ثواب میں) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ بِآيَةٍ يُرَدِّدُهَا حَتّٰى أَصْبَحَ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُکَ.

(نسائی و ابن ماجه)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات (تہجد میں) صبح تک ایک ہی آیت (یعنی) اِنْ تُعَذِّ بْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبادُکَ کو بار بار دہراتے رہے۔

قرآن کی ترتیب کے خلاف پڑھنا مکروہ ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَنْکُوْسًا قَالَ ذَاکَ مَنْکُوْسُ الْقَلْبِ.

(طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو قرآن کو الٹی ترتیب سے پڑھتا ہے۔انہوں نے فرمایا وہ تو الٹے دل والا ہے (کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ترتیب کے خلاف کرتا ہے)۔

عکسی ترتیب سے نماز ہو جاتی ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ ...... ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا مُتَرَسِّلًا (مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (تہجد کی) نماز پڑھی۔آپ نے اس میں سورہ بقرہ شروع کی (اور اس کو مکمل کیا) پھر سورہ (آل عمران چھوڑ کر سورہ) نساء کو شروع کیا اور اس کو (پورا) پڑھا۔پھر (غالباً یہ بتانے کے لئے کہ عکسی ترتیب سے بھی نماز ہو جاتی ہے) ترتیب پلٹ کر سورہ آل عمران شروع کی اور اس کو (مکمل) پڑھا آپ کی یہ ساری قراءت ٹھہر ٹھہر کر تھی۔

قَرَأَ الْأَحْنَفُ بِالْكَهْفِ فِي الْأُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِيُوْسُفَ أَوْ يُوْنُسَ وَذَكَرَ أَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ عُمَرَ رضی الله عنه الصُّبْحَ بِهِمَا (بخاری)

(جلیل القدر تابعی) احنف بن قیس رحمہ اللہ نے پہلی رکعت میں سورہ کہف پڑھی اور دوسری رکعت

میں (ترتیب قرآنی کے برعکس) سورہ یوسف یا سورہ یونس پڑھی اور بتایا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز انہی دونوں سورتوں کے ساتھ پڑھی تھی (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھاتے ہوئے انہی دوسورتوں کو پڑھا تھا جو احنف رحمہ اللہ نے پڑھی تھیں)

ہر انتقال پر تکبیر کہنا

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثم يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكُوْعِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِىْ سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی الصَّلَاةِ كُلِّهَا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پشت سیدھی کرنے لگتے تو **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ** کہتے پھر کھڑے ہو کر **رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ** کہتے پھر جب سجدہ میں جانے لگتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر اسی طرح پوری نماز میں کرتے پھر جب پہلے قعدہ کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔

رکوع کرنے کا طریقہ

رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین نہ کرنا سنت ہے

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ (ابوداؤد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے قریب تک اٹھاتے پھر بعد میں نہ اٹھاتے (یعنی پھر نماز میں کسی اور موقع پر رفع یدین نہ کرتے)

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ أَلَا أُصَلِّی بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِیْ أَوَّلِ مَرَّةٍ (ترمذی)

علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں۔ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھایا مگر صرف پہلی مرتبہ میں (یعنی تحریمہ کے وقت)۔

یہ حدیث نقل کر کے امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں

حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَأَهْلِ الْكُوْفَةِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی (یہ) حدیث حسن ہے (بلکہ پرانے علماء میں سے علامہ ابن حزم اور ابن عدی اور موجودہ دور کے علماء میں سے احمد شاکر اور ناصرالدین البانی اس کو صحیح کہتے ہیں) اور بہت سے اہل علم صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے (کہ رفع یدین صرف نماز کے شروع میں ہے رکوع میں جاتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے نہیں ہے) اور یہی قول (امیر المومنین فی الحدیث) سفیان ثوری رحمہ اللہ اور کوفہ کے (دیگر تمام) علماء کا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يَرْفَعُهُمَا

(صحیح ابی عوانہ، مسند حمیدی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اپنے مونڈھوں تک اٹھاتے او جب آپ رکوع کرنے کا ارادہ کرتے (یعنی جب رکوع میں جانے لگتے) اور رکوع سے اپنا سر اٹھانے کے بعد (ان دونوں موقعوں پر) آپ اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے (اور رفع یدین نہ کرتے تھے)۔

تنبیہ: اصل بات یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ میں نماز کے اندر متعدد موقعوں پر رفع یدین کرنا سنت تھا مثلاً رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، سجدہ میں جاتے وقت، سجدہ سے اٹھتے وقت، دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے وقت اور سلام کے وقت۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ صَلَاتِهٖ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ (نسائی)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی نماز میں رفع یدین کیا جب آپ نے رکوع کیا اور جب آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور جب آپ نے سجدہ کیا اور جب آپ نے سجدہ سے اپنا سر اٹھایا۔

www.askfatwa.com

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِکَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ (بخاری)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر (تحریمہ) کہتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے (یعنی رفع یدین کرتے) اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب دو رکعتوں کے بعد (تشہد پڑھ کر) اٹھتے تو رفع یدین کرتے اور انہوں نے اس کی نسبت نبی ﷺ کی طرف کی۔

لیکن جس طرح دیگر مواقع میں بالاتفاق رفع یدین کا حکم باقی نہیں رہا اسی طرح رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرنے کا حکم باقی نہیں رہا جس کی دلیل مذکورہ بالا حدیثیں بھی ہیں اور مندرجہ ذیل حدیث بھی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَالِيْ أَرَاكُمْ رَافِعِيْ أَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (حجرہ مبارک سے) نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے (اس حال میں کہ ہم نماز کے اندر جو کہ سلام سے پہلے کا موقع ہوتا ہے رفع یدین کر رہے تھے کیونکہ ایک دوسری حدیث کے مطابق تشہد پر نماز مکمل ہو جاتی ہے اور سلام سے آدمی نماز سے نکل رہا ہوتا ہے) آپ نے فرمایا انہیں کیا ہو گیا کہ (نماز کے اندر) اس طرح رفع یدین کر رہے ہیں جیسے بدکے ہوئے گھوڑوں کی دمیں (اٹھی ہوئی) ہوں (کیونکہ جب رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے اور دیگر مواقع پر رفع یدین کرنے کی سنت منسوخ ہو چکی تو اب ان مواقع میں وہ محض لایعنی اور فضول حرکت ہے) لہٰذا نماز کے اندر سکون اختیار کرو (اور ان مواقع میں رفع یدین مت کرو)

رکوع میں جھکے ہوئے ہونے کی کیفیت

عَنْ سَالِمِ الْبَرَّادِ قَالَ أَتَيْنَا عُقْبَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيَّ أَبَا مَسْعُوْدٍ فَقُلْنَا لَهٗ حَدِّثْنَا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِيْنَا فِي الْمَسْجِدِ فَكَبَّرَ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهٗ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ وَ جَافٰى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ (ابو داؤد)

سالم براد رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم (یعنی میں اور میرے ساتھی) حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے ان سے کہا کہ مسجد میں ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز بیان کیجئے (یعنی پڑھ کر دکھائیے تو وہ کھڑے ہوئے اور) انہوں نے تکبیر (تحریمہ) کہی۔ پھر جب انہوں نے رکوع

کیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے اور اپنی انگلیوں کو گھٹنوں سے نیچے کیا اور اپنی کہنیوں کو (اپنے پہلوؤں سے) دور رکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنی انگلیوں کو کھول کر رکھا۔

عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ اِجْتَمَعَ أَبُوْحُمَيْدٍ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوْا صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَبُوْحُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهٗ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَا هُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ (ترمذی) و فی روایة ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يَصُبُّ رَاسَهٗ وَلَا يُقْنِعُ (ابوداؤد)

عباس بن سہل رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرات ابوحمید ساعدی اور ابواسید اور سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر کیا تو حضرت ابوحمید ساعدی ؓ نے کہا کہ میں آپ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر (اس طرح سے) رکھا گویا کہ آپ اپنے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے ہیں اور اپنے بازوؤں کو کمان کی تندی بنا لیا (اور پہلوؤں کو کمان بنا لیا) اور ان (بازوؤں) کو (کہنیوں سمیت) اپنے پہلوؤں سے جدا رکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ (رکوع میں) بالکل اعتدال رکھتے تھے (بایں طور کہ سر اور پشت کو ایک سطح پر رکھتے تھے) اور نہ تو سر کو (پشت سے) نیچے گراتے تھے اور نہ ہی (اس کو پشت سے) اوپر اٹھاتے تھے۔

رکوع میں کیا کہے

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَكَعَ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى (نسائی)

حضرت حذیفہ ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع کیا تو اپنے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ کہا اور اپنے سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى کہا۔

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَبِّحُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ ثَلَاثًا وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا (بزار، طبرانی)

حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ کی تسبیح تین مرتبہ کہتے تھے اور اپنے سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى کی تسبیح تین مرتبہ کہتے تھے۔

فائدہ: رکوع و سجدہ میں پڑھنے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے اور بھی بہت سے دعائیں اور کلمات منقول ہیں جو نسبتاً طویل ہیں۔ چونکہ جماعت کی نماز میں امام کو حکم ہے کہ وہ سب سے کمزور شخص کا لحاظ کر کے نماز پڑھائے اس لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے امام اور مقتدی دونوں صرف

تین دفعہ سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلی کہنے پر اکتفا کریں۔ ہاں اگر تنہا نماز پڑھ رہا ہو خواہ فرض نماز ہو یا سنت یا نفل اس میں جو چاہے اور جتنی چاہے دعا کے منقول کلمات پڑھے۔ چند ایک دعائیں درج ذیل ہیں۔

رکوع اور سجدہ میں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی (بخاری)

رکوع اور سجدہ میں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَالرُّوْحِ (مسلم)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَاَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ وَعَلَا نِیَّتَہٗ وَسِرَّہٗ (مسلم)

قومہ میں کیا کہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ فَاِنَّہٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُہٗ قَوْلَ الْمَلَائِکَۃِ غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو کیونکہ جس کا قول (یعنی یہ کہنا) فرشتوں کے یہ کہنے کے موافق ہو جائے تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے امام صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور مقتدی صرف اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ کہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (اپنی انفرادی نماز میں) جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تو (اس کے بعد) اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ (بھی) کہتے تھے۔

نوٹ: بخاری ہی کی ایک روایت میں رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ لہٰذا تینوں طرح سے کہنا جائز ہے یعنی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ.

سجدے کا بیان

سجدہ میں جانے کا طریقہ

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِذَا سَجَدَ یَضَعُ رُکْبَتَیْہِ قَبْلَ یَدَیْہِ وَاِذَا نَھَضَ رَفَعَ یَدَیْہِ قَبْلَ رُکْبَتَیْہِ (ترمذی)

www.askfatwa.com

حضرت وائل بن حجر ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو (زمین پر) اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب آپ (سجدہ سے) کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین سے) اٹھاتے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا یُبْرِکْ کَمَا یُبْرِکُ الْبَعِیْرُ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو وہ اس طرح نہ بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے (کہ وہ پہلے کہنیاں موڑ کر اپنے ہاتھ یعنی اگلی ٹانگیں زمین پر رکھتا ہے پھر اس کے بعد اپنی ٹانگوں کو گھٹنے موڑ کر رکھتا ہے)۔

فائدہ: اتنی بات کے آگے حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں وَلْیَضَعْ یَدَیْهِ قَبْلَ رُکْبَتَیْهِ اور نمازی سجدہ کو جاتے ہوئے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھے۔ لیکن علاوہ اس بات کے کہ ان الفاظ کا مضمون حدیث کے پہلے حصہ کے مضمون کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا ان الفاظ کا ثبوت بھی مشکوک ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے نقل کرنے والے بعض حضرات ان کو سرے سے ذکر ہی نہیں کرتے اور بعض حضرات ان کو اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ وَلْیَضَعْ یَدَیْهِ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ یعنی سجدہ میں جاتے ہوئے نمازی اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے۔

سجدہ کا طریقہ

عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ قَالَ وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رضی اللّٰہ عنہ فَوَضَعَ یَدَیْهِ وَاعْتَمَدَ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ وَرَفَعَ عَجِیْزَتَهٗ وَقَالَ هٰکَذَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَسْجُدُ (ابوداؤد)

ابواسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت براء بن عازب ؓ نے ہمیں نماز کا طریقہ بتایا تو انہوں نے اپنے دونوں ہتھیلیوں کو (زمین پر) رکھا اور (کہنیوں کو) اپنے گھٹنوں پر سہارا دیا اور اپنے کولہے اٹھالئے اور کہا رسول اللہ ﷺ اسی طرح سجدہ کیا کرتے تھے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ...... ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهٗ بَیْنَ کَفَّیْهِ (ابوداؤد)

حضرت وائل بن حجر ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی...... پھر آپ نے سجدہ کیا اور (اس میں) اپنے چہرے کو (زمین پر) اپنی ہتھیلیوں کے درمیان رکھا۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ کَفَّیْکَ وَارْفَعْ مِرْفَقَیْکَ (مسلم)

حضرت براء بن عازب ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو

www.ahlehaqfatwa.com

(زمین پر) رکھ دو اور اپنی کہنیوں کو (زمین سے) اٹھالو۔

عَنْ سَعْدٍ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِی الصَّلَاةِ (حاکم)

حضرت سعد ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز (کے سجدہ) میں دونوں ہتھیلیاں (زمین پر) رکھنے اور دونوں قدموں کو کھڑا رکھنے کا حکم دیا۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ فَرَّجَ أَصَابِعَهٗ وَإِذَا سَجَدَ ضَمَّ أَصَابِعَهٗ (طبرانی کبیر)

حضرت وائل بن حجر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تھے تو اپنی (ہاتھوں کی) انگلیوں کو کھلا رکھتے تھے اور جب سجدہ کرتے تھے تو اپنی انگلیوں کو ملا کر رکھتے تھے۔

عَنْ أَبِیْ حُمَيْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ...... رَأَيْتُهٗ...... اسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ (بخاری)

حضرت ابوحمید ساعدی ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا...... آپ نے (سجدہ میں) اپنے پاؤں کے اطراف (یعنی ان کی انگلیاں) قبلہ رخ کی ہوئی تھیں۔

عَنْ أَبِیْ حُمَيْدٍ قَالَ ...... وَإِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهٗ عَلٰى شَیْءٍ مِنْ فَخِذَيْهِ (ابو داؤد)

حضرت ابوحمید ساعدی ؓ کہتے ہیں ......اور جب رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے تو اپنی رانوں (کو ملا کر نہ رکھتے بلکہ ان) کے درمیان (کچھ) فاصلہ رکھتے اس حالت میں کہ آپ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے کسی حصہ پر رکھے ہوئے نہ ہوتے تھے (یعنی پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھتے تھے)

فائدہ: ابوداؤد کی ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے وَلْيَضُمَّ فَخِذَيْهِ یعنی نمازی اپنی رانوں کو ملا کر رکھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کو قریب رکھے۔ دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ رانوں کے درمیان نہ بہت فاصلہ رکھے اور نہ ان کو بالکل جوڑ کر رکھے۔

عَنْ أَحْمَرَ بْنِ جَزْءٍ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافٰى بَيْنَ عَضُدَيْهِ عن جَنْبَيْهِ حَتّٰى نَاوِیْ لَهٗ (ابو داؤد) وفی روایة حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ (بخاری و مسلم)

ایک صحابی احمر بن جزء ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے اتنا ہٹا کر رکھتے تھے کہ (اس ہیئت کی مشقت کی وجہ سے) ہم کو آپ پر رحم آتا تھا۔ اور بخاری ومسلم کی روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

www.askfatwa.com

لیکن اس طرح سے مشقت اٹھانا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کیونکہ ایک حدیث میں ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَکٰی أَصْحَابُ النَّبِیِّ ﷺ لَهٗ مَشَقَّةَ السُّجُوْدِ عَلَیْهِمْ إِذَا انْفَرَجُوْا فَقَالَ اسْتَعِیْنُوْا بِالرُّکَبِ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے اپنے اوپر سجدے کی اس مشقت کو ذکر کیا جب وہ اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھتے تھے تو آپ نے فرمایا اپنے گھٹنوں سے مدد لے لیا کرو (یعنی جب تھک جاؤ تو اپنی کہنیوں کو اپنے گھٹنوں پر ٹکا لیا کرو)۔

عورتوں کے سجدہ کرنے کا طریقہ

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ أَبِیْ حَبِیْبٍ أَنَّهٗ ﷺ مَرَّ عَلَی امْرَأَتَیْنِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ إِذَا سَجَدْتُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَی الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ فِیْ ذٰلِکَ لَیْسَ کَالرَّجُلِ (مراسیل ابی داؤد)

یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتی ہوئی دو عورتوں کے پاس سے گذرے تو (ان سے) فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کو زمین کے ساتھ لگا لیا کرو کیونکہ سجدہ کرنے میں عورت مرد کی مانند نہیں ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْءَ ةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخِذَیْهَا (ابن ابی شیبہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب عورت سجدہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ وہ سمٹ جائے اور اپنی رانوں کو جوڑ لے۔

جلسہ اور قعدہ کا بیان

جلسہ میں بیٹھنے کا طریقہ

عَنْ أَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ مَرْفُوْعًا ثُمَّ یَهْوِیْ إِلَی الْأَرْضِ فَیُجَافِیْ یَدَیْهِ عَنْ جَنْبَیْهِ ثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَیَثْنِیْ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَیَقْعُدُ عَلَیْهَا .... ثُمَّ یَسْجُدُ (ابو داؤد)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے (رسول اللہ ﷺ کا نماز پڑھنے کا طریقہ بتاتے ہوئے) کہا کہ آپ ﷺ (اللہ اکبر کہنا شروع کر کے سجدہ کے لئے) زمین کی طرف جھکتے اور اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے جدا رکھتے پھر (سجدہ سے فارغ ہو کر) اپنا سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ (کر بچھا) لیتے اور اس پر بیٹھ جاتے اور اپنا داہنا پاؤں کھڑا کر لیتے اور دعا پڑھتے) پھر (دوسرا) سجدہ کرتے۔

جلسہ میں ذکر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ

وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ دوسجدوں کے درمیان (جلسہ میں یہ) کہتے تھے **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَ عَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ** (یعنی اے اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت پر رکھ اور مجھے رزق عطا فرما)۔

جلسہ استراحت کا ترک

جلسۂ استراحت اس کو کہتے ہیں کہ نمازی جب پہلی یا تیسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہو کر اٹھنے لگے تو پہلے مختصر سا جلسہ کرلے یعنی ذرا سی دیر کو بیٹھ جائے۔ چونکہ اس سے کچھ راحت و آرام مل جاتا ہے اس لئے اس کو جلسۂ استراحت یعنی راحت حاصل کرنے کا جلسہ کہتے ہیں۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِیْ عَیَّاشٍ قَالَ اَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ فِیْ اَوَّلِ رَکْعَۃٍ وَالثَّالِثَۃِ قَامَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ (ابن ابی شیبہ)

نعمان بن ابی عیاش رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ کو پایا کہ جب وہ پہلی اور تیسری رکعت میں (دوسرے) سجدہ سے سر اٹھاتے تو ویسے ہی (سیدھے) کھڑے ہو جاتے اور (استراحت کیلئے) بیٹھتے نہ تھے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ اَنَّ اَبَا مَالِکٍ الْاَشْعَرِیَّ جَمَعَ قَوْمَہٗ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ الْاَشْعَرِیِّیْنَ اجْتَمِعُوْا وَاَجْمِعُوْا نِسَائَکُمْ وَاَبْنَاءَ کُمْ اُعَلِّمُکُمْ صَلَاۃَ النَّبِیِّ ﷺ صَلّٰی لَنَا بِالْمَدِیْنَۃِ ...... ثُمَّ کَبَّرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ کَبَّرَ فَرَفَعَ رَاسَہٗ ثُمَّ کَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ کَبَّرَ فَا نْتَھَضَ قَائِمًا (احمد)

عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابومالک اشعری ؓ نے اپنے قبیلہ کو جمع کیا اور کہا اے قبیلہ اشعر کے لوگو خود بھی جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی جمع کرلو۔ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز سکھاتا ہوں جو آپ نے ہمیں مدینہ (منورہ) میں پڑھائی۔ (پھر تفصیل سے اس کو ذکر کیا جس میں یہ بھی ذکر کیا کہ) پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور سجدہ میں چلے گئے پھر تکبیر کہہ کر اپنا سر اٹھایا۔ پھر تکبیر کہہ کر (دوسرے) سجدہ میں چلے گئے پھر تکبیر کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے (اور جلسہ استراحت نہیں کیا)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَ ۃَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ یُصَلِّیْ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ ...... ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّھَا (بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی جبکہ رسول

www.askfatwa.com

اللہ ﷺ مسجد کے ایک گوشہ میں (تشریف فرما) تھے۔ (اس شخص نے جلدی جلدی میں اس طرح سے نماز پڑھی کہ رکوع وسجدہ وغیرہ کوئی عمل بھی تسلی سے نہیں کیا۔ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو تفصیل سے نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا جس کے آخر میں یہ بھی فرمایا) پھر اطمینان سے سجدہ کرو۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر سیدھے اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کرو۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جائے۔ پھر ایسے ہی اپنی پوری نماز میں کرو۔

بعض حدیثوں میں جو جلسہ استراحت مذکور ہے تو وہ عذر کی وجہ سے تھا۔

عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ اَنَّہٗ رَأَی النَّبِیَّ ﷺ إِذَا کَانَ فِیْ وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِہٖ لَمْ یَنْھَضْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ قَاعِدًا (ابوداؤد).

حضرت مالک بن حویرث ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب اپنی نماز کی طاق (یعنی پہلی یا تیسری) رکعت میں ہوتے تو (اس کے سجدہ سے فارغ ہو کر) نہ اٹھتے تھے یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے تھے۔ (اور جب اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اصولی طور پر جلسہ استراحت نہیں ہے تو اس حدیث میں مذکور جلسہ کسی عذر کی وجہ سے ہی ہوگا)۔

سجدے سے اٹھتے وقت بلاعذر اپنے ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ یَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰی یَدَیْہِ إِذَا نَھَضَ فِی الصَّلَاۃِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی جب نماز میں (بیٹھ کر یا سجدہ کر کے) اٹھے تو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) ٹیکے

فائدہ: حضرت علی ؓ کہتے ہیں **إِلَّا أَنْ یَّکُوْنَ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ** (ابن ابی شیبہ) یعنی اگر آدمی بہت بوڑھا ہو جو ہاتھ ٹیکے بغیر کھڑا نہ ہو سکے تو وہ (اس ممانعت سے) مستثنیٰ ہے۔

دونوں قعدوں میں بیٹھنے کا طریقہ

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰی صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا جَلَسَ یَعْنِیْ لِلتَّشَھُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَ وَضَعَ یَدَہُ الْیُسْرٰی یَعْنِیْ عَلٰی فَخِذِہِ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی (ترمذی)

حضرت وائل بن حجر ؓ کہتے ہیں میں مدینہ (منورہ) آیا تو میں نے (خود سے) کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو (جب آپ نماز پڑھتے ہوں گے) ضرور دیکھوں گا۔ (تو میں نے یہ بھی دیکھا کہ) جب آپ تشہد کے لئے بیٹھے تو آپ نے اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور (اس پر بیٹھ کر) اپنا بایاں ہاتھ

www.askfatwa.com

اپنی بائیں ران پر رکھ لیا اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر لیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِى الصَّلٰوةِ إِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ فَنَهَانِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتُثْنِىَ الْيُسْرٰى فَقُلْتُ إِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ رِجْلَاىَ لَا تَحْمِلَانِّىْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے کہ جب وہ نماز میں (تشہد کے لئے) بیٹھتے تو چوکڑی مار کر بیٹھتے۔ کہتے ہیں کہ میں نوعمر تھا تو میں بھی (یہ خیال کرکے کہ بیٹھنے کا یہ بھی طریقہ ہے) ویسے ہی بیٹھنے لگا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے روکا اور فرمایا نماز میں (بیٹھنے کا) سنت طریقہ فقط یہ ہے کہ تم اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھو اور بایاں پاؤں موڑ لو۔ میں نے کہا آپ بھی تو یہی کرتے ہیں (کہ چوکڑی مار کر بیٹھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاؤں (بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے) میرا بوجھ نہیں اٹھا پاتے۔ (اس وجہ سے میں ایسے بیٹھتا ہوں تمہیں تو کوئی عذر نہیں لہٰذا ایسے مت بیٹھو)۔

معذوری میں بیٹھنے کا طریقہ

1- چوکڑی مار کر بیٹھنا

اوپر کی حدیث میں ذکر ہوا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے ان سے کہا

إِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ رِجْلَاىَ لَا تَحْمِلَانِّىْ (بخاری)

آپ بھی تو چوکڑی مار کر بیٹھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا (میرا عذر یہ ہے کہ بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے) میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پاتے۔

2- تورک سے بیٹھنا

اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے بائیں کولہے پر بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں داہنی جانب کو نکال لے یا بائیں پاؤں کو داہنی جانب نکال لے اور داہنے پاؤں کو کھڑا کر لے۔

عَنْ أَبِىْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِىِّ...... فَإِذَا جَلَسَ فِى الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى فَإِذَا جَلَسَ فِى الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْأُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ (بخاری)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ

www.askfatwa.com

تفصیل سے بتایا۔اس میں یہ بھی ذکر کیا کہ) جب آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد (پہلے قعدہ میں) بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور اپنے داہنے پاؤں کو کھڑا کر لیا۔اور جب آپ آخری رکعت پر بیٹھے تو آپ نے اپنا بایاں پاؤں (دائیں جانب کچھ) آگے کو کیا اور دوسرا (یعنی داہنا) پاؤں کھڑا کیا اور اپنے (بائیں) کولہے پر بیٹھ گئے۔

فائدہ: پہلا قعدہ چونکہ چھوٹا اور مختصر ہوتا ہے اس لئے اس میں تو آپ ﷺ اصل طریقے کے مطابق بیٹھ گئے اور آخری قعدہ چونکہ طویل ہوتا ہے اور معذوری کی وجہ سے اتنی دیر بیٹھنا مشکل تھا اس لئے آخری قعدہ میں تورک کیا۔

3- پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا

عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِی الْاِقْعَاءِ عَلَی الْقَدَمَیْنِ فَقَالَ هِیَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهٗ اِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ هِیَ سُنَّةُ نَبِیِّکَ ﷺ.(مسلم)

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایڑیوں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سنت ہے (یعنی معذوری میں سنت سے اس کا جواز ہے) کہتے ہیں ہم نے ان سے کہا کہ ہم تو اس طرح سے بیٹھنے کو آدمی کے لئے گنوار پن سمجھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا (تمہارا اس طرح خیال کرنا صحیح نہیں ہے) بلکہ یہ تو تمہارے رسول ﷺ کا (معذوری میں) طریقہ ہے۔

تشہد کا بیان

قعدہ میں تشہد

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ وَکَفِّیْ بَیْنَ کَفَّیْهِ کَمَا یُعَلِّمُنِی السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ اِذَا قَعَدَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلَاةِ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ فَاِذَا قَالَهَا اَصَابَتْ کُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اس حال میں کہ میرا ایک ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا (یعنی آپ اپنے ہاتھوں سے میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور اتنے ہی اہتمام سے سکھایا) جس اہتمام سے آپ مجھے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔ (سکھانے کے لئے) آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے تو یہ کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ جب وہ کلمات کہے گا تو یہ دعا آسمان اور زمین میں موجود ہر نیک بندے کو پہنچے گی۔ (اس کے بعد یوں کہو) أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

پہلے قعدہ میں تشہد سے زائد نہ پڑھے اور آخری قعدہ میں دعا کا اضافہ کرے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ فِیْ وَسْطِ الصَّلَاةِ وَفِیْ آخِرِهَا قَالَ ثُمَّ إِنْ كَانَ فِیْ وَسْطِ الصَّلَاةِ نَهَضَ حِيْنَ يَفْرُغُ مِنْ تَشَهُّدِهٖ وَإِنْ كَانَ فِیْ آخِرِهَا دَعَا بَعْدَ تَشَهُّدِهٖ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدْعُوَ ثُمَّ يُسَلِّمَ (احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے نماز کے بیچ میں اور نماز کے آخر میں پڑھا جانے والا تشہد سکھایا...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اگر نماز کے بیچ میں (یعنی پہلے قعدہ میں) ہوتے تو جب تشہد (کے پڑھنے سے) فارغ ہوتے تو کھڑے ہو جاتے اور اگر آخر نماز میں (یعنی آخری قعدہ میں) ہوتے تو تشہد کے بعد (اور درود کے بعد) جو اللہ سے چاہتے دعا کرتے پھر سلام پھیرتے۔

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُوْ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ عَجَّلَ هٰذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ أَوْلِغَيْرِهٖ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ مَا شَاءَ (ترمذی)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے ایک شخص کو اپنی نماز میں دعا کرتے دیکھا (لیکن) اس نے (اس سے پہلے) نبی ﷺ پر درود نہیں پڑھا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا اس شخص نے (دعا کرنے میں) جلدی کی (کیونکہ اس کو چاہئے تھا کہ دعا سے پہلے درود کہتا) پھر آپ نے اس شخص کو بلایا اور اس سے یا دوسرے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اللہ کی حمد کرنے اور اس کی ثنا کرنے سے ابتدا کرے (اور چونکہ قعدہ میں حمد وثنا تشہد ہے لہٰذا اس کے بعد) پھر نبی ﷺ پر دورد کہے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

تشہد کو بغیر آواز کے پڑھے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُّخْفِیَ التَّشَهُّدَ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تشہد کو مخفی طور پر (یعنی بغیر آواز کے) پڑھنا (رسول اللہ ﷺ کی) سنت ہے۔

تشہد پڑھنا واجب ہے درود اور دعا واجب نہیں سنت ہے

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمَرَةَ قَالَ...... وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ

فِی الصَّلَاۃِ...... إِذَا قُلْتَ ھٰذَا أَوْ قَضَیْتَ ھٰذَا فَقَدْ قَضَیْتَ صَلَاتَکَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ (ابوداؤد)

قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑا اور ان کو نماز کا تشہد سکھایا (ان سے فرمایا) جب تم یہ کہہ لو (یعنی تشہد پڑھ لو) یا فرمایا اس (تشہد) کو پورا کرلو تو تم نے اپنی نماز پوری کرلی (کیونکہ نماز کے ارکان جن میں سے ایک آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھنا ہے سارے پورے ہو چکے۔ اس سے معلوم ہوا سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا نماز کا رکن نہیں ہے البتہ واجب ہے) اگر تم (نماز سے نکل کر) کھڑے ہونا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور اگر چاہو کہ (نماز میں) بیٹھے رہو (اور درود اور دعا وغیرہ کہو) تو بیٹھے رہو۔

تشہد کے بقدر آخری قعدہ کی فرضیت

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ إِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَھُّدِ ثُمَّ أَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّ صَلَاتُہٗ (بیھقی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب (آخری قعدہ میں) نمازی تشہد کی مقدار کے بقدر بیٹھ چکے (اگرچہ تشہد نہ پڑھا ہو) پھر اس کا وضو ٹوٹ جائے (تو چونکہ نماز کے سارے ارکان پورے چکے لہٰذا) اس کی نماز پوری ہوگئی (لیکن نماز کو کمال درجے میں رکھنے کے لئے نمازی وضو کر کے آئے اور سلام کے الفاظ کے ساتھ نماز سے نکلے)۔

تشہد میں کلمہ کی انگلی سے اشارہ

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ثُمَّ جَلَسَ ...... وَقَبَضَ ثِنْتَیْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَۃً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَہٗ فَرَأَیْتُہٗ یُحَرِّکُھَا یَدْعُوْبِھَا. (ابوداؤد و دارمی)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ (کی نماز کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے) کہا پھر آپ بیٹھے اور (اپنی) دو انگلیوں (چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی) کو بند کرلیا اور (اپنی بیچ کی انگلی سے انگوٹھے کو پکڑ کر) حلقہ سا بنا لیا پھر اپنی کلمہ کی انگلی کو اٹھایا اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اس انگلی کو حرکت دے رہے تھے (یعنی بعد میں آپ نے انگلی کو کچھ نیچے گرا دیا) اور اس کے ساتھ اپنی دعا (یعنی تشہد) میں اشارہ کر رہے تھے (اور چونکہ یہ کسی حدیث میں منقول نہیں کہ آپ اپنی انگلیوں کو دوبارہ کھول لیتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کو ختم کر دیتے اس لئے یہی سمجھا جائے گا کہ قعدہ کے ختم تک اشارہ برقرار رہتا تھا)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُشِیْرُ بِإِصْبَعِہٖ إِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّکُھَا (ابوداؤد و نسائی)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب تشہد پڑھتے تو اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے اور اس کو (مسلسل) حرکت نہ دیتے۔

انگشت شہادت سے اشارہ کے کچھ اور منقول طریقے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ ...... وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَّ خَمْسِيْنَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو (اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں میں سے چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی اور بیچ کی انگلی ان تینوں کو بند کر لیتے اور انگشت شہادت کو کھلا چھوڑتے اور اس کی جڑ کے ساتھ انگوٹھے کو ملاتے اور اس طرح سے گنتے کی ہیئت میں) ترپین کا عدد بناتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ...... وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلٰى إِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى (مسلم)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب بیٹھ کر دعا (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ پر مشتمل تشہد) پڑھتے تو اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے اور اپنے انگوٹھے کو اپنی بیچ کی بند انگلی پر رکھ لیتے۔ (اپنی چھنگلی کو اور ساتھ والی انگلی کو اور بیچ والی انگلی کو بند کر لیتے)۔

عَنْ نُمَيْرِ الْخُزَاعِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى رَافِعًا إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ قَدْ حَنَاهَا شَيْئًا (ابو داؤد)

حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے داہنے بازو کو اپنی داہنی ران پر رکھے ہوئے ہیں اور اپنی انگشت شہادت کو اٹھائے ہوئے ہیں (البتہ اس کو بالکل سیدھا نہیں کیا بلکہ) اس کو کچھ قوس نما کئے ہوئے ہیں۔

قعدہ میں نظر کہاں ہو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ (ابو داؤد).

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ کی نگاہ آپ کے اشارہ سے متجاوز نہیں ہوتی تھی (کہ آسمان کی طرف اٹھ جائے یا سامنے چلی جائے بلکہ آپ کی نگاہ اشارہ والی انگلی پر رہتی تھی)۔

www.askfatwa.com

درود کا بیان

تشہد کے بعد درود کیسے پڑھے

عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ قَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلَاۃُ عَلَیْکُمْ أَھْلِ الْبَیْتِ فَإِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ یُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ أَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ (بخاری)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ پر یعنی اہل بیت پر درود کیسے (یعنی کن الفاظ میں) پڑھا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (ہمیں آپ پر صلوٰۃ اور سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ان میں سے آپ کی زبانی) ہمیں (تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کے الفاظ میں) یہ تو سکھا دیا کہ آپ پر سلام کیسے پڑھا جائے۔ اب آپ ہمیں یہ بھی سکھا دیں کہ آپ پر صلوٰۃ یعنی درود کن الفاظ میں پڑھیں) آپ ﷺ نے فرمایا (نماز میں ہو یا غیر نماز میں یوں) کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّد کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

فائدہ: سند پر کسی قسم کا کلام نہ ہونے کی وجہ سے درود کے خاص انہی الفاظ کو پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر کوئی دوسرے منقول الفاظ میں درود پڑھ لے تو وہ بھی جائز ہے۔

عَنْ أَبِیْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِیِّ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ إِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلَاتِنَا قَالَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ یَسْأَلْہُ ثُمَّ قَالَ إِذَا أَنْتُمْ صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ (بیھقی)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اس حال میں کہ ہم بھی آپ کے پاس ہی تھے اور کہا اے

www.askfatwa.com

اللہ کے رسول جہاں تک آپ پر سلام کہنے کا تعلق ہے اس کو تو ہم نے جان لیا ہے (کہ کن الفاظ سے کہیں) البتہ (ہمیں یہ سکھا دیجئے کہ) جب ہم اپنی نماز میں درود پڑھیں تو آپ پر کیسے (یعنی کن الفاظ میں) درود پڑھیں۔ حضرت عقبہ ﷺ کہتے ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے (اتنی دیر تک) خاموشی اختیار کی کہ ہمیں (آپ ﷺ کی گرانی خیال کرکے) یہی اچھا معلوم ہوا کہ (کاش) وہ شخص آپ سے سوال ہی نہ کرتے۔ پھر (بالآخر) آپ نے فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھو تو یوں کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

درود کے بعد کچھ منقول دعائیں

عَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِيْقِ أَنَّهُ قَالَ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ قُلْ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (بخاری)

حضرت ابوبکر صدیق ﷺ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی دعا سکھا دیجئے جو میں اپنی نماز میں کہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہو۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنی اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا (کہ اس پر گناہوں کا بڑا بوجھ لاد دیا) اور گناہوں کو بخشنے والے تو صرف آپ ہی ہیں تو آپ اپنی بخشش سے مجھے بخش دیجئے اور مجھ پر رحم فرمائیے۔ بلاشبہ آپ ہی بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (تشہد اور درود کے بعد) یہ دعا مانگتے تھے۔ أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ یعنی اے اللہ میں آپ کی پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے اور آپ کی پناہ لیتا ہوں دجال کے فتنہ سے اور آپ کی پناہ لیتا ہوں زندگی کے فتنہ سے اور موت کے (وقت) کے فتنہ سے اور آپ کی پناہ لیتا ہوں گناہ سے

www.askfatwa.com

اور قرض سے۔

فائدہ: نماز کے اندر دعا میں ایسی چیزیں مانگنا جو آدمی دوسرے آدمیوں سے بھی مانگ سکتا ہے صحیح نہیں کیونکہ وہ لوگوں کی گفتگو کی طرح ہے جو نماز کے لائق نہیں۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَم...... ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ. إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ (مسلم)

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نماز میں لوگوں کی کسی قسم کی گفتگو صحیح نہیں (لہٰذا اس میں اس قسم کی دعا بھی جائز نہیں کہ اے اللہ میرا نکاح کرا دیجئے کیونکہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے بھی یہ بات کہہ سکتا ہے لہٰذا یہ لوگوں کی گفتگو کے قبیل سے ہوئی جو نماز میں صحیح نہیں) نماز تو صرف تسبیح اور تکبیر اور قراءت قرآن (یعنی ان پر مشتمل اوراد) کا نام ہے۔

سلام کا بیان

نماز سے سلام کے ساتھ نکلنا واجب ہے

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے اور اس کی تحریمہ تکبیر ہے اور اس کی تحلیل (یعنی نماز میں جن چیزوں کا کرنا حرام ہو گیا تھا ان کے کرنے کو حلال کرنے والی چیز) تسلیم ہے (یعنی دائیں بائیں چہرہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا ہے)۔

فائدہ: سلام کے ساتھ نماز سے نکلنے کے واجب ہونے کی دلیل پہلے گذری ہوئی یہ حدیث ہے کہ جب تم تشہد پورا کر لو یا اتنی دیر بیٹھے رہو تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی جس سے معلوم ہوا کہ نماز کا کوئی رکن اور کوئی شرط باقی نہیں رہی جبکہ فرضیت ان دو کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا سلام کے ساتھ نکلنا واجب ہوا فرض نہیں۔

سلام کی کیفیت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں جانب اور اپنی بائیں جانب سلام کہتے تھے (اور اس میں یہ کلمات کہتے تھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنْتُ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى أَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ (مسلم)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تھا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام کہتے ہوئے چہرے کو موڑتے تھے یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار کی سفیدی کو دیکھ لیتا تھا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سلام میں مدنہ کرنا سنت ہے۔

فرض نماز کے بعد دعا

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَیُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْأٰخِيْرِ وَ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَةِ. (ترمذی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول کونسی دعا سب سے زیادہ سنی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (وہ دعا جو) رات کے آخری حصہ میں کی جائے اور جو فرض نمازوں کے بعد ہو۔

سلام کے بعد چند ورد اور دعائیں

عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب (فرض نماز کا) سلام پھیرتے تو (تقریباً) اتنی دیر بیٹھتے جتنی دیر میں اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ (اور دیگر منقولہ چھوٹے چھوٹے ورد) کہہ لیتے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا (مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب اپنی (فرض) نماز سے پھرتے (یعنی سلام پھیرتے) تو تین مرتبہ استغفر اللہ کا کلمہ کہتے۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ (دعائیہ کلمات) کہتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ اے اللہ میرے لئے بخش دیجئے وہ گناہ جو میں نے پہلے کئے اور جو میں نے

بعد میں کئے اور جو میں نے چھپا کر کئے اور جو میں نے اعلانیہ کئے جن سے آپ مجھ سے زیادہ باخبر ہیں آپ ہی (اپنے انبیاء اور اولیاء کو اپنے سے تقرب میں) آگے کرنے والے ہیں اور آپ ہی (اپنے دشمنوں کو اپنے سے دور اور) پیچھے کرنے والے ہیں۔

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحیَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ رَأَیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ وَرَأٰی رَجُلًا رَافِعًا یَدَیْهِ یَدْعُوْ قَبْلَ أَنْ یَّفْرُغَ مِنْهَا قَالَ لَهٗ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهٖ

(ابن ابی شیبہ)

محمد بن یحییٰ اسلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں ...... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز سے فارغ ہونے (یعنی سلام پھیرنے) سے پہلے وہ اپنے ہاتھ اٹھا کر (آخری قعدہ میں درود پڑھنے کے بعد کی اور سلام سے پہلے کی) دعا کر رہا ہے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دعا کے لئے) اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو لیتے (فارغ ہو کر اور سلام پھیر کر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو دعا مانگتے وہ ہاتھ اٹھا کر مانگتے)

عَنِ الْأَسْوَدِ الْعَامِرِيِّ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْصَرَفَ رَفَعَ یَدَیْهِ وَدَعَا **(ابن ابی)**

اسود عامری کے والد کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ نے اپنا رخ پھیر لیا (اور مقتدیوں کی طرف دائیں یا بائیں رخ کر کے بیٹھ گئے) اور اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔

تنبیہ: 1- نماز خواہ فرض ہو یا نفل اس کے بعد دعا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ چونکہ اس وقت خاص دعا کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں اس لئے اس دعا میں ہاتھ اٹھانا ایک تو ضابطہ کے مطابق بھی ہے، دوسرے پہلی حدیث میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر مطلق نماز کے بعد ہے کسی خاص نماز کی تخصیص نہیں تیسرے دوسری حدیث اگرچہ ضعیف بھی ہو لیکن اس کے مضمون کے دوسری روایات کے موافق ہونے کی وجہ سے اس کو قوت حاصل ہے جبکہ کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں کے بعد دعا میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے، چوتھے اس پر تواتر عملی چلا آتا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ فقہاء ہر دور میں اس کو ذکر کرتے آئے ہیں۔

2-جب فرض نماز کے بعد امام اور مقتدی دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کریں گے تو لامحالہ اجتماعی صورت بن جائے گی جو کسی دلیل سے بھی ممنوع نہیں۔ اصل یہی ہے کہ سب اپنی اپنی دعا مانگیں اور ایک ہی

www.askfatwa.com

وقت میں سب شروع کردیں اور ایک وقت میں سب ختم کریں اس کا التزام نہ کیا جائے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ عوام دعا کے مضامین سے بھی اچھی طرح واقف نہیں اور وہ بہت سی دعاؤں سے محروم رہتے ہیں اگر امام اونچی آواز سے دعائیہ کلمات کہے اور مقتدی آمین کہیں تو اس کی گنجائش ہے جس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام) نے آواز سے دعا کہی اور نبی ﷺ نے اس پر آمین کہا۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُحْضُرُوا الْمِنبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ آمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ آمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ آمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَاكُنَّا نَسْمَعُهُ قَالَ إِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْلَهُ قُلْتِ آمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةِ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ قُلْتُ آمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرُ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَ هُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ آمِيْنَ. (حاكم)

حضرت کعب بن عجرہ ؓ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ منبر کے قریب ہو گئے۔ جب آپ منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین اور جب دوسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین اور جب تیسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب آپ (ہدایات دے کر فارغ ہوئے اور) نیچے اترے تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول آج ہم نے آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے نہیں سنتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو) جبرئیل میرے سامنے آئے اور انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان (کا مہینہ) پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہیں ہوئی (اس پر) میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا (نام) ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے (اس پر بھی) میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں (اس پر بھی) میں نے کہا آمین۔

دعا کے کچھ آداب

عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَدَّ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ (ترمذی)

حضرت عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا میں اپنے ہاتھ پھیلاتے تھے تو ان کو واپس نہ

www.askfatwa.com

لوٹاتے تھے یہاں تک کہ ان کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِذَا أَرَادَ أَحَدُ كُمْ أَنْ يَّسْأَلَ اللّٰهَ شَيْئًا فَلْيَبْدَأْ بِمَدْحِهٖ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ لِيَسْأَلْ بَعْدُ فَإِنَّهٗ أَجْدَرُ أَنْ يَّنْجَحَ أَوْيُصِيْبَ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگنے کا ارادہ کرے تو وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی مدح اور اس کی شایان شان ثنا کرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اس کے بعد اپنا سوال کرے کیونکہ (اس طریقے سے) دعا زیادہ لائق ہے کہ قبول کی جائے۔

www.askfatwa.com

باب: 14

نماز میں کیا چیزیں مکروہ ہیں

انگڑائی لینا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی أَنْ یَّتَمَطّٰی الرَّجُلُ فِی الصَّلٰوةِ (دارقطنی)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا کہ آدمی نماز میں انگڑائی لے۔

نماز میں جمائی لینا

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ کَانَ رَأیٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَکْرَهُ التَّثَاؤُبَ فِی الصَّلٰوةِ (الطبرانی فی الکبیر)

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں جمائی لینے کو ناپسند کرتے دیکھا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ التَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوةِ مِنَ الشَّیْطَانِ فَإِذَا تَثَاوَّبَ أَحَدُکُمْ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ. (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز میں جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے (شیطان کی طرف نسبت اس وجہ سے ہے کہ وہ نماز میں سستی کی باتوں کو پسند کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے نماز میں کوتاہی کروائے اور بسا اوقات منہ سے کچھ آواز و الفاظ نکلوا کر نماز ہی کو تڑوا دے) تو (شیطان کے مقصد سے بچنے کے لئے اور اپنی نماز کی حفاظت کے لئے) جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ جہاں تک ہو سکے اپنے منہ کو بند رکھے۔

ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا

عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأیٰ رَجُلاً قَدْ شَبَّکَ أَصَابِعَهُ فِی الصَّلٰوةِ فَفَرَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَ أَصَابِعِهٖ (ابن ماجه)

www.askfatwa.com

حضرت کعب بن عجرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے نماز میں ایک ہاتھ کی انگلیاں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال رکھی ہیں ہے تو آپ ﷺ نے اس کی انگلیاں کھول دیں۔

انگلیاں چٹخانا

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تُفَقِّعْ أَصَابِعَکَ وَأَنْتَ فِی الصَّلَاةِ (ابن ماجه)

حضرت علی ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کے دوران اپنی انگلیوں کو مت چٹخاؤ۔

بلاضرورت آنکھیں بند کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ أَحَدُکُمْ فِی الصَّلَاةِ فَلَا يُغْمِضَنَّ عَيْنَيْهِ (طبرانی فی الثلاثة)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷜ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو وہ اپنی آنکھوں کو بند نہ کرے۔

اوپر آسمان کی طرف دیکھنا

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُوْنَ أَبْصَارَهُمْ إِلَی السَّمَاءِ فِی الصَّلَاةِ أَوْلَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ ﷜ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف (یعنی اوپر کی طرف) اٹھاتے ہیں وہ (اپنی اس حرکت سے) باز آجائیں (کیونکہ نماز میں یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہیں اور اس حالت میں نظریں اوپر اٹھانا بے ادبی اور بے التفاتی ہے) ورنہ (ہوسکتا ہے کہ اس نامناسب حرکت کی پاداش میں) ان کی نظریں (چھین لی جائیں اور) ان کی طرف نہ لوٹیں۔

نماز میں چہرہ ادھر ادھر گھمانا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِی الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ إِخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر چہرہ گھمانے کے بارے میں پوچھا (کہ یہ کیسا فعل ہے) آپ ﷺ نے فرمایا یہ اچکنا ہے جو شیطان بندے کی نماز میں کرتا ہے۔

www.askfatwa.com

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلَاۃِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلَاۃِ ھَلَکَۃٌ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَفِی التَّطَوُّعِ لَا فِی الْفَرِیْضَۃِ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بیٹے نماز میں ادھر ادھر چہرہ گھمانے سے بچو کیونکہ نماز میں ادھر ادھر چہرہ گھمانا ہلاکت (کا سبب) ہے (کیونکہ فرض نماز میں یہ حرکت اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں ہے البتہ نفلی نماز میں کچھ رعایت ہے) لہٰذا اگر مجبوراً گھمانا ہی پڑے تو نفلی نماز میں تو کرلو فرض نماز میں (بالکل) نہ کرو۔

گھٹنے اٹھا کر سرین پر بیٹھنا

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ أَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ ﷺ بِثَلَاثٍ وَنَھَانِیْ عَنْ ثَلَاثٍ فَنَھَانِیْ عَنْ...... إِقْعَاءِ کَإِقْعَاءِ الْکَلْبِ ...... (احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کا حکم دیا اور تین باتوں سے مجھے روکا (جن تین باتوں سے) آپ نے مجھے روکا (ان میں سے ایک یہ ہے) کہ میں کتے کی طرح بیٹھنا نہ بیٹھوں۔ (جس کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے سرین زمین پر ٹکا کر بیٹھ جائے (اپنے گھٹنوں کو اٹھا کر سینے کے ساتھ لگالے اور اپنے ہاتھ زمین پر رکھ دے)۔

بلا مجبوری کے ایڑیوں کے بل بیٹھنا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْھٰی عَنْ عَقْبَۃِ الشَّیْطَانِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ شیطان کی ایڑی (یعنی پاؤں کھڑے کرکے ایڑیوں کے بل بیٹھنے) سے منع فرماتے تھے۔

پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْخَصْرِ فِی الصَّلَاۃِ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔

پیروں اور ٹانگوں کو جوڑ کر رکھنا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَا یُصَلِّیْ أَحَدُکُمْ وَھُوَ ضَامٌّ وَرِکَیْہِ (مؤطا مالک)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس نے اپنے سرینوں کو جوڑا ہوا ہو (جو اس طرح سے ہوتا ہے کہ آدمی اپنے پیروں اور ٹانگوں کو بالکل جوڑ کر رکھے۔ تو اس طرح سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیروں کو جوڑ کر کھڑے ہونے سے منع فرمایا)

چوکڑی مار کر بیٹھنا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ لَأَنْ يَّجْلِسَ الرَّجُلُ عَلَى الرَّضَفَتَيْنِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَّجْلِسَ فِي الصَّلَاةِ مُتَرَبِّعًا (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ نے فرمایا آدمی دو انگاروں پر بیٹھا ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ نماز میں چوکڑی مار کر بیٹھے (جب کہ اس کوئی مجبوری نہ ہو)۔

بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھوں کو ٹیکنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَهٰى أَنْ يَّجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلٰى يَدَيْهِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی جب نماز میں کھڑا ہو تو (بلاضرورت) اپنے ہاتھوں (کو زمین سے لگا کر ان) پر سہارا لے۔ اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے اس سے منع کیا کہ آدمی نماز میں اس طرح بیٹھے کہ ہاتھوں (کو زمین سے لگا کر ان) پر سہارا لے۔

بار بار کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنا

عَنْ مُعَيْقِيْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَمْسَحِ الْحَصٰى وَأَنْتَ تُصَلِّيْ فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً (بخاری و مسلم)

حضرت معیقیب ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز پڑھ رہے ہو تو (مسجد میں بچھی) کنکریوں کو مت الٹ پلٹ کرو۔ اور اگر (سجدہ کرنے کی خاطر) تمہارا (کنکریوں پر) ہاتھ پھیرنا ضروری ہو تو بس ایک دفعہ پھیر لو۔

مرد کا اپنے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ وَ رَاسُهٗ مَعْقُوْصٌ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ مرد اپنے سر کے بالوں کی چوٹی گوندھ کر یا اس کا جوڑا باندھ کر یا بالوں کو سر کے اوپر جمع کر کے ان کو باندھ کر نماز پڑھے۔

فائدہ: معقوص کے تین معنی ہیں جو ترجمے میں ذکر کئے گئے ہیں اور تینوں ہی مراد ہیں۔

بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ...... لَا أَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں

www.askfatwa.com

(نماز میں مٹی سے بچانے کی خاطر اپنے) بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔

کپڑوں کا سدل اور منہ کو ڈھانپنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلَاةِ وَأَنْ یُّغَطِّیَ الرَّجُلُ فَاهُ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سدل کرنے سے اور آدمی کو اپنا چہرہ ڈھانپنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: کپڑے کو خلاف دستور پہننا یعنی اس کو پہننے کا جو طریقہ مہذب لوگوں میں رائج ہو اس کے خلاف پہننے کو سدل کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانہ پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے۔ اسی طرح ذیل کی حدیث میں ہے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ عَنْ لِبْسَتَیْنِ وَاللِّبْسَتَانِ: إِشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ أَنْ یَجْعَلَ ثَوْبَهٗ عَلٰی أَحَدِ عَاتِقَیْهِ فَیَبْدُوْ أَحَدُ شِقَّیْهِ لَیْسَ عَلَیْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْأُخْرٰی إِحْتِبَاءُ ہٗ وَهُوَ جَالِسٌ لَیْسَ عَلٰی فَرْجِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دو طرح سے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے کپڑے کو صرف ایک کندھے پر ڈال لے اور اس طرف کے جسم پر کپڑا پڑا رہے لیکن) جسم کا دوسرا حصہ کھلا رہے اس پر کپڑا نہ ہو۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے اوپر کپڑا ڈال کر بیٹھے لیکن شرمگاہ پر کچھ کپڑا نہ ہو (جس میں یہ خطرہ رہتا ہے کہ اگر آدمی کہیں گر گیا تو اس کا سارا ستر لوگوں کے سامنے کھل جائے گا)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُصَلِّیَنَّ أَحَدُ کُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی (جبکہ اس کے پاس دو کپڑے ہوں) ایک کپڑے میں اس طرح سے نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر اس کپڑے کا کچھ حصہ نہ ہو (اور اوپر کا جسم بالکل ننگا ہو)۔

ننگے سر نماز پڑھنا کیونکہ یہ نبی ﷺ اور صحابہ کے عام معمول کے خلاف ہے

قَالَ الْحَسَنُ کَانَ الْقَوْمُ یَسْجُدُوْنَ عَلَی الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَیَدَاهُ فِیْ کُمِّهٖ. (بخاری)

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں صحابہ (گرمی کے موسم میں جب کہ مسجد کا فرش خوب گرم ہوتا تھا) اپنے عماموں اور ٹوپیوں (کو ماتھے پر کر کے ان) پر سجدہ کرتے تھے اور سجدے کے وقت ہاتھوں کو فرش کی تپش سے

www.askfatwa.com

بچانے کے لئے یہ تدبیر کرتے تھے کہ) ان کے ہاتھ آستینوں کے اندر رہتے تھے۔

فائدہ: سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کا عمل صحابہ کے دور سے امت میں توارث کے ساتھ چلا آرہا ہے۔ ننگے سر نماز پڑھنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعَمَائِمِ وَبِغَيْرِ الْعَمَائِمِ وَ يَلْبَسُ الْعَمَائِمَ بِغَيْرِ الْقَلَانِسِ وَكَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ الْيَمَانِيَةَ وَ هُنَّ الْبِيضُ الْمُضَرَّبَةُ وَيَلْبَسُ ذَوَاتَ الْآذَانِ فِي الْحَرْبِ وَكَانَ رُبَمَا نَزَعَ قَلَنْسُوَتَهُ فَجَعَلَهَا سُتْرَةً بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ (كنز العمال)

نبی ﷺ ٹوپی پہنتے تھے عمامہ کے ساتھ بھی اور عمامہ کے بغیر بھی اور ٹوپی کے بغیر بھی عمامہ باندھ لیتے تھے اور آپ یمنی ٹوپی بھی استعمال کرتے تھے جو سفید اور سلی ہوئی ہوتی تھی اور جنگ میں کانوں (کو ڈھانپنے) والی ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی کبھی آپ اپنی ٹوپی اتار کر اس کو سترہ کے طور پر اپنے سامنے رکھ لیتے اور نماز پڑھتے۔

اس حدیث کو مستقل معمول کے طور پر ننگے سر نماز پڑھنے پر دلیل بنانا صحیح نہیں کیونکہ رُبَمَا کا لفظ تقلیل کے لئے ہے یعنی کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ پھر اس میں یہ ذکر نہیں کہ نبی ﷺ ٹوپی اتار کر ننگے سر نماز پڑھتے تھے بلکہ قوی احتمال ہے کہ ٹوپی اتار کر صرف عمامہ باندھ لیا ہو جیسا کہ حدیث کے شروع کے حصہ میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ ٹوپی کے بغیر بھی عمامہ باندھ لیتے تھے۔

جب پیشاب پاخانہ کا زور ہو

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز (کا کمال) نہیں ہے جبکہ کھانا حاضر ہو (اور بھوک زور کی لگی ہو) اور نہ ہی جبکہ پیشاب اور پاخانہ کا زور ہو۔

فائدہ: کمال نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان حالتوں میں ذہن ان چیزوں کی طرف لگا رہے گا اور قلبی فراغت اور ذہنی یکسوئی نہ ہوگی جو نماز کے خشوع کے لئے ضروری ہے۔

بلاضرورت تنہا امام کا مقتدیوں سے ڈیڑھ فٹ یا زائد اونچا کھڑے ہونا

عَنْ هَمَّامٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ أَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ عَلٰى دُكَّانٍ فَأَخَذَ أَبُوْمَسْعُوْدٍ بِقَمِيْصِهٖ فَجَبَذَهٗ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ بَلٰى قَدْ ذَكَرْتُ حِيْنَ مَدَدْتَنِيْ (ابوداؤد)

ہمام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ ؓ نے مدائن میں (تنہا) ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر لوگوں کی (نماز میں) امامت کی۔ حضرت ابو مسعود ؓ نے ان کی قمیص پکڑ کر کھینچا (تو حضرت

www.askfatwa.com

حذیفہ ؓ چبوترے سے نیچے اتر آئے) جب حضرت حذیفہ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابومسعود ؓ نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ صحابہ کو اس سے منع کیا جاتا تھا۔ حضرت حذیفہ ؓ نے جواب دیا کیوں نہیں (مجھے معلوم تھا لیکن مجھے خیال نہیں رہا تھا) جب آپ نے مجھے کھینچا تو مجھے یہ بات یاد آ گئی تھی (اور میں از خود نیچے اتر آیا تھا)۔

بلاضرورت تنہا امام کا محراب میں کھڑے ہونا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ فِي الْمِحْرَابِ (بزار)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ وہ (امام کے بلاضرورت) محراب کے اندر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے۔

جو باتیں نماز میں مکروہ نہیں

کسی کی پشت کی طرف نماز پڑھنا

عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَبِيْلاً إِلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ قَالَ لِيْ وَلِّنِيْ ظَهْرَكَ (ابن ابی شیبہ)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ جب (سنن و نوافل پڑھنے کیلئے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کی اوٹ نہ پاتے تو مجھے فرماتے تھے کہ تم میری طرف اپنی پشت کر کے بیٹھ جاؤ۔

تلوار یا نیزے کا سامنے ہونا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْكُزُ الْعَنَزَةَ وَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (سترہ کے طور پر) چھوٹا نیزہ گاڑ لیتے تھے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

کسی کے پاؤں سامنے ہونا

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِيْ يَنَامَانِ عَلَيْهِ (بخاری)

(مشہور تابعی) عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اپنے کمرے میں رات کے وقت) نماز پڑھتے تھے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اور قبلہ کے درمیان (ٹانگ پھیلائے ہوئے) اس بستر پر لیٹی ہوتی تھیں جس پر دونوں سوتے تھے۔

چٹائی یا جانماز پر نماز پڑھنا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَهُ حَصِيْرٌ يَبْسُطُهُ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چٹائی تھی جس کو بچھا کر آپ اس پر نماز پڑھتے تھے۔

عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ . (بخاری)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔

ضرورت ہو تو کن انکھیوں سے دائیں بائیں دیکھنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (کوئی ضرورت ہوتی تو گردن ہلائے بغیر کن انکھیوں سے) دائیں بائیں دیکھ لیا کرتے تھے۔

کھٹمل کو مارنا

عَنْ أَبِيْ رُزَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ أَخَذَ قُمَّلَةً فِي الصَّلَاةِ فَدَفَنَهَا (کتاب الآثار)

ابورزین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز کے دوران ایک کھٹمل پکڑا (جس کے تکلیف دینے کا ان کو اندیشہ تھا اور اس سے نماز کی طرف توجہ میں فرق آتا اور چونکہ قعدہ میں تھے اس لئے اس کو مارا) پھر اس کو مٹی میں دبا دیا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقْتُلُ قُمَّلَةً فِي الصَّلَاةِ حَتّٰى يَظْهَرَ دَمُهَا عَلٰى يَدِهٖ (ابن ابی شیبه)

عبدالرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نماز میں (تکلیف کے اندیشہ سے) کھٹمل کو مار دیتے تھے حتی کہ (بعض اوقات) اس کا خون ان کے ہاتھ پر لگ جاتا تھا۔

سانپ اور بچھو کو مارنا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نماز کے دوران سانپ اور بچھو (نظر آئے اور اس سے خود کو خطرہ ہو تو اس) کو قتل کر دو۔

فائدہ: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو قتل کرنے کی مطلق اجازت دی ہے لہٰذا اگر بہت کچھ حرکات بھی کرنی پڑیں تب بھی نماز نہ ٹوٹے گی جبکہ بعض دوسرے

حضرات کا کہنا ہے کہ چونکہ عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اس لئے ایک دو ضربوں سے یعنی عمل قلیل سے مارا جا سکے تو مار دو نماز نہ ٹوٹے گی اور اگر عمل کثیر کی ضرورت ہو تو ان کو قتل کرنے کی خاطر نماز توڑنے کی اجازت دی ہے۔

www.askfatwa.com

باب: 15

وہ امور جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے

لوگوں کا کلام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِى الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنَ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِى الصَّلَاةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنَّ فِى الصَّلَاةِ لَشُغْلاً (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو جبکہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے سلام کرتے تو آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے۔ جب نجاشی (کے ملک حبشہ کی طرف دوسری ہجرت) سے ہم واپس لوٹے تو (نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آچکے تھے۔ ہم آپ کی خدمت میں گئے، آپ نماز پڑھ رہے تھے) ہم نے (حسب معمول) آپ کو سلام کیا لیکن (اس مرتبہ) آپ نے جواب نہیں دیا (آپ کے نماز سے فارغ ہونے پر) ہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (پہلے تو) ہم آپ کو نماز میں سلام کرتے تھے اور آپ جواب دیتے تھے (اب کیا وجہ ہوئی کہ آپ نے جواب نہیں دیا) آپ ﷺ نے فرمایا نماز کا اپنا شغل ہے (جس میں لوگوں کے ساتھ کلام اور گفتگو کی گنجائش نہیں ہے)۔

نسائی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَايَشَاءُ وَإِنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فِى الصَّلَاةِ.

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنا جو حکم چاہتے ہیں جاری فرماتے ہیں۔ اور اب انہوں نے یہ نیا حکم جاری فرمایا ہے کہ نمازی نماز میں بات نہ کرے۔

کسی کو دعائیہ کلمہ کہنا

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّىْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ عَطِسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِى الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَا ثُكْلَ أُمِّيَاهُ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ

www.askfatwa.com

إِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِأَيْدِيْهِمْ عَلٰى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِي لٰكِنِّيْ سَكَتُّ. فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِأَبِيْ هُوَ وَأُمِّيْ مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ أَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ (مسلم)

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ جماعت میں سے ایک شخص کو چھینک آئی۔ اس پر میں نے (ان کو) یرحمک اللہ کہا تو لوگ اپنی نگاہوں سے مجھے گھورنے لگے۔ میں نے (یہ دیکھ کر) کہا ارے تمہاری مائیں تم کو روئیں تم مجھے کیوں گھورتے ہو۔ اس پر وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے لگے (اور اس طرح سے مجھے اشارہ کرنے لگے کہ چپ ہو جاؤ) جب میں نے ان کو دیکھا کہ وہ مجھے چپ کرا رہے ہیں (تو مجھے اس پر اور غصہ آیا) لیکن (نماز کا خیال کر کے) میں خاموش ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو (آپ نے مجھے سمجھایا اور) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کوئی سمجھانے والا ایسا دیکھا جو سمجھانے میں آپ سے بہتر ہو۔ اللہ کی قسم نہ آپ نے مجھے ڈانٹا اور نہ مجھے مارا اور نہ مجھے برا بھلا کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس نماز میں لوگوں کا کسی بھی قسم کا کلام جائز نہیں۔ نماز (میں) تو محض تسبیح، تکبیر اور قراءت قرآن ہے۔

فائدہ: 1- چونکہ ان صاحب کو سابق حکم کے منسوخ ہونے کا علم نہیں تھا۔ اس وجہ سے ان کو نبی ﷺ نے نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا۔ اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ تحویل قبلہ کا حکم اگرچہ نازل ہو چکا تھا لیکن ایک اور مسجد والوں کو علم نہ ہوا تھا اور وہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب ان کو بتایا گیا کہ قبلہ تبدیل ہو گیا ہے تو انہوں نے نماز توڑ کر نئے سرے سے شروع نہیں کی بلکہ نماز کے دوران ہی کعبۃ اللہ کی طرف مڑ گئے اور باقی نماز کو پورا کیا۔

2- رسول اللہ ﷺ کا یہ قول کہ ''لوگوں کا کسی بھی قسم کا کلام جائز نہیں'' مطلق ہے۔ لہٰذا کلام قصداً ہو یا سہواً ہو یا نماز کی اصلاح کے لئے ہو نماز ہر حال میں ٹوٹ جائے گی۔ رہا ذوالیدین کا قصہ جس میں بات چیت کے باوجود آپ ﷺ نے نماز پوری کی تو وہ اس وقت کی بات ہے جب نماز میں بات کرنا جائز تھا کیونکہ ذوالیدین جن کو ذوالشمالین بھی کہا جاتا جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدٰى صَلَوتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ قَدْ سَمَّاهَا أَبُوْهُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ أَنَا صَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ

وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلٰی ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰی وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهُ ذُوالْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَسِيْتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ قَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ أَ كَمَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ...... الخ
(بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم (میں سے موجود صحابہ) کو ظہر یا عصر میں سے کوئی ایک نماز پڑھائی۔ (حضرت ابو ہریرہ ؓ کے شاگرد) ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے اس نماز کا نام بھی ذکر کیا تھا لیکن مجھے یاد نہیں رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔ پھر آپ ایک لکڑی کی طرف جو مسجد میں پڑی ہوئی تھی کھڑے ہوئے اور اس پر ٹیک لگالی اور لگتا تھا کہ آپ کچھ غضبناک ہیں (غالباً نماز کے ادھورے رہ جانے کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوئی تھی) آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر اپنا داہنا رخسار رکھا۔ جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے نکلنے لگے اور (آپس میں) کہنے لگے کہ نماز کم کر دی گئی ہے۔ جماعت میں ابوبکر ؓ اور عمر ؓ بھی تھے لیکن انہوں نے کچھ بولنے میں ہیبت محسوس کی۔ جماعت میں ایک اور صاحب بھی تھے جن کے ہاتھ قدرے لمبے تھے۔ ان کو ذوالیدین (اور ذوالشمالین) کہا جاتا تھا۔ ذوالیدین نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بھول گئے (کہ بھول کر آپ نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا) یا نماز کم کر دی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہوئی ہے (ذوالیدین نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایک بات تو ہوئی ہے کیونکہ آپ نے دو رکعتوں پر سلام پھیرا ہے) رسول اللہ ﷺ نے (باقی لوگوں سے) پوچھا کیا جیسے ذوالیدین کہتے ہیں ایسا ہی ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور چھوڑی ہوئی نماز پوری کی پھر سلام پھیرا پھر سجدہ سہو کیا............ اور (آخر میں) پھر سلام پھیرا۔

ذوالیدین کا قصہ چونکہ ابتدائے اسلام کا ہے لہٰذا حضرت عمر ؓ کے ساتھ جب ایسا ہی قصہ پیش آیا تو حضرت عمر ؓ نے پوری نماز دوبارہ پڑھائی۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ صَلّٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِأَصْحَابِهٖ فَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقِيْلَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّيْ جَهَّزْتُ الْعِيْرَ مِنَ الْعِرَاقِ ...... فَصَلّٰى بِهِمْ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ (طحاوی)

عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب ؓ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی اور (بجائے چار رکعتوں کے) دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ جب ان سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا میں عراق سے

(غلہ کے ایک امدادی) قافلہ کی سوچ میں لگ گیا تھا (اس وجہ سے بھول ہوئی) ...... پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو نئے سرے سے چار رکعتیں پڑھائیں۔

جس کو قرآن یاد نہ ہو اس کا قرآن میں دیکھ کر پڑھنا

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَ رَجُلاً الصَّلَاةَ فَقَالَ إِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ. (ترمذی)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز سکھائی۔ (اس میں) آپ نے یہ فرمایا۔ اگر تمہیں کچھ قرآن یاد ہو تو قرآن پڑھو اور اگر قرآن یاد نہیں ہو تو الحمد للہ اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کے کلمات کہہ لو پھر رکوع کرو۔

فائدہ: قرآن کچھ یاد نہ ہونے کی صورت میں رسول اللہ ﷺ نے متبادل کے طور پر تسبیح و تہلیل کے کلمات کہنے کو کہا یہ نہیں فرمایا کہ اگر دیکھ کر پڑھ سکتے ہو تو قرآن دیکھ کر پڑھو حالانکہ نماز میں قراءت فرض بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو کچھ بھی یاد نہ ہو اس کو نماز میں دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں۔

نماز کے دوران سورج طلوع یا غروب ہونے لگے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عصر کی نماز کی ایک رکعت پالے پیشتر اس کے کہ سورج غروب ہونے لگے تو (غروب شروع ہونے کے بعد) وہ اپنی نماز مکمل کرلے اور جب کوئی فجر کی نماز کی ایک رکعت پالے پیشتر اس کے کہ سورج طلوع ہونے لگے تو (طلوع شروع ہونے کے بعد) وہ اپنی نماز مکمل کرلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سورج طلوع یا غروب ہونے لگے تو اگرچہ نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن جائز ہے اس لئے فجر اور عصر کی نماز کو ان مکروہ وقتوں میں مکمل کرنے کا حکم دیا۔ یہ اجازت بعد میں آگے مذکور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے منسوخ کردی گئی۔ منسوخ ہونے کی بات ہم نے اس وجہ سے کہی ہے کہ دونوں حدیثیں مختلف اوقات میں صادر ہوئی ہیں۔ اگر ایک وقت میں صادر ہوئی ہوتیں اور دونوں باتیں ایک ہی حدیث میں ہوتیں تو ہم یہ سمجھ سکتے تھے کہ آگے کی حدیث میں مذکور ممانعت سے اوپر کی حدیث میں مذکور اجازت کی تخصیص کی گئی ہے۔ لیکن جب دونوں کا وقت ایک نہیں ہے تو وہی ترتیب ضروری ہے جو ہم نے ذکر کی کیونکہ برعکس صورت میں دو مرتبہ نسخ ماننا پڑے

www.askfatwa.com

گا کہ پہلے اصل جو جواز ہے اس سے منع کیا پھر دوبارہ اجازت دے دی اور یہ بات اصول کے خلاف ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ يَقُوْلُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّي فِيْهِنَّ ...... حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضِيْفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ (مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے ایک جب سورج صاف طور پر نکلنے لگے یہاں تک کہ بلند ہو جائے (اور اس میں چمک آ جائے) دوسرے جب نصف النہار کے وقت کسی کھڑی چیز کا سایہ مشرق ومغرب کی جانب نہ ہو یہاں تک کہ سورج کا ڈھلاؤ شروع ہو جائے (اور سایہ مشرق کی طرف کو ہو جائے) اور تیسرے سورج چھپنے لگے یہاں تک کہ مکمل غروب ہو جائے۔

فائدہ: امام محمد رحمہ اللہ اپنی موطا میں حدیث **مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا** (جو نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے) کے تحت لکھتے ہیں۔

وبهذا ناخذ الا ان يذكرها في الساعة التي نهى رسول الله ﷺ عن الصلاة فيها حين تطلع الشمس حتى ترتفع و تبيض ونصف النهار حتى تزول و حين تحمر الشمس حتى تغيب الاعصر يومه فانه يصليها و ان احمرت الشمس قبل ان تغرب وهو قول ابى حنيفة.

ہم بھی اسی حدیث پر عمل کرتے ہیں الا یہ کہ آدمی کو اس وقت میں یاد آئے جس وقت میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے یعنی جب سورج طلوع ہونے لگے یہاں تک کہ وہ بلند اور روشن ہو جائے اور نصف النہار کے وقت یہاں تک کہ زوال شروع ہو جائے اور جس وقت سورج میں زردی آ جائے یہاں تک کہ غروب ہو جائے البتہ اسی دن کی عصر کی نماز ہو تو وہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے پڑھ سکتا ہے اگرچہ سورج میں زردی آ گئی ہو۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی قول ہے

ہنسنا یا منافی نماز کام کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کے اعمال میں ایک (مستقل) مشغولیت ہے۔

فائدہ: لیکن عمل قلیل سے نماز نہیں ٹوٹتی جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے ظاہر ہے۔

کن باتوں سے نماز نہیں ٹوٹتی

عمل قلیل

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّیْ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ...... فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا (بخاری)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اس حال میں کہ آپ (اپنی نواسی یعنی) اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی امامہ کو (اپنے کندھے پر) اٹھائے ہوئے تھے۔ جب آپ سجدہ میں جانے لگتے تو ان کو اتار دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو (دوبارہ) ان کو (اپنے کندھے پر) اٹھا لیتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَمُدُّ رِجْلِیْ فِیْ قِبْلَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّیْ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِیْ فَرَفَعْتُهَا فَإِذَا قَامَ مَدَدْتُّهَا (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (کمرہ تنگ ہونے کی وجہ سے) جب (رات کو) نبی ﷺ نماز پڑھتے تھے تو میں اپنی ٹانگ آپ کے قبلہ کے رخ میں پھیلا لیتی تھی۔ جب آپ سجدہ کرتے تو (اپنے ہاتھ سے) میری ٹانگ (کچھ) دباتے اس پر میں اپنی ٹانگ (کا گھٹنا) اٹھا لیتی اور جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو جاتے تو (دوبارہ) اس کو پھیلا لیتی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ فَمَشٰی فَفَتَحَ لِیْ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰی مُصَلَّاهُ وَذُكِرَ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِی الْقِبْلَةِ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ (اپنے گھر میں نفل) نماز پڑھ رہے تھے اور دروازہ بند تھا (میں باہر گئی ہوئی تھی جب) میں آئی اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ (نماز ہی میں) چلے اور میرے لئے دروازہ کھولا پھر اپنی نماز کی جگہ واپس (الٹے پاؤں) لوٹ گئے۔ ذکر کیا گیا (ذکر کرنے والی خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں جیسا کہ سنن نسائی میں ہے) کہ دروازہ قبلہ کی جانب میں تھا۔

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا صَلّٰی أَحَدُكُمْ إِلٰی شَيْئٍ يَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَّجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِیْ نَحْرِهٖ فَإِنْ أَبٰی فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم

www.askfatwa.com

میں سے کوئی ایسی شے کی طرف نماز پڑھے جو اس کے لئے لوگوں سے سترہ کا کام دے پھر کوئی اس کے سامنے سے (سترہ سے ورے) گذرنا چاہے تو وہ اس گذرنے والے کو اس کے سینے کی طرف سے روک دے۔ اگر وہ نہ مانے (اور سامنے سے گذرنے پر اصرار کرے تو اس کے ساتھ سختی کرے (یعنی ہاتھ سخت کر کے رکھ دے تاکہ وہ گذرنے نہ پائے اس کے ساتھ لڑائی اور کشتی نہ شروع کردے) کیونکہ وہ تو شیطان ہے (کہ دین کی ہدایت کے خلاف کرنے پر مصر ہے)۔

کتے اور گدھے کے سامنے سے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَباسٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِیْ بَادِیَةٍ لَنَا وَمَعَهٗ عَبَّاسٌ فَصَلّٰی فِیْ صَحْرَاءَ لَیْسَ بَیْنَ یَدَیْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَنَا وَکَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَیْنَ یَدَیْهِ فَمَا بَالٰی ذٰلِکَ (ابوداؤد)

حضرت فضل بن عباس ؓ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جبکہ ہم اپنے گاؤں میں تھے آپ کے ساتھ (آپ کے چچا اور ہمارے والد) عباس ؓ تھے۔ آپ نے (کھلے) صحرا میں نماز پڑھی کہ آپ کے سامنے سترہ نہ تھا اور ہماری گدھی اور ایک کتیا آپ کے سامنے کھیل کر رہے تھے لیکن آپ نے ان کی کوئی پروا نہیں کی۔

عورت کے سامنے ہونے سے نماز نہیں ٹوٹتی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بِئْسَ مَا عَدَ لْتُمُوْنَا بِالْحِمَارِ وَالْکَلْبِ لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَیْنَ یَدَیْهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ یَّسْجُدَ غَمَزَ رِجْلِیْ فَضَمَمْتُهَا إِلَیَّ ثُمَّ یَسْجُدُ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (کے سامنے جب کسی نے تذکرہ کیا کہ عورت، گدھے اور کتے کے سامنے سے گزر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو انہوں) نے فرمایا، یہ تو تم نے برا کیا کہ (نماز توڑنے کے حکم میں) تم نے ہمیں گدھے اور کتے کے برابر کر دیا حالانکہ (ایسا نہیں ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو (تہجد کی) نماز پڑھتے دیکھا اس حال میں کہ (جگہ کی تنگی کے باعث) میں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی (اور میری ٹانگیں آپ کے سامنے ہوتی تھیں) اور جب آپ سجدہ میں جانے لگتے تو میری ٹانگ کو (اپنے ہاتھ سے) دباتے تو میں اس کو سکیڑ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

فائدہ: اوپر ذکر ہوا تھا کہ کراہت کی اصل وجہ یہ ہے کہ سامنے سے ہو کر گزرنے سے توجہ بٹتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کراہت کی وجہ یہی ہے لیکن اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَیْئٌ (ابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدری ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شے (جو نمازی کے سامنے سے گزر جائے نمازی کی) نماز کو نہیں توڑتی۔

www.askfatwa.com

کسی کے گزرنے سے نماز ٹوٹنے کا مطلب

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقْطَعُ صَلٰوۃَ الرَّجُلِ إِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ یَدَیْہِ قِیْدَ آخِرَۃِ الرَّحْلِ الْحِمَارُ وَالْکَلْبُ الْأَسْوَدُ وَالْمَرْأَۃُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَحْمَرِ مِنَ الْأَصْفَرِ مِنَ الْأَبْیَضِ فَقَالَ یَا ابْنَ أَخِیْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَمَا سَأَلْتَنِیْ فَقَالَ الْکَلْبُ الْأَسْوَدُ شَیْطَانٌ (ابوداؤد)

حضرت ابوذر غفاری ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد کے سامنے جب کجاوہ کی پچھلی لکڑی کی مقدار کے برابر (سترہ) نہ ہو تو اس کی نماز کو گدھے کا اور سیاہ کتے کا اور عورت کا سامنے سے گذرنا توڑ دیتا ہے۔ (حضرت ابوذر ؓ کے شاگرد عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ کہتے ہیں) میں نے (حضرت ابوذر ؓ سے) پوچھا کیا وجہ کہ سیاہ کتے کو سرخ کتے سے اور زرد کتے اور سفید کتے سے امتیاز حاصل ہے (کہ سیاہ کتے کے سامنے سے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے دوسرے رنگ والوں سے نہیں ٹوٹتی) انہوں نے کہا اے بھتیجے جیسے تم نے مجھ سے پوچھا ایسے ہی میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ سیاہ کتا تو (پورا) شیطان ہوتا ہے۔

فائدہ: مذکورہ چیزوں کے نمازی کے سامنے سے گذرنے سے نماز ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ عام طور سے ان چیزوں کے سامنے آنے سے ان کو دیکھ کر ان کی طرف دھیان چلا جاتا ہے اور اس دھیان میں انہماک بھی ہو جاتا ہے جس سے بعض اوقات آدمی بھول جاتا ہے کہ وہ کیا پڑھ رہا تھا اور اس نے کتنی نماز پڑھ لی تھی اور نتیجہ میں نماز توڑ بیٹھتا ہے۔ سیاہ کتے کی وجہ سے وحشت کچھ زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس کی وجہ سے دھیان بٹنے کا اور زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔ چونکہ نماز کا ٹوٹنا شیطان کو مطلوب ہے اور وہ ایسی ہی باتوں کے درپے ہوتا ہے جن سے نماز خراب ہو اور ٹوٹے اس لئے مجازی طور پر سبب کو شیطان کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ سیاہ کتے میں چونکہ سببیت زیادہ قوی ہے اس لئے اس کو مجازاً کہا کہ وہ تو پورا شیطان ہے۔

نماز نہ ٹوٹنے کے باوجود نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے

عَنْ أَبِیْ جُھَیْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ أَنْ یَّقِفَ أَرْبَعِیْنَ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ أَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ أَبُوالنَّضْرِ لَا أَدْرِیْ قَالَ أَرْبَعِیْنَ یَوْمًا أَوْ شَھْرًا أَوْسَنَۃً (بخاری)

حضرت ابوجہیم ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے کہ اس پر کیا وبال پڑے گا تو اس کا چالیس (دن یا مہینے یا سال) تک کھڑے رہنا اس سے بہتر ہے

کہ وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے۔ (اس حدیث کے ایک راوی ابونضر کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ (رسول اللہ ﷺ نے) چالیس دن کہے یا (چالیس) مہینے کہے یا (چالیس) سال کہے۔

قلبی خیالات اور وسوسوں سے نماز نہیں ٹوٹتی

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ........ إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتّٰی إِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ أَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ یَقُوْلُ اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُهٗ حَتّٰی یَظِلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور جب اقامت ہو چکتی ہے تو وہ (واپس) آجاتا ہے یہاں تک آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور کہتا ہے فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر یعنی وہ وہ بات جس کا آدمی کو خیال بھی نہیں ہوتا (اور اس طرح سے آدمی کو خیالات میں مشغول کرتا ہے) یہاں تک کہ آدمی کو یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھ لی ہے۔

دینی خیال نماز کے خشوع کے منافی نہیں لیکن غیر اولی ہے

عَنْ عُمَرَ قَالَ إِنِّیْ لَأَحْسِبُ جِزْیَةَ الْبَحْرَیْنِ وَأَنَا فِی الصَّلَاةِ (ابن ابی شیبه)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں (بعض اوقات غیر ارادی طور پر خیال کے غلبہ کی وجہ سے) نماز پڑھتے ہوئے بحرین کے جزیہ کا حساب لگا لیتا ہوں۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ إِنِّیْ لَأُجَهِّزَنَّ جَیْشِیْ وَأَنَا فِی الصَّلَاةِ (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں (کبھی خیال کے غلبہ کی وجہ سے) نماز پڑھتے ہوئے اپنے لشکر کی تیاری کا سوچ لیتا ہوں۔

نماز میں وضو اگر خود بخود ٹوٹ جائے

وضو کر کے نماز نئے سرے سے پڑھنا افضل ہے

عَنْ عَلِیِّ بْنِ طَلَقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَسَا أَحَدُکُمْ فِی الصَّلَاةِ فَلْیَنْصَرِفْ وَلْیُعِدِ الصَّلَاةَ (ابوداؤد)

حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی نماز میں ہوا خارج ہو جائے تو وہ پھر جائے (یعنی نماز ترک کردے) اور (وضو کر کے) دوبارہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔

وضوکر کے بقیہ نماز کو پورا کرنا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَصَابَهُ قَيئٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْقَلَسٌ أَوْمَذِيٌّ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ. (ابن ماجه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو (نماز پڑھتے ہوئے) قے ہو جائے یا اس کی نکسیر پھوٹ جائے یا معدہ سے کھانا یا پانی منہ تک آ جائے یا (محض خیال آنے سے) مذی خارج ہو جائے تو وہ مڑ جائے اور وضو کرے پھر اپنی نماز کو پورا کرے جب تک کہ وہ (کسی سے) بات نہ کرے۔

باب: 16

نماز باجماعت

فرض نماز کی جماعت کے ساتھ ادائیگی واجب ہے

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقُ مَعِیْ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمُ الْحَطَبِ إِلٰی قَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقُ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ بِالنَّارِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا ہے کہ مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اذان کہے پھر ایک شخص کو حکم دوں تو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ایسے آدمیوں کے ساتھ کہ جن کے پاس جلانے کی لکڑی کے گٹھے ہوں ایسے لوگوں کے پاس جاؤں جو (باجماعت) نماز سے پیچھے رہ گئے اوران پران کے گھر آگ سے جلا دوں۔

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِیْ قَرْیَةٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا تُقَامُ فِیْهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطَانُ فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا یَاکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَةَ. (نسائی)

حضرت ابودرداء ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی بستی اور گاؤں میں تین آدمی (بھی) ہوں اور وہاں نماز (جماعت سے) قائم نہ کی جاتی ہو مگر یہ کہ شیطان ان پر قابو پالیتا ہے لہٰذا تم جماعت (کے ساتھ نماز پڑھنے) کو لازم پکڑو کیونکہ (جماعت سے نماز پڑھنے کے اہتمام سے تم شیطان کی بہت سی چالوں سے محفوظ رہو گے مثلاً تنہا نماز پڑھنے میں آدمی اکثر و بیشتر سستی کر بیٹھتا ہے۔ سوچتا ہے کہ ابھی پڑھتا ہوں ابھی پڑھتا ہوں اور اس میں کبھی تو مستحب وقت نکل جاتا ہے، کبھی اصل وقت ہی جاتا رہتا ہے اور کبھی نماز ہی فوت ہو جاتی ہے۔ پھر نماز میں جو اپنی غلطیاں ہوں ان پر تنبیہ نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں ایک تو وقت کی پابندی رہتی ہے،

www.askfatwa.com

دوسرے اور لوگوں کو عمل کرتا دیکھ کر خود کو تقویت و ہمت ہوتی ہے تیسرے لوگوں کا بھی لحاظ ہوتا ہے کہ سستی کروں گا تو ان کی نظروں میں برا بنوں گا اور چوتھے اپنی غلطیوں پر بھی تنبیہ ہوتی ہے۔ غرض جماعت سے پڑھنے میں شیطان کی بہت سی چالوں سے حفاظت ہوتی ہے ورنہ تنہا نماز پڑھنے والے کو شیطان آسانی سے اپنا شکار بنالیتا ہے اور یہ تو عام مشاہدہ کی چیز ہے کہ) بھیڑیا (ریوڑ سے دور) محض اکیلی بکری کو (آسانی سے شکار کر کے) کھالیتا ہے۔

جماعت کی ادائیگی مسجد میں ہونی چاہئے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَ إِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْه. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اور ہدایت کے طریقوں میں سے ایک نماز کو اس مسجد میں ادا کرنا ہے جس میں (باقاعدہ) اذان کہی جاتی ہو (اور جماعت کا اہتمام کیا جاتا ہو)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰه بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّ اللّٰه شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ وہ کل (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے کہ وہ (کامل) مسلم (اور مکمل تابعدار) ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ ان (پانچ فرض) نمازوں کی (ادائیگی اور) محافظت (مسجدوں میں) کرے جہاں ان کے لئے پکارا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں اور (مسجد میں با جماعت) یہ نمازیں (ادا کرنا بھی) ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اور اگر تم ان نمازوں کو (مسجد میں با جماعت ادا کرنے کے بجائے) اپنے گھروں میں ہی پڑھ لو گے جیسا کہ جماعت سے پیچھے رہنے والا یہ (فلاں) شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو یقیناً تم اپنے نبی کی سنت کے تارک ہو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو ترک کیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ (کیونکہ تمہاری کامیابی کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے تمہارے نبی کا طریقہ)۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ

www.askfatwa.com

بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءً ا (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت کی نماز تم میں سے اکیلے کی نماز سے پچیس گنا فضیلت والی ہے۔

فائدہ: بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ثواب میں مزید اضافہ فرما کر ستائیس گنا کر دیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ صَلَاۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلَاۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَۃً (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت کی نماز اکیلے کی نماز پر ستائیس گنا فضیلت رکھتی ہے۔

صرف دو آدمی ہوں تو جماعت ہو سکتی ہے

عَنْ قُبَاثِ بْنِ أُشَيْمِ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلَاۃُ الرَّجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ أَزْكٰى عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ صَلَاۃِ أَرْبَعَۃٍ تَتْرًا (طبرانی فی الکبیر).

حضرت قباث بن اشیم ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کی (باجماعت) نماز (اس طرح سے) کہ ان میں سے ایک دوسرے کا امام بن جائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پاکیزہ (اور عمدہ) ہے بہ نسبت چار آدمیوں کے اکیلے اکیلے نماز پڑھنے سے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَمْنَعْہُ مِنْ اِتِّبَاعِہٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ؟ قَالَ خَوْفٌ أَوْمَرَضٌ لَمْ يُقْبَلْ مِنْہُ الصَّلَاۃُ الَّتِیْ صَلّٰی (ابوداؤد).

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اذان کی آواز سنی اور اس کے پیچھے (جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں) چلے آنے سے کوئی عذر مانع نہ ہو (پھر بھی مسجد میں نہ آئے) تو اس کی نماز جو اس نے پڑھی (کمال درجے میں) قبول نہیں ہوتی۔ لوگوں نے پوچھا عذر کیا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا (جان و مال پر) خوف یا (ایسا) مرض (جس کی وجہ سے مسجد میں حاضری دشوار) ہو۔

اقتداء کے لئے امام کی نیت شرط نہیں مقتدیوں کی نیت شرط ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ يُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ خَلْفَہٗ وَجَاءَ رَجُلٌ فَقَامَ إِلٰى جَنْبِیْ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ حَتّٰى كُنَّا رَھْطًا فَلَمَّا أَحَسَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنَّا خَلْفَہٗ تَجَوَّزَ فِیْ صَلَاتِہٖ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ مَنْزِلَہٗ فَصَلّٰى صَلَاۃً لَمْ يُصَلِّھَا عِنْدَنَا. فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَ فَطِنْتَ بِنَا اللَّيْلَۃَ قَالَ نَعَمْ فَذٰلِكَ الَّذِیْ حَمَلَنِیْ عَلٰى مَا صَنَعْتُ (مسلم و احمد)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں نوافل پڑھ رہے تھے کہ میں آیا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا (اور آپ کی اقتداء کی نیت کر کے نماز شروع کر دی) ایک اور صاحب آئے اور وہ میرے پہلو میں کھڑے ہوگئے (اور نماز میں شریک ہوگئے، اسی طرح کچھ اور لوگ بھی آگئے) یہاں تک کہ ہماری ایک جماعت ہوگئی۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اندازہ ہوا کہ ہم آپ کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) ہیں تو آپ نے اپنی نماز کو مختصر کیا (اور سلام پھیرا) پھر کھڑے ہوئے اور اپنے گھر کے اندر چلے گئے اور وہاں آپ نے وہ (طول طویل) نماز پڑھی جو ہمارے سامنے نہیں پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا رات آپ کو ہمارا علم ہوگیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور جو میں نے کیا اسی وجہ سے کیا (کہ تم لوگوں نے میری اقتداء شروع کر دی تھی جب کہ میرا ارادہ تنہا پڑھنے کا تھا)۔

کسی عذر کی وجہ سے جماعت کا ترک

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّامِنْ عُذْرٍ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اذان (کی آواز) سنی پھر وہ (مسجد میں) نہ آیا (اور اپنی جگہ پر نماز پڑھ لی) تو اس کی نماز (میں خوبی وکمال) نہیں ہے مگر جبکہ ایسا عذر سے ہو۔

سخت سردی اور بارش

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ؓ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيحٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَامُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ يَقُوْلُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ (بخاری و مسلم)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے (سخت) سردی اور ہوا والی رات میں نماز کے لئے اذان کہی پھر آواز لگائی کہ (آج سخت سردی اور ہوا ہے اور یہ ترک جماعت کے لئے عذر ہے لہٰذا اے لوگو تمہیں رخصت ہے) تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ (اور اگر کوئی اس عذر میں بھی مسجد میں آکر نماز پڑھے تو یہ عزیمت ہے) پھر فرمایا کہ جب سردی اور بارش کی رات ہوتی تھی تو رسول اللہ ﷺ مؤذن کو (اذان کے بعد) یہ آواز لگانے کو فرماتے تھے کہ (اے لوگو) اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو (کہ یہ رخصت ہے)

جب سخت بھوک ہو اور کھانے کا خوب تقاضا ہو

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُ وْا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب (تم میں سے کسی کو سخت بھوک ہو اور اس کے مطالبہ پر) کھانا سامنے رکھ دیا جائے اور ادھر جماعت کھڑی ہو جائے (اور نماز کا وقت بھی باقی ہو) تو تم پہلے کھانا کھا لو اور اس سے فارغ ہونے تک نماز کی جلدی نہ کرو کیونکہ سخت تقاضے کے وقت نماز میں بھی دھیان کھانے کی طرف لگا رہے گا لہٰذا کھانے سے فارغ ہو کر (خوب دھیان لگا کر نماز پڑھو)۔

تنہا عورتوں کی جماعت

تنہا عورتوں کی جماعت اگر کی جائے تو ہو جاتی ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُ أُمَّ وَرَقَةَ فِيْ بَيْتِهَا وَ جَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخًا كَبِيْرًا (ابو داؤد)

عبدالرحمٰن بن خلاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام ورقہ (رضی اللہ عنہا) سے ملنے کے لئے ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے (یہ بڑی عمر کی خاتون تھیں جس کی ایک دلیل ابن السکن کے یہ الفاظ ہیں کہ وَكَانَ لَهَا غُلَامٌ وَجَارِيَةٌ فَدَبَّرَتْهُمَا فَقَامَا إِلَيْهَا فَقَتَلَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ عُمَرُ قَالَ وَاللّٰهِ مَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ خَالَتِيْ أُمِّ وَرَقَةَ الْبَارِحَةَ یعنی ان کا ایک غلام تھا اور ایک لونڈی تھی جن کے بارے میں انہوں نے یہ وصیت کر رکھی تھی کہ ان کے مرنے پر وہ آزاد ہوں گے۔ لیکن ان دونوں نے جلد بازی سے کام لیا اور ایک رات دونوں نے مل کر ایک چادر ان کے چہرے پر ڈال کر ان کا سانس روک دیا اور اس طرح ان کو قتل کر دیا۔ صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج رات ہمیں اپنی خالہ ام ورقہ کے قرآن پڑھنے کی آواز نہیں آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو خالہ کہا جو ان کی بڑی عمر پر دلیل ہے۔ ان کو قرآن یاد تھا۔ ان کی درخواست پر) رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے ایک مؤذن مقرر فرما دیا تھا جو ان کے لئے اذان کہتا تھا اور آپ ﷺ نے ان کو کہا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائیں (تو وہ اپنے گھر والوں کو فرض نماز پڑھاتی تھیں) عبدالرحمٰن بن خلاد کہتے ہیں کہ میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا کہ وہ بہت بوڑھے آدمی تھے۔

فائدہ: حدیث کے یہ الفاظ کہ أَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا یعنی آپ ﷺ نے ان کو اپنے

www.askfatwa.com

گھر والوں کو نماز پڑھانے کو کہا ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ پاس پڑوس کی عورتیں ان کے گھر جا کر ان کے پیچھے نماز نہ پڑھتی تھیں۔ اور مؤذن بھی چونکہ ان کے گھر کے آدمی نہ تھے اس لئے وہ بھی ان کے پیچھے نماز نہ پڑھتے تھے۔ رہا ان کا غلام تو حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ غلام ان کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور اگر پڑھتا تھا تو صف بندی کی کیا صورت تھی۔ غلام میں دو حیثیتیں ہیں ایک مرد ہونے کی اور دوسری غلام ہونے کی۔ مرد ہونے کی حیثیت سے ضروری ہے کہ وہ بھی ان کے پیچھے نماز نہ پڑھتا ہو کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ کا فرمان ہے۔ أَخِّرُوْهُنَّ اللّٰهُ (عبدالرزاق) یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پیچھے کیا ہے تم بھی ان کو پیچھے رکھو لہٰذا حضرت ام ورقہؓ کے پیچھے صرف لونڈی اور گھر میں موجود اور عورتیں نماز پڑھتی ہوں گی۔

تنہا عورتوں کی جماعت ہو جاتی ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاخَيْرَ فِیْ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ إِلَّا فِی الْمَسْجِدِ أَوْ فِیْ جَنَازَةِ قَتِيْلٍ (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی جماعت میں خیر نہیں ہے مگر جبکہ مسجد میں (مردوں کے پیچھے) ہوں یا مقتول (ومیت) کی نماز جنازہ ہو۔

اس حدیث میں اتنی بات تو مسلم ہے کہ مسجد میں مردوں کے پیچھے عورتوں کی نماز میں خیر ہے۔ پھر کونسی صورت میں خیر نہیں ہے اس میں دو احتمال ہیں۔

1- مسجد میں جانے کے لئے گھر سے نکلنا ہوتا ہے۔ مسجد میں جا کر مردوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو خیر سے خالی نہیں۔ لیکن گھر سے نکل کر کسی اور گھر میں جا کر یا کسی دوسری جگہ جا کر عورتیں جماعت سے نماز پڑھیں خواہ مردوں کے پیچھے یا عورتوں کے پیچھے اس میں خیر نہیں۔

2- جماعت النساء سے مراد تنہا عورتوں کی جماعت ہے کہ وہ کہیں بھی ہو اس میں خیر نہیں ہے اور إِلَّا فِی الْمَسْجِدِ استثناء منفصل ہے کیونکہ مسجد میں جو جماعت ہوتی ہے وہ تنہا عورتوں کی نہیں ہوتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حدیث سے پہلا احتمال سمجھا کہ اپنے گھر کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے گھر میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا خیر سے خالی ہے اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کی بناء پر یہ خیال کیا کہ اگر اپنے گھر میں موجود عورتیں تنہا جماعت سے پڑھ لیں تو جائز ہے اس لئے ان کا طرز عمل یہ ملتا ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها أَنَّهَا كَانَتْ تَؤُمُّ النِّسَاءَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَتَقُوْمُ وَسْطًا (كتاب الآثار لمحمد)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان کے مہینے میں (گھر کی) عورتوں کو نماز پڑھاتی تھیں اور صف کے درمیان میں کھڑی ہوتی تھیں۔ (مرد امام کی طرح صف سے آگے ہو کر کھڑی نہ ہوتی تھیں)۔

عَنْ حُجَيْرَةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ قَالَتْ أَمَّتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ بَيْنَنَا (عبدالرزاق)

حجیرہ بنت حصین کہتی ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور (ہم نے جو صف بنائی اسی میں) وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

ان کے برعکس حضرت علی ﷛ نے دوسرا مطلب سمجھا اور مطلقاً منع فرمایا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ لَا تَؤُمُّ الْمَرْأَةُ (مدونہ لمالک)

حضرت علی ﷛ نے فرمایا کہ عورت امامت نہ کرے (کیونکہ نہ عورت کی امامت ہوگی نہ ہی تنہا عورتوں کی جماعت ہوگی)۔

فائدہ: مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر حضرت علی ﷛ کے لئے ہوئے مطلب کو ترجیح حاصل ہے۔

1- حضرت علی ﷛ خلیفہ راشد ہیں اور ان کی اتباع کا حکم ہے۔

2- ان کے علم وفہم اور تفقہ کو ترجیح حاصل ہے۔

3- اجازت وممانعت میں تردد ہو جائے تو احتیاط کی وجہ سے ممانعت کو ترجیح ہوتی ہے۔

4- خیر القرون میں تنہا عورتوں کی جماعت کا شیوع اور رواج نہ تھا۔

5- نبی ﷺ سے صرف حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھانے کا کہنا منقول ہے کسی اور کو نہیں یہاں تک کہ نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور نہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ام ورقہ کو ان کی کسی خصوصیت کی وجہ سے ایسا حکم دیا گیا۔

عورتوں کی مسجد میں حاضری سے حوصلہ شکنی

عَنْ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِيْ وَصَلَاتُكِ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ دَارِكِ وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِيْ قَالَ فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِيْ أَقْصٰى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهٖ وَكَانَتْ تُصَلِّيْ فِيْهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ (احمد)

حضرت ابوحمید ساعدی ﷛ کی اہلیہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور

کہا کہ یارسول اللہ مجھے آپ کے ساتھ (یعنی آپ کے پیچھے مسجد نبوی میں) نماز پڑھنا محبوب ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تمہیں میرے ساتھ نماز پڑھنا محبوب ہے لیکن (عورتوں کے اعتبار سے ضابطہ یہ ہے کہ) تمہارے کمرے (بلکہ کوٹھری) میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہاری اس نماز سے جو تمہارے حجرہ (یعنی اس صحن) میں ہو (جس کے گرد چار دیواری ہو) اور تمہارے حجرہ میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہارے کھلے صحن میں تمہاری نماز سے اور تمہارے کھلے صحن میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہارے محلّہ کی مسجد میں تمہاری نماز سے اور تمہارے محلّہ کی مسجد میں تمہاری نماز بہتر ہے (یہاں آکر) میری مسجد میں تمہاری نماز سے۔اس پر ام حمید رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو ان کے لئے گھر کے سب سے اندر اور سب سے تاریک حصہ میں نماز کی جگہ بنائی گئی اور وہ اپنی وفات تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔

عورتوں کو مسجد میں حاضری سے ممانعت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رأی مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ بَعْدَهُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ وہ کچھ (بے احتیاطیاں اور بے پردگیاں اور فتنے) دیکھ لیتے جو آپ کے بعد عورتوں نے ایجاد کرلی ہیں تو ان کو مسجد (میں حاضری) سے منع فرما دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو (مسجد میں حاضری) سے منع کر دیا گیا تھا۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دور کے حالات کے اعتبار سے مذکورہ بات کہی کیونکہ ان کے ہاں ایمان وعمل کا معیار اونچا تھا۔اب جبکہ بگاڑ اور بہت بڑھ گیا ہے تو اس حکم کی تاکید بھی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔

امامت کا حقدار

امامت کے لئے ایک تو بنیادی اہلیت ضروری ہے یعنی آدمی عاقل و بالغ ہو بقدرِ ضرورت صحیح قراءت کرسکتا ہو اور نماز کے عام ضرورت کے مسائل سے باخبر ہو۔اگر چند لوگ ہوں جن میں یہ بنیادی اہلیت پائی جاتی ہو اور ان میں سے کسی ایک کو امام بنانا ہو تو یہ ترتیب پیش نظر رکھی جائے۔

1- جو فقیہ ہو یعنی قرآن وسنت کا خوب ماہر ہو

i- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ يَؤُمُّهُمْ أَفْقَهُهُمْ فَإِنْ كَانُوْا فِي الْفِقْهِ سَوَاءً فَأَقْرَؤُهُمْ فَإِنْ كَانُوْا فِي الْفِقْهِ وَالْقِرَائَةِ سَوَاءً فَأَسَنُّهُمْ (كتاب الام للشافعي)

حضرت عطاء رحمہ اللہ (جو کہ کبار تابعین میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ صحابہ کے مابین یہ کہا جاتا تھا

کہ لوگوں کو امامت ان کا فقیہ ترین شخص کرائے (جو قرآن وسنت کا خوب ماہر ہو اور مسنون قراءت یعنی مفصلات یاد ہوں اگرچہ پورے قرآن کا حافظ نہ ہو)۔ اگر وہ فقہ میں یکساں درجے کے ہوں (یا ان میں کوئی بھی فقیہ نہ ہو) تو ان میں جو زیادہ قاری ہو (یعنی جس کو زیادہ قرآن یاد ہو اور صحیح بھی پڑھتا ہو) وہ امامت کرائے اور اگر فقہ اور قراءت میں بھی سب یکساں ہوں تو ان میں سب سے زیادہ عمر والا امام بنے۔

ii- عَنْ أَبِیْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَؤُمُّ الْقَوْمَ ...... أَفْقَھُھُمْ فِی الدِّیْنِ فَإِنْ کَانُوْا فِی الدِّیْنِ سَوَاءً فَأَقْرَأُھُمْ لِلْقُرْآنِ (حاکم)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کی امامت دین میں ان کا فقیہ ترین کرے اور اگر دین (کی فقہ) میں وہ برابر ہوں تو پھر جو ان میں زیادہ قاری ہو وہ امامت کرے۔

iii- رسول اللہ ﷺ نے اپنی تندرستی میں بھی اور مرض وفات میں بھی اپنی عدم موجودگی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کو کہا جن کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں **کَانَ أَبُوْبَکْرٍ أَعْلَمَنَا** کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ عالم تھے۔ **(فتح الملھم)**

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کَانَ قِتَالٌ بَیْنَ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ ﷺ فَصَلَّی الظُّھْرَ ثُمَّ أَتَاھُمْ لِیُصْلِحَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ قَالَ لِبِلَالٍ یَا بِلَالُ إِذَا حَضَرَ الْعَصْرُ وَلَمْ آتِ فَمُرْ أَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ (احمد و ابوداؤد)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے مابین لڑائی جھگڑا پڑ گیا۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر آپ ان کی طرف ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے گئے اور (جاتے ہوئے) بلال رضی اللہ عنہ سے کہہ گئے کہ اے بلال جب عصر کا وقت ہو اور میں نہ آؤں تو ابوبکر کو کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

عَنْ عَائِشَۃَ أَنَّھَا قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فِیْ مَرَضِہٖ مُرُوْا أَبَابَکْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

2- عالم نہ ہو تو جو زیادہ قاری ہو

قاری سے یہاں مراد وہ شخص ہے جس کو قرآن زیادہ یاد ہو اگرچہ قرآن کے مضامین اور حدیث و سنت کے مسائل کا زیادہ علم نہ ہو۔ وجہ یہ ہے کہ قراءتِ قرآن نماز کا اہم جزو ہے۔ اوپر کی حدیثیں اس

www.askfatwa.com

مسئلہ کی بھی دلیل ہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحَاضِرٍ يَمُرُّبِنَا النَّاسُ إِذَا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَكَانُوا إِذَا رَجَعُوا مَرُّوا بِنَا فَأَخْبَرُونَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَذَا وَكَذَا وَكُنْتُ غُلَامًا حَافِظًا فَحَفِظْتُ مِنْ ذٰلِكَ قُرْآنًا كَثِيرًا فَانْطَلَقَ أَبِي وَافِدًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَعَلَّمَهُمُ الصَّلَاةَ وَقَالَ يَؤُمُّكُمْ أَقْرَؤُكُمْ فَكُنْتُ أَقْرَأَهُمْ لِمَا كُنْتُ أَحْفَظُ فَقَدَّمُونِي فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ (ابو داؤد)

حضرت عمرو بن سلمہ ﷛ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پانی کے پاس رہتے تھے (اور حالت کفر میں تھے) اور ہمارا علاقہ مسافروں کی گذرگاہ بھی تھی (دیگر علاقوں کے) لوگ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاتے تو ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور جب واپس لوٹتے تب بھی ہمارے پاس سے ہوکر گزرتے۔ (اور پانی کی وجہ سے ہمارے علاقہ میں کچھ ٹھہرتے بھی تھے۔اس کی وجہ سے ان سے گفتگو کا موقع ملتا) تو وہ ہمیں بتاتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ یہ بات فرمائی (اور یہ یہ آیات سنائیں) میں چونکہ (چھ سات سال کی) چھوٹی عمر کا تھا اور اچھے حافظہ والا تھا لہٰذا اس طرح سے میں نے بہت سا قرآن یاد کرلیا۔ (ایک دفعہ) میرے والد اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو نماز سکھائی اور فرمایا تم میں جو زیادہ قاری ہو (یعنی جس کو زیادہ قرآن یاد ہو) وہ تمہاری امامت کرائے۔ میں نے چونکہ (گزرنے والے قافلوں سے سن سن کر) یاد کرلیا تھا اس لئے اپنی قوم میں مجھے ہی سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔ تو لوگوں نے مجھے ہی (نماز پڑھانے کے لئے) آگے کردیا اور میں ان کی امامت کراتا تھا۔

فائدہ: چونکہ یہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان میں مذکورہ بالا معنی میں کوئی فقیہ نہ تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے یہاں ان سے بات ہی زیادہ قرآن جاننے سے شروع کی۔ اسی طرح کا سا انداز مندرجہ ذیل حدیث میں بھی ہے کہ

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ لِصَاحِبٍ لَّهُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ وَكُنَّا يَوْمَئِذٍ مُتَقَارِبَيْنِ فِي الْعِلْمِ. (ابو داؤد)

حضرت مالک بن جویرث ﷛ سے روایت ہے کہ (وہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیس دن مدینہ منورہ میں قیام کیا جب واپس جانے لگے تو) رسول اللہ ﷺ نے ان سے یا ان کے ساتھی سے فرمایا جب نماز کا وقت ہو تو اذان کہنا پھر اقامت کہنا پھر (چونکہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ یہ دونوں قرآن دانی اور دین کے علم میں یکساں ہیں اس لئے آپ نے نہ تو فقہ وعلم کا ذکر کیا اور نہ قراءت کا ذکر کیا بلکہ یوں فرمایا) تم میں جو (عمر میں) بڑا ہے وہ تمہارا امام بنے۔

ایک روایت میں ہے حضرت مالک بن حویرث ﷛ کہتے ہیں کہ اس وقت ہم دونوں علم میں ایک جیسے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے اوپر حضرت عمرو بن سلمہ ﷛ کی حدیث میں چھ سات سال کے بچے کو امام بنانا مذکور ہے۔ یہ لوگ چونکہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اس لئے ان کو یہ علم نہ تھا کہ بچہ امامت کا اہل نہیں۔ نابالغ بچے کی امامت کے اہل نہ ہونے کی دلیل آگے آ رہی ہے۔

3- جو عالم ہو قاری نہ ہو

عَنْ أَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ كَانُوْا فِی الْقِرَائَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ...... (مسلم)

حضرت ابو مسعود ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اگر کسی قوم میں فقیہ یعنی قرآن وسنت کا ماہر ہو تو وہ اس قوم کی امامت کرائے۔ اگر ایسا شخص نہ ہو تو) قوم کی امامت ان کا وہ شخص کرے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو (یعنی جس کو قرآن زیادہ یاد ہو) اور اگر قراءت میں سب برابر ہوں (یا ان میں سے کسی کو بھی مقدار مسنون سے زیادہ یاد نہ ہو) تو پھر وہ شخص (امامت کرائے) جو ان میں (قرآن کے مضامین کا تو زیادہ عالم نہ ہو البتہ) سنت (یعنی مسائل) کا زیادہ عالم ہو۔

4- جو اسلامی زندگی میں بڑا ہو

اوپر ذکر کردہ مسلم کی حدیث کے الفاظ آگے یوں ہیں

فَإِنْ كَانُوْا فِی السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوْا فِی الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا .

اور اگر وہ سنت (کے مسائل جاننے) میں یکساں ہوں (یا ان میں سنت کا جاننے والا کوئی نہ ہو) تو جو (مدینہ منورہ کی طرف) ہجرت میں مقدم و سابق ہو (وہ امامت کرائے) اور اگر وہ ہجرت میں بھی یکساں ہوں (یا ان میں سے کسی نے بھی ہجرت نہ کی ہو) تو جو (اسلامی زندگی کی) عمر میں بڑا ہو (یعنی پہلے اسلام لایا ہو) وہ امامت کرے۔

نابالغ فرض نماز کی امامت نہیں کرا سکتا

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يَؤُمَّ الْغُلَامُ حَتّٰى يَحْتَلِمَ (مدونہ لمالک)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جائز نہیں سمجھتے تھے کہ بالغ ہونے سے پہلے لڑکا (فرض نمازوں میں) امامت کرے۔

پندرہ سال عمر ہو لیکن نابالغ ہو تو تراویح پڑھا سکتا ہے

عَنْ إِبْرَاهِيمَ لَابَأْسَ أَنْ يَّؤُمَّ الْغُلَامُ لَمْ يَحْتَلِمْ فِيْ رَمْضَانَ (عمدة القاری)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ لڑکا جو (پندرہ سال کی عمر کو پہنچ گیا ہو لیکن) ابھی بالغ نہ ہوا ہو وہ اگر رمضان (کی تراویح) میں امامت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

فاسق کو معزول کرنے پر اختیار نہ ہو اور دوسری جگہ جماعت نہ ملتی ہو تو فاسق کے پیچھے نماز ترک نہ کرے

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيّ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَاتَرٰى وَيُصَلِّيْ لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَحْسَنُ مَايَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإِذَا أَسَاؤُا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ (بخاری)

عبید اللہ بن عدی (تیسرے خلیفہ راشد) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جبکہ وہ (اپنے گھر میں باغیوں کی وجہ سے) محصور تھے گئے اور کہا کہ آپ تو تمام مسلمانوں کے امام ہیں لیکن آپ کو جو حالت پیش آئی ہے وہ آپ دیکھتے ہی ہیں (کہ آپ آکر ہمیں نماز بھی نہیں پڑھا سکتے) اور باغیوں کا امام (کنانہ بن بشر مسجد نبوی) میں ہمیں نماز پڑھاتا ہے اور (اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے) ہم گناہ خیال کرتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز تو سب سے بہتر عمل ہے جو لوگ کرتے ہیں۔ تو جب لوگ (نماز کا) بہتر عمل کریں تو تم بھی ان کے ساتھ بہتر عمل کرو (یعنی نماز پڑھو) اور جب وہ کوئی برا عمل کریں تو تم ان کی برائی (میں مت شریک ہو بلکہ اس) سے اجتناب کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ خَلْفَ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف (جو کہ انتہائی ظالم اور سفاک گورنر تھا اس) کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

فاسق کے پیچھے پڑھی گئی نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رضی اللہ عنہما كَانَا يُصَلِّيَانِ خَلْفَ مَرْوَانَ فَقَالَ مَاكَانَ يُصَلِّيَانِ إِذَا رَجَعَا إِلٰى مَنَازِلِهِمَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَاكَانَ يَزِيْدَانِ عَلٰى صَلَاةِ الْأَئِمَّةِ (مسند الامام الشافعی)

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ اپنے والد حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ مروان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ حضرت جعفر صادق نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا وہ جب اپنے گھروں کو لوٹتے تھے تو (دوبارہ) نماز نہ پڑھتے تھے۔ ان کے والد محمد باقر رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ نہیں۔ واللہ وہ (اپنے) حکمرانوں کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو (دوبارہ) نہ پڑھتے تھے۔

www.askfatwa.com

محلّہ کی مسجد یا جامع مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجبرِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ مَسْجِدَ الْجُمُعَۃِ وَقَدْ فَرَغُوْا مِنَ الصَّلَاۃِ فَقَالُوْا اَلَا تُجَمِّعُ الصَّلَاۃَ فَقَالَ سَالِمٌ لَا تُجَمَّعُ صَلَاۃٌ وَاحِدَۃٌ فِیْ مَسْجِدٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ (المدونۃ لمالک)

حضرت عبدالرحمٰن بن مجبر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور مشہور تابعی) حضرت سالم رحمہ اللہ کے ساتھ جامع مسجد میں داخل ہوا تو لوگ (اس وقت کی فرض) نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ لوگوں نے کہا کیا آپ نماز کے لئے (دوسری) جماعت نہ کریں گے۔ سالم رحمہ اللہ نے فرمایا ایک مسجد میں ایک ہی نماز کی دو مرتبہ جماعت نہیں کی جاتی۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِ الْمَدِیْنَۃِ یُرِیْدُ الصَّلَاۃَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا فَمَالَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ فَجَمَعَ اَھْلَہٗ فَصَلّٰی بِھِمْ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اطراف سے (جہاں آپ کسی کام سے تشریف لے گئے تھے) نماز کے لئے واپس آئے (لیکن چونکہ نماز کا وقت ہوئے دیر ہو چکی تھی) تو آپ نے دیکھا کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ (گھر میں با جماعت) نماز پڑھی (مسجد میں جماعت نہیں کی حالانکہ آپ کا گھر مسجد کے ساتھ متصل تھا اور اس زمانہ میں عورتیں بھی مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوتی تھیں)

فرض نماز تنہا پڑھ لی ہو پھر جماعت مل جائے تو کیا کرے

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَھُوَ فِی الصَّلَاۃِ فَجَلَسْتُ وَلَمْ اَدْخُلْ مَعَھُمْ فِی الصَّلَاۃِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَآنِیْ جَالِسًا فَقَالَ اَلَمْ تُسْلِمْ یَا یَزِیْدُ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَسْلَمْتُ قَالَ وَمَا مَنَعَکَ اَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِیْ صَلَاتِھِمْ قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ قَدْ صَلَّیْتُ فِیْ مَنْزِلِیْ اَحْسِبُ اَنْ قَدْ صَلَّیْتُمْ فَقَالَ اِذَا جِئْتَ الصَّلَاۃَ فَوَجَدْتَ النَّاسَ یُصَلُّوْنَ فَصَلِّ مَعَھُمْ وَاِنْ کُنْتَ قَدْ صَلَّیْتَ تَکُنْ لَکَ نَافِلَۃً وَھٰذِہٖ مَکْتُوْبَۃٌ (ابو داؤد)

حضرت یزید بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نماز پڑھا رہے تھے۔ میں (انتظار میں) بیٹھ گیا اور لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز سے فارغ ہو کر) پھرے اور آپ نے مجھے (علیحدہ) بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا اے یزید کیا تم مسلمان نہیں ہو چکے۔ میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا (پھر) لوگوں کے

ساتھ نماز پڑھنے سے تم کو کس بات نے روکا۔ میں نے جواب دیا کہ کہ میں نے اپنے گھر میں (یہ فرض) نماز پڑھ لی تھی کیونکہ میرا خیال تھا کہ آپ لوگ نماز پڑھ چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا جب تم نماز کی جگہ (یعنی مسجد میں آؤ اور لوگوں کو (جماعت سے) نماز پڑھتا پاؤ تو تم بھی ان کے ساتھ (شریک ہوکر) نماز پڑھو اگرچہ تم نماز پڑھ ہی چکے ہو۔ جو تم جماعت کے ساتھ پڑھو گے یہ تمہارے لئے نفل ہوگی اور وہ جو تم پڑھ چکے ہو وہ فرض ہوگی۔

فائدہ: ایسا صرف ظہر اور عشاء میں کیا جا سکتا ہے۔ مغرب اور فجر کی نماز کا استثناء خود حدیث میں ملتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ نفل کی تین رکعتیں نہیں ہوتیں اور فجر کے فرضوں کے بعد نفل نماز پڑھنے سے ممانعت ہے اسی طرح چونکہ عصر کے فرضوں کے بعد بھی نفل نماز پڑھنے سے ممانعت آئی ہے لہٰذا عصر کی نماز تنہا پڑھ لی ہو تو نفل کی نیت سے جماعت کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ أَوِ الصُّبْحَ ثُمَّ أَدْرَكَهُمَا مَعَ الْإِمَامِ فَلَا يَعُدْ لَهُمَا (مالک)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جس شخص نے مغرب یا فجر کی نماز تنہا پڑھ لی پھر ان کو امام کے ساتھ پایا (کہ وہ یہ نمازیں پڑھا رہا ہے) تو ان کی طرف نہ لوٹے (یعنی امام کے ساتھ شریک نہ ہو)۔

www.askfatwa.com

باب: 17

صف بندی

وقت ہونے پر امام مسجد میں داخل ہوتو مؤذن اقامت شروع کرسکتا ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ بِلَالاً كَانَ لَا يُقِيْمُ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ حِيْنَ يَرَاهُ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ جب تک رسول اللہ ﷺ (اپنے گھر سے جس کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا مسجد میں) نہ نکل آتے حضرت بلال ؓ اقامت نہیں کہتے تھے۔ جب آپ نکل آتے اور حضرت بلال ؓ آپ کو دیکھتے تب اقامت شروع کرتے۔

اقامت شروع ہونے پر مقتدی کھڑے ہوجائیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَاخُذُ النَّاسُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْمَ النَّبِيُّ ﷺ مَقَامَهُ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نماز کے لئے اقامت رسول اللہ ﷺ کے (مسجد میں) قدم رکھنے پر شروع کی جاتی تھی اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے اپنی جگہ پہنچنے سے پہلے صفیں بنا لیتے تھے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا سَاعَةَ يَّقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ يَقُوْمُوْنَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَاتِي النَّبِيُّ ﷺ مَقَامَهُ حَتّٰى تَعْتَدِلَ الصُّفُوْفُ (عبدالرزاق)

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جس وقت مؤذن (رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر سے نکلتا دیکھ کر اقامت شروع کرتا اور اقامت کا پہلا کلمہ) اللہ اکبر کہتا تھا تو صحابہ اسی وقت نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے (اور صفیں بنانے لگتے تھے) اور رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ پہنچتے بھی نہ تھے کہ صفیں درست ہو جاتی تھیں۔

کسی وجہ سے دیر ہو جائے تو مقتدی قد قامت الصلوٰۃ کہنے تک کھڑا ہو جائے

عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْمُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ (ابن المنذر)

حضرت انس ﷺ کے بارے میں روایت ہے کہ (کبھی کسی وجہ سے انہیں اٹھنے میں دیر ہو جاتی تھی تو) موذن جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہتا تو کھڑے ہو جاتے تھے (اس سے زیادہ تاخیر نہ کرتے تھے)

اگر امام مسجد سے باہر ہو اور موذن اقامت شروع کر دے تو مقتدی امام کے داخل ہونے تک بیٹھے رہیں

عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ قَدْ خَرَجْتُ (مسلم)

حضرت ابو قتادہ ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب (غلط فہمی سے یہ سمجھ کر میں نکل ہی رہا ہوں حالانکہ میں ابھی نہیں نکلا) اقامت کہی جانے لگے (تو تمہارے قیام کا دارومدار میرے مسجد کے اندر ہونے پر ہے اقامت پر نہیں لہٰذا) تم کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ تم مجھے دیکھ لو کہ میں (اپنے گھر سے مسجد میں) نکل آیا ہوں۔

صفوں کو سیدھا کرنے کا اہتمام

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَأَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يُّكَبِّرَ فَرَأٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ (مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (خود بھی اور کسی کو کہہ کر بھی) ہماری صفیں (اس حد تک) سیدھی کرتے تھے کہ گویا ان کے ذریعہ سے تیر کی لکڑیوں کو سیدھا کیا جاتا ہے۔ (اور تیر اسی وقت کارآمد ہوتا ہے جب اس کی لکڑی بالکل سیدھی ہو اس میں ذرا سا بھی ٹیڑھ نہ ہو۔ اور آپ ہماری صفیں سیدھی کراتے رہے) یہاں تک کہ آپ کو خیال ہوا کہ اب ہم نے آپ سے صفیں سیدھی کرنے کی بات کو خوب (اچھی طرح) سمجھ لیا ہے (اور ہم خود صفیں درست کرنے کا اہتمام کرلیں گے تب آپ نے اپنا اہتمام چھوڑا) پھر ایک دن آپ (نماز کے لئے) نکلے اور اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے، تکبیر کہنے ہی لگے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندو تم اپنی صفوں کو خوب سیدھا کیا کرو ورنہ (پاداش میں) اللہ تعالیٰ تمہارے (دلوں کے) درمیان مخالفت پیدا کر دیں گے (اور اس طرح تم آپس کے اتفاق سے محروم ہو جاؤ گے)

عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ اِسْتَوُوْا (مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاری ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (جب) نماز (جماعت سے کرانے) کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنا ہاتھ ہمارے کندھوں پر رکھتے (تا کہ ہم آگے پیچھے نہ ہوں) اور فرماتے (صفوں میں) سیدھے ہو جاؤ۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَعَنْ يَسَارِهٖ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ (ابو داؤد)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (جب جماعت سے نماز پڑھاتے تو تکبیر کہنے سے پہلے) اپنی دائیں طرف (کو رخ کر کے) فرماتے تھے (اے لوگو) سیدھے ہو جاؤ (اور) اپنی صفوں کو سیدھا کر لو اور اپنی بائیں طرف (بھی) فرماتے تھے (کہ اے لوگو) سیدھے ہو جاؤ اور اپنی صفیں سیدھی کر لو۔

صف میں مل مل کر کھڑے ہونا چاہئے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْأَعْنَاقِ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذْفُ (ابو دائود)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو جوڑ کر رکھو اور مل کر کھڑے ہو اور صفیں (بھی) قریب قریب بناؤ (کہ بیچ میں اور صف بننے کی گنجائش نہ ہو) اور (ہو سکے تو ایک سطح پر کھڑے ہو تا کہ) گردنوں کو مقابل رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ صف کے درمیان خلل (یعنی خالی جگہوں) سے داخل ہوتا ہے گویا کہ وہ چھوٹے قد والی سیاہ بکری کا بچہ ہے (جو چھوٹے چھوٹے خلل میں سے پار ہو جاتا ہے۔ مسلمان مل کر اجتماعی طور سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کھڑے ہوں اور اپنی لا پرواہی سے اس مجلس میں شیطان کو راہ پانے کا موقع دیں غیر مناسب حرکت ہے خاص کر جبکہ شیطان نے لوگوں کی نماز خراب کرنے کی کوشش ہی کرنی ہے۔)

مل کر کھڑے ہونے میں کندھوں کو ملائیں اور گھٹنوں اور ٹخنوں کو ایک سیدھ میں رکھیں

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثَلَاثًا قَالَ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَرُكْبَتَهٗ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهٖ وَكَعْبَهٗ بِكَعْبِهٖ (ابو داؤد)

حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کر کے تین

مرتبہ فرمایا اپنی صفوں کو سیدھا کرلو۔ حضرت نعمان ﷛ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ہر شخص اپنا کندھا اپنے ساتھ والے کے کندھے کے ساتھ اور اپنا گھٹنا اس کے گھٹنے کے ساتھ اور اپنا ٹخنہ اس کے ٹخنے کے ساتھ ملائے ہوئے ہے۔

فائدہ: مل کر کھڑے ہونے میں یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص اپنے گھٹنے اور ٹخنے دونوں ہی ساتھ والے شخص کے گھٹنے اور ٹخنے کے ساتھ ملا سکے۔ ٹخنے ملائیں تو گھٹنوں کے درمیان فاصلہ رہ جاتا ہے۔ لیکن گھٹنوں کے درمیان خلل اور فاصلہ کو کالعدم سمجھا گیا اور شیطان چونکہ اس خلل میں سے داخل نہیں ہو سکتا اس لئے حدیث میں سیدھ میں رکھنے کو ملانے سے تعبیر کیا گیا۔ اسی طرح ٹخنوں کو ملانا بھی درحقیقت سیدھ میں رکھنے سے تعبیر ہے اور ٹخنوں کے درمیان خلل اور فاصلہ کو بھی کالعدم سمجھا گیا ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ جب آدمی کسی بڑی ذات کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو دونوں پاؤں کے درمیان معتدل فاصلہ رکھتا ہے جو کہ چند انگلیوں کی چوڑائی کا ہوتا ہے اور اس کو ادب سمجھا جاتا ہے جبکہ پاؤں پھیلا کر کھڑے ہونے کو ادب کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ اب آدمی جب تنہا نماز پڑھے تو ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ پاؤں کے درمیان چند انگلیوں کا فاصلہ رکھے لیکن جب باجماعت نماز پڑھے تو ادب کی اس ہیئت کو ترک کر کے بے ادبی کی ہیئت کو اختیار کرے یہ نامناسب بات ہے حالانکہ نماز کی تو ساری ہیئت ادب کی ہے۔ لہٰذا حدیث میں گھٹنے اور ٹخنے ملانے سے مراد ان کو ایک سیدھ میں رکھنا ہے البتہ کندھوں کو واقعتاً ملانا ہے۔

پہلے اگلی صفوں کو پورا کرنا چاہئے

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِیْ یَلِیْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْیَكُنْ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ (ابو داؤد)

حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (پہلے) اگلی صف کو مکمل کرو، پھر اس کے بعد والی کو (مکمل کرو اور پھر اس کے بعد والی کو) اور جو کوئی کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہونی چاہئے۔

امام کو صف کے وسط کے مقابل کھڑے ہونا چاہئے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَسَّطُوا الْإِمَامَ. (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اپنے) امام کو بیچ میں رکھو (اور اس کے پیچھے دائیں بائیں برابر کی مسافت میں کھڑے ہو)

صف بندی میں سب سے آگے مرد ہوں پھر لڑکے پھر عورتیں ہوں

عَنْ أَبِیْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِیِّ قَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَقَامَ الصَّلَاةَ

www.askfatwa.com

وَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغِلْمَانَ ثُمَّ صَلّٰی بِهِمْ (ابوداؤد)

حضرت ابو مالک اشعری ﷺ نے (ایک دفعہ) فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی تفصیل نہ بیان کروں۔ (لوگوں نے کہا ضرور بیان کیجئے تو) انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لئے اقامت کہنے کا حکم دیا اور مردوں کی صف بنائی اور مردوں کے پیچھے لڑکوں کی صف بنائی پھر ان سب کو نماز پڑھائی۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا (مسلم)

حضرت انس ﷺ کہتے ہیں (کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو نماز پڑھائی جس میں) میں نے اور ہمارے گھر میں موجود ایک یتیم (یعنی ضمیرہ بن سعد) نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی (یعنی ہم دونوں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے) اور (میری والدہ) ام سلیم ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔

صرف ایک مقتدی ہو تو وہ امام کے ساتھ اس کے دائیں جانب کھڑا ہو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ فَجِئْتُ حَتّٰى قُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَدَارَنِيْ حَتّٰى أَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰى أَقَامَنَا خَلْفَهٗ (مسلم)

حضرت جابر ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی آ گیا اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر مجھے اپنے داہنے ہاتھ پر کھڑا کر دیا پھر (اتنی دیر میں) جبار بن صخر (بھی) آ گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بائیں ہاتھ پر کھڑے ہوئے تو آپ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے اور ہمیں پیچھے کیا یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔

جماعت میں عورت اگر مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے اور مرد اس کو پیچھے جانے کا نہ کہے تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ (عبدالرزاق)

ابو معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کو جہاں اللہ نے پیچھے رکھا ہے وہیں تم ان کو پیچھے رکھو (یعنی نماز میں عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا کرو)۔

فائدہ: مردوں اور عورتوں کے درمیان ترتیب واجب ہے اور ضروری ہے کہ عورتیں مردوں سے پیچھے کھڑی ہوں اور اس کے لئے مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں کو پیچھے کریں۔ اگر کوئی مرد ایسا نہ کرے یعنی نہ تو نماز شروع کرنے سے پہلے عورت کو پیچھے جانے کا کہے اور اگر وہ نماز شروع کرنے کے

بعد ساتھ آ کر کھڑی ہوئی تو نہ ہی اس کو پیچھے ہونے کا اشارہ کرے تو مرد واجب کے ترک کا مرتکب ہوتا ہے اور جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اس کا اثر یہ فرماتے ہیں

إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ إِلٰى جَانِبِ الرَّجُلِ وَكَانَا فِيْ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ فَسَدَتْ صَلَاتُه (كتاب الآثار لمحمد)

یعنی جب عورت مرد کی جانب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور دونوں کی نماز ایک ہی ہو تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے) اور چونکہ یہ اثر ایسا نہیں ہے کہ جو محض عقل و قیاس سے معلوم ہو سکے اس لئے محدثین کے ضابطہ کے مطابق یہ بات متعین ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ سے ان کی حدیث کا یہی مطلب نقل ہوا۔

اگر مرد وعورت کے درمیان کوئی پردہ وغیرہ حائل ہو تو جائز ہے

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ رُبَمَا كُنْتُ أَنَا وَالْمَرْأَةُ فِيْ بِنَاءٍ ضِيْقٍ فَتَحْضُرُ الصَّلَاةُ فَإِنْ صَلَّيْتُ أَنَا وَهِيَ كَانَتْ بِحِذَائِيْ . فَإِنْ صَلَّتْ خَلْفِيْ خَرَجَتْ مِنَ الْبِنَاءِ قَالَ تَسْتُرُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا ثَوْبٌ ثُمَّ تُصَلِّيْ بِحِذَائِكَ إِنْ شِئْتَ (احمد)

حارث بن معاویہ ﷛ مدینہ منورہ آئے اور حضرت عمر ﷛ سے پوچھا کہ بسا اوقات میں اور میری بیوی چھوٹی سی کوٹھری میں ہوتے ہیں اور نماز کا وقت آ جاتا ہے۔ اگر میں اور وہ (جماعت سے) ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو وہ میرے محاذات میں ہوتی ہے۔ اور اگر وہ میرے پیچھے نماز پڑھے تو کوٹھری (کے تنگ ہونے کی وجہ) سے اس کو باہر نکلنا پڑتا ہے۔ حضرت عمر ﷛ نے فرمایا کہ اپنے اور اس کے درمیان کوئی کپڑا ڈال لو پھر اگر تم چاہو تو وہ تمہارے محاذی کھڑے ہو کر نماز پڑھ لے۔

صف کے دائیں حصہ میں کھڑے ہونے کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ. (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں دائیں صف والوں کے لئے (بشرطیکہ بائیں طرف کا حصہ خالی نہ رہا ہو۔ اور اگر نمازی کم ہوں اور مجبوراً بائیں طرف کی جگہ پر کرنے کیلئے اس طرف کھڑا ہو تو اس صورت میں یہ حدیث میں مذکور فضیلت کا مستحق رہے گا)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَمَّرَ جَانِبَ الْمَسْجِدِ الْأَيْسَرَ لِقِلَّةِ أَهْلِهِ

فَلَهٗ أَجْرَانِ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد کے نمازیوں کے کم ہونے کے وقت جس نے بائیں جانب کو آباد رکھا تو اس کو دوگنا اجر ملے گا (ایک تو صف میں کھڑے ہونے کا اصل اجر، دوسرا دائیں جانب کھڑے ہونے کی رغبت کا)

کشادگی ہوتے ہوئے ستونوں کے درمیان صف بنانا مکروہ ہے

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نَصُفَّ بَيْنَ السَّوَارِي عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنُطْرَدُ عَنْهَا طَرْدًا (ابن ماجه)

معاویہ بن قرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمیں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے منع کیا جاتا تھا اور اس سے ہٹا دیا جاتا تھا (کیونکہ ستونوں کی وجہ سے صف ٹوٹ جاتی ہے جبکہ صف کا سیدھا اور متصل ہونا مطلوب ہے)

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ مَحْمُوْدٍ قَالَ صَلَّيْنَا خَلْفَ أَمِيْرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ فَاضْطَرَّنَا النَّاسُ فَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ (واللفظ للحاكم فَتَأَخَّرَ أَنَسٌ) فَلَمَّا صَلَّيْنَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كُنَّا نَتَّقِيْ هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (ترمذی)

عبدالحمید بن محمود رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے ایک امیر کے پیچھے نماز پڑھی تو لوگوں (کے ہجوم) نے ہمیں مجبور کر دیا اور ہم نے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی (حضرت انس ؓ بھی موجود تھے لیکن وہ ستونوں سے پیچھے ہٹ گئے) جب ہم نماز پڑھ چکے تو حضرت انس ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم اس بات سے (یعنی ستونوں کے درمیان صف بنانے سے) بچتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ بالا کراہت اس وقت ہے جب مسجد میں گنجائش ہو۔ اگر ہجوم کی وجہ سے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے مجبوری ہو تو کراہت نہیں۔ اسی طرح تنہا نماز پڑھنے والا ستونوں کے درمیان کھڑا ہو تو جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَأَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَكُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰى أَثَرِهٖ فَسَأَلْتُ بِلَالًا أَيْنَ صَلّٰى فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ اور بلال (رضی اللہ عنہم) بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ خاصی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ (بیت اللہ سے) باہر تشریف لائے۔ آپ کے (باہر نکلنے کے) بعد لوگوں میں سے سب سے پہلے میں بیت اللہ میں داخل ہوا

اور میں نے بلال سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگلے دوستونوں کے درمیان۔

www.askfatwa.com

باب: 18

امام اور مقتدیوں کی ذمہ داریاں

امام کی ذمہ داریاں

شرعی اعتبار سے وہ اپنے تمام معاملات درست رکھے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا تَرْتَفِعُ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُؤُسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ ...... (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین طرح کے لوگ ہیں کہ جن کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی (یعنی ان کی نماز کو کچھ بھی قبولیت حاصل نہیں ہوتی۔ ان میں سے) ایک وہ شخص ہے جو کچھ لوگوں کی امامت کرے درانحالیکہ وہ (یعنی ان میں سے اکثر) لوگ (کسی شرعی سبب کی وجہ سے) اس کو ناپسند کرتے ہوں۔

مقتدیوں کی خاطر نماز ہلکی کرے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰی أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيْهِمِ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَإِذَا صَلّٰی أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی (امام بنے اور) لوگوں کو نماز پڑھائے تو نماز ہلکی رکھے کیونکہ ان میں بیمار اور کمزور اور بوڑھے (سب ہی) ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی اپنی نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ امام مسنون قراءت سے زیادہ نہ کرے بلکہ اگر ضرورت ہو تو مسنون کے بھی ہلکے درجہ کو اختیار کرے اور اسی طرح تسبیحات میں تین دفعہ جو کہ مسنون تعداد ہے زیادہ نہ کرے جو کہ مستحب ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ مقتدیوں کی رعایت فرماتے تھے۔

www.askfatwa.com

عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاصَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةٍ وَلَا أَتَمَّ صَلَاةٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةً أَنْ تُفْتَتَنَ أُمُّهُ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی کہ اس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے ہلکی بھی ہو اور پوری بھی ہو (یعنی ارکان، واجبات اور سنن مؤکدہ پورے کرتے تھے۔ وہ مستحبات جن سے نماز لمبی ہوتی ہو ان کو چھوڑ دیتے تھے) آپ ﷺ (نماز پڑھانے کے دوران) کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تھے تو (أَنَا أُرِيْدُ إِطَالَتَهَا یعنی نماز لمبی کرنے کا ارادہ لینے کے باوجود) نماز کو اس کی ماں کی پریشانی کے خوف سے ہلکا کر دیتے تھے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَاالْحَاجَةِ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے فجر کی نماز جماعت سے ان فلاں (امام) صاحب کی وجہ سے چھوڑنی پڑتی ہے جو ہمیں بڑی لمبی نماز پڑھاتے ہیں (جب کہ اپنے کام کاج یا کسی اور عذر کی وجہ سے ہمیں اتنی لمبی نماز کی طاقت نہیں ہوتی) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نصیحت میں اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بعض (مقتدیوں کی مجبوریوں کی رعایت نہ کر کے اور لمبی لمبی نماز پڑھا کر لوگوں کو ایک اجتماعی واجب کام سے) متنفر کرتے ہیں۔ تم میں سے جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے اس کو چاہئے کہ (اجتماعیت قائم رکھنے کی پوری کوشش کرے۔ انتشار و افتراق کا سبب بننے سے بچے لہٰذا) وہ (مقتدیوں کی پوری رعایت کرے اور) نماز ہلکی رکھے کیونکہ ان میں کمزور بھی ہوں گے بوڑھے بھی ہوں گے اور ایسے بھی ہوں گے جن کو کوئی کام درپیش ہو۔

مقتدیوں کی ذمہ داریاں

امام کا اتباع کریں

عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّيْ أَرَاكُمْ أَمَامِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ (مسلم)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف اپنا چہرہ کیا اور فرمایا اے لوگو میں تمہارا امام ہوں (اور امام اس کو کہتے ہیں جس کے پیچھے پیچھے لوگ چلیں) لہٰذا (نماز کے افعال میں تم میرے پیچھے پیچھے رہو اور) تم مجھ پر سبقت نہ کرو نہ رکوع کرنے میں اور نہ سجدہ کرنے میں اور نہ (پہلے قعدہ سے یا سجدہ سے اٹھ کر) قیام کرنے میں اور نہ سلام پھیرنے میں (اور یہ نہ خیال کرنا کہ تم میرے پیچھے ہوتے ہو تو) مجھے تمہاری حرکات کا علم نہیں ہوتا بلکہ) میں تم کو اپنے سامنے سے بھی دیکھتا ہوں اور اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں (کہ پیچھے کی شعائیں بھی مڑ کر میری آنکھوں میں داخل ہو جاتی ہیں)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ أَمَا یَخْشٰی أَحَدُکُمْ إِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاسَهٗ رَاسَ حِمَارٍ أَوْیَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی (رکوع یا سجدہ سے اٹھتے ہوئے) جب اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے تو وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے (کیونکہ جو اتنا بھی نہ سمجھے کہ اقتداء میں امام کی پیروی کرنی ہے اس سے سبقت نہیں کرنی تو وہ بہت ہی بے وقوف اور معنیً گدھے کی طرح ہے اور اس لائق ہے کہ اپنے جرم کی پاداش میں ظاہراً بھی گدھے کی طرح ہو جائے)۔

جس حال میں امام کو پائے اسی میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے

عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ وَجَدَنِیْ قَائِمًا أَوْ رَاکِعاً أَوْ سَاجِدًا فَلْیَکُنْ مَعِیْ عَلَی الْحَالِ الَّتِیْ أَنَا عَلَیْهَا (سنن سعید بن منصور)

نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے (باجماعت نماز میں) قیام کرتا پائے یا رکوع کرتا پائے یا سجدہ کرتا پائے تو چاہئے کہ جس حالت میں میں ہوں (تکبیر تحریمہ کہہ کر وہ) اسی حالت میں مجھ سے مل جائے۔

امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے تو وہ رکعت شمار کی جائے گی

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جِئْتُمْ إِلَی الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْهَا شَیْئًا وَمَنْ أَدْرَکَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ أَدْرَکَ الصَّلَاةَ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم (جماعت سے نماز پڑھتے ہوئے) سجدے میں ہوں تو تم بھی (نماز میں شریک ہو کر) سجدہ کرلو لیکن اس سجدہ کو کچھ شمار نہ کرو۔ اور جو کوئی رکوع کو پالے تو (وہ اس کو شمار کرلے کیونکہ) اس نے رکعت کو پالیا۔

امام کے اپنی پشت سیدھی کرنے سے پیشتر رکوع میں ملے تب رکعت شمار ہوگی

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا قَبْلَ أَنْ يُقِيْمَ الْإِمَامُ صُلْبَهٗ (ابن خزیمه)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے (اپنی تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد) امام کے اپنی پشت سیدھی کرنے سے پہلے نماز کا رکوع پالیا تو اس نے اس رکعت کو پالیا۔

قراءت میں غلطی پر

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ يَزِيْدَ الْمَالِكِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَتَرَكَ شَيْئًا لَمْ يَقْرَأْهُ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَرَكْتَ آيَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَّا أَذْكَرْتَنِيْهَا قَالَ كُنْتُ أُرَاهَا نُسِخَتْ (ابوداؤد)

حضرت مسور بن یزید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ بیچ کی کچھ آیتیں آپ چھوڑ گئے اور ان کو نہیں پڑھا۔ (نماز سے فراغت پر) ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فلاں فلاں آیتیں چھوڑ دی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم نے مجھے وہ (نماز ہی میں) کیوں نہ بتلا دیں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ مجھے خیال ہوا کہ منسوخ نہ ہو گئی ہوں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا نَفْتَحُ عَلَى الْأَئِمَّةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (حاکم)

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اماموں کو لقمہ دے دیا کرتے تھے (یعنی قراءت میں ان کی غلطی بتا دیا کرتے تھے)۔

قراءت کے علاوہ کسی غلطی پر یا کسی بات پر تنبیہ کرنے کے لئے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جب امام کو کسی بات پر متنبہ کرنا مقصود ہو تو) مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مارنا چاہئے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ إِلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَأُقِيْمُ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ. فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَرَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى مَا أَمَرَهٗ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُوْبَكْرٍ حَتَّى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذَا أَمَرْتُكَ قَالَ

www.askfatwa.com

أَبُوْبَكْرٍ مَاكَانَ لِابْنِ أَبِیْ قُحَافَةَ أَنْ يُّصَلِّیَ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالِیْ رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ نَابَهٗ شَیْءٌ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهٗ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَاءِ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے قبیلہ کی طرف ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے اس دوران نماز کا وقت آ گیا تو مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو میں اقامت کہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں (تم اقامت کہو میں نماز پڑھا دیتا ہوں) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ (واپس) تشریف لائے تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ پہنچے اور صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا لیکن (چونکہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں (ادھر ادھر) توجہ نہیں کرتے تھے (اس لئے انہوں نے اس کو محسوس نہیں کیا) جب لوگوں نے کئی مرتبہ ہاتھ پر ہاتھ مارے تب انہوں نے توجہ کی اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اللہ عز و جل کی حمد کی پھر پیچھے ہٹ کر صف میں شریک ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور باقی نماز پڑھائی۔ جب آپ نے نماز کا سلام پھیرا تو فرمایا کہ اے ابوبکر جب میں نے تم کو حکم دیا تھا (کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور نماز پڑھاتے رہو) تو اپنی جگہ کھڑے رہنے سے کس چیز نے تمہیں روکا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے (یعنی میرے) لئے لائق نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے ہو کر نماز پڑھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا بات کہ میں نے تمہیں بہت زیادہ ہاتھ پر ہاتھ مارتے دیکھا۔ جس کو اپنی نماز میں کوئی بات پیش آ جائے (اور وہ امام کو اطلاع دینا چاہے) تو اس کو چاہئے کہ سبحان اللہ کہے کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو امام اس کی طرف (بآسانی) توجہ کرے گا۔ ہاتھ پہ ہاتھ مارنا تو عورتوں کے لئے ہے۔

www.askfatwa.com

باب: 19

سترہ کا بیان

سترہ اختیار کرنا واجب نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِباً علىٰ حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْإِحْتِلَامُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَىْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا۔ اس وقت میں بلوغت کے قریب تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے سامنے کسی دیوار (یا اوٹ) کے بغیر لوگوں کو منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے۔ میں (گدھی پر سوار) صف کے کچھ حصہ کے سامنے سے گزرا پھر گدھی پر سے اترا اور اس کو چرنے کیلئے چھوڑ دیا اور خود صف میں شریک ہو گیا۔ میرے اس عمل کی وجہ سے کسی نے مجھ پر نکیر نہیں کی۔

سترہ اختیار کرنا مستحب ہے

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلٰى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا (ابو داؤد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو کسی سترہ کی طرف نماز پڑھے اور سترہ کے قریب ہو کر کھڑا ہو۔

عَنْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِكَ (مسلم)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے کجاوہ کی پچھلی لکڑی کی مثل کھڑی کر لے تو (اس کی طرف) نماز پڑھے اور اس سترہ سے پرے جو کوئی گزرے اس کا کچھ خیال نہ کرے۔

www.ashfatwa.com

سترہ کو بالکل ناک کی سیدھ میں نہ رکھے بلکہ دائیں یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ إِلٰى عُوْدٍ وَلَا عُمُوْدٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهٗ عَلٰى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهٗ صَمْدًا (ابو داؤد)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کسی لکڑی یا ستون یا درخت (کو سترہ بنا کر اس) کی طرف نماز پڑھتے دیکھا تو صرف یہی دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس کو دائیں یا بائیں بھوؤں کے سامنے کیا۔

سترہ ایسی چیز کا ہو جو شفاف نہ ہو

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى شَيْءٍ يَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَّجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِيْ نَحْرِهٖ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھے جو (شفاف نہ ہونے کی وجہ سے) اس کو لوگوں سے اوٹ میں کرتی ہو پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرنے کی کوشش کرے تو چاہئے کہ نمازی اس کو اس کے سینہ پر (ہاتھ رکھ کر) روک دے۔

سترہ کم از کم ایک ہاتھ بلند ہو

عَنْ سَبُرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيَسْتُرِ الرَّجُلُ فِيْ صَلَاتِهِ السَّهْمَ (احمد)

حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کو چاہئے کہ اپنی نماز میں تیر کو سترہ بنالے (جو ایک ہاتھ یعنی ڈیڑھ فٹ کا ہوتا تھا)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْكُزُ الْعَنَزَةَ وَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چھوٹے نیزے کو (جو ڈیڑھ فٹ لمبا ہوتا تھا) گاڑھ دیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: ابوداؤد میں بڑے تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ کا قول ہے آخِرَةُ الرَّحْلِ ذِرَاعٌ فَمَا فَوْقَهٗ کجاوہ کی پچھلی لکڑی ایک ہاتھ کی بھی ہوتی تھی اور اس سے زائد کی بھی ہوتی تھی)۔

امام کا سترہ مقتدیوں کا بھی سترہ ہوتا ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ هَبَطْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذَاخِرَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَعْنِيْ فَصَلّٰى إِلٰى جِدَارٍ فَاتَّخَذَهٗ قِبْلَةً وَ نَحْنُ خَلْفَهٗ فَجَاءَتْ بُهْمَةٌ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زَالَ يُدَارِءُهَا حَتّٰى لَصِقَ بَطْنَهٗ بِالْجِدَارِ وَ مَرَّتْ مِنْ وَّرَائِهٖ (ابو داؤد)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثنیہ اذاخر کے مقام پر ٹھہرے۔ نماز کا وقت آیا تو آپ نے ایک دیوار کی طرف نماز پڑھی اور اس کو قبلہ بنا لیا اور ہم آپ کے پیچھے تھے اس دوران ایک بکری کا بچہ آپ کے سامنے سے گزرنے لگا تو آپ (کچھ آگے بڑھ کر) اس کو گزرنے سے روکتے رہے یہاں تک کہ (اس کوشش میں) آپ کا پیٹ دیوار کے قریب جا لگا اور بکری کا بچہ آپ کے پیچھے سے (لیکن مقتدیوں کے آگے سے) گزرا (اور مقتدیوں کے آگے سے گزرنے کا آپ نے اعتبار نہیں کیا)۔

باب: 20

مسافر کی نماز

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَ زِيْدَ فِی صَلٰوةِ الْحَضَرِ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ (محترمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا (شروع میں) حضر اور سفر (دونوں حالتوں) میں دو دو رکعت نماز فرض ہوئی (سوائے مغرب کی نماز کے کہ وہ شروع ہی سے تین رکعت مقرر ہوئی جیسا کہ بیہقی کی روایت ہے **إِلَّا الْمَغْرِبَ فَإِنَّهَا وِتْرُ النَّهَارِ** . پھر سفر کی نماز (تو دو رکعت برقرار رکھی گئی البتہ حضر کی (ظہر، عصر اور عشاء کی دو رکعت) نماز میں اضافہ کیا گیا (اور وہ چار رکعتیں فرض کی گئیں)

سفر میں امن ہو تب بھی قصر کا حکم

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ (مسلم)

حضرت یعلیٰ بن امیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا (قرآن پاک میں ہے) تم پر نماز کو قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں پریشان کریں گے (اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا قصر کافروں کے فتنہ وفساد سے خوف کے وقت ہے) اور اب تو لوگ (کافروں کے فساد سے) امن میں ہوگئے ہیں (تو اب بھی قصر کیوں کی جائے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جس بات سے تمہیں تعجب ہوا ہے اسی سے مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ ایک صدقہ (یعنی سہولت کا حکم) ہے جو اللہ نے تم پر جاری رکھا ہے تو اس کے صدقہ (اور سہل حکم) کو قبول کرو۔

www.askfatwa.com

سفر میں قصر کرنا واجب ہے محض اجازت ورخصت نہیں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِی الْحَضْرِ أَرْبَعًا وَفِی السَّفْرِ رَكْعَتَيْنِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبانی حضر میں چار رکعتیں فرض فرمائیں اور سفر میں دو رکعتیں فرض فرمائیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ أَبَابَكْرٍ ؓ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ ؓ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ ؓ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں (بھی) رہا۔ آپ نے دو رکعتوں سے زیادہ (سفر کی) نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اور میں حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ (سفر میں بھی) رہا لیکن انہوں نے دو رکعتوں سے زیادہ (سفر کی) نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی۔ اور میں حضرت عمر ؓ کے ساتھ (سفر میں بھی) رہا لیکن انہوں نے (بھی) دو رکعتوں سے زیادہ (سفر کی) نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر میں حضرت عثمان ؓ کے ساتھ (سفر میں بھی) رہا اور انہوں نے (بھی) دو رکعتوں سے زیادہ (سفر کی) نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی۔ اور یہ سب خلفاء حضرات ایسا کیوں نہ کرتے جبکہ اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں کہ تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) میں عمدہ نمونہ ہے۔

مسافت سفر کم از کم تین دن رات کی ہے

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْوَالِبِیْ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ إِلٰى كَمْ نَقْصِرُ الصَّلَاةَ فَقَالَ أَتَعْرِفُ السُّوَيْدَاءَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنِّیْ قَدْ سَمِعْتُ بِهَا قَالَ فِیْ ثَلَاثِ لَيَالٍ قَوَاصِدَ فَإِذَا خَرَجْنَا إِلَيْهَا قَصَرْنَا الصَّلَاةَ (الآثار للامام محمد)

علی بن ربیعہ والبی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے پوچھا کہ ہم کتنی مسافت پر نماز قصر کریں۔ انہوں نے فرمایا کیا تم سویداء (مقام) سے واقف ہو۔ کہتے ہیں میں نے جواب دیا کہ نہیں البتہ میں نے اس (مقام) کے بارے میں سنا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا وہ تین درمیانی راتوں کے سفر پر ہے۔ جب ہم اس تک (یا اتنی مسافت پر) جاتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں۔

www.askfatwa.com

جب بستی کی آبادی سے باہر نکلے اس وقت قصر کرے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ أَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ كُلُّهُمْ صَلّٰى مِنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى أَنْ يَّرْجِعَ إِلَيْهَا رَكْعَتَيْنِ فِی الْمَسِيْرِ وَالْمَقَامِ بِمَكَّةَ. (طبرانی فی الاوسط)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت ابوبکر ﷛ کے ساتھ اور حضرت عمر ﷛ کے ساتھ سفر کیا۔ ان سب نے مدینہ (منورہ) سے نکلنے کے وقت سے اس میں واپس داخل ہونے تک چلنے کے دوران بھی اور مکہ (مکرمہ) میں قیام کے دوران بھی (قصر کی) دو دو رکعت نماز پڑھی۔

عَنْ أَبِیْ حَرْبٍ أَنَّ عَلِيًّا خَرَجَ مِنَ الْبَصْرَةِ فَصَلَّى الظُّهْرَ أَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ إِنَّا لَوْجَاوَزْنَا هٰذَا الْخُصَّ لَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ (ابن ابی شیبہ).

ابو حرب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی ﷛ بصرہ سے (سفر پر) نکلنے لگے تو رستے میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا اگر ہم وہ (سامنے نظر آنے والا) چھپر پار کر جاتے تو (ہم آبادی سے باہر ہو جاتے اور صرف) دو رکعت پڑھتے۔

مسافر آبادی میں لوٹنے تک قصر کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ شُعَبِ الْمَدِيْنَةِ وَ يَقْصُرُ إِذَا رَجَعَ حَتّٰى يَدْخُلَهَا (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ سے روایت ہے کہ جب وہ (سفر پر جانے کے لئے) مدینہ کے رستوں سے نکلتے تو قصر شروع کرتے اور مدینہ میں واپس داخل ہونے تک قصر کرتے رہتے۔

کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَجْمَعَ عَلٰى إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا أَتَمَّ الصَّلَاةَ (ابن ابی شیبہ)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ جب (کسی بستی میں) پندرہ دن کی اقامت کا پختہ ارادہ کر لیتے تو نماز پوری پڑھتے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّنْتَ نَفْسَكَ عَلٰى إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَأَتِمِّ الصَّلَاةَ (الآثار لمحمد)

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ نے فرمایا جب تم سفر پر ہو اور (اس دوران

کسی بستی میں) پندرہ دن ٹھہرنے پر اپنے دل کو پختہ کرلو تو نماز پوری پڑھو۔

فائدہ: فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں چند دن قیام کیا۔ مدت کے بارے میں مختلف قول ملتے ہیں۔ انیس دن سترہ دن اور پندرہ دن۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ (بخاری)

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے انیس دن قیام کیا اور قصر کرتے رہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقَامَ سَبْعَ عَشَرَةَ بِمَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سترہ دن قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشَرَةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ. (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں پندرہ دن قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔

اس موقع پر مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام فی الواقع جتنا بھی رہا ہو اس پورے عرصہ میں آپ ﷺ نے نماز قصر پڑھی۔ اول تو اس کی تصریح نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے کسی خاص مدت کی اقامت کی نیت بھی کی تھی لہٰذا یہ ممکن ہے کہ آج کل کرتے کرتے اتنی مدت ہوگئی ہو اور ایسے میں نماز قصر ہی کی جاتی ہے۔ اور اگر آپ ﷺ نے اقامت کی نیت بھی کی تھی تو مذکورہ بالا تین مدتوں میں سے پندرہ دن کی مدت کے اختیار کرنے کو ترجیح حاصل ہے جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

1- کمتر ہونے کی وجہ سے یہ مدت یقینی اور اتفاقی ہے۔ دیگر مدتیں یقینی نہیں۔

2- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا فتوے اس مدت کے مطابق ہیں۔

دشمن کی سرزمین میں صرف قصر ہی کریں

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ بِتَبُوْكَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ (ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں بیس دن قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔

مسافر مقیم کے پیچھے پوری نماز پڑھے

عَنْ مُوْسَی بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ إِنَّا إِذَا كُنَّا مَعَكُمْ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا وَإِذَا رَجَعْنَا إِلٰى رِحَالِنَا صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ تِلْكَ سُنَّةُ أَبِی الْقَاسِمِ (احمد)

موسیٰ بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم (مسافرت کی حالت میں) مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے ساتھ تھے (جو اس وقت وہاں مقیم تھے) تو میں نے ان سے کہا کہ جب ہم آپ کے ساتھ ہوتے ہیں تو ہم آپ کے پیچھے چار رکعت پڑھتے ہیں (کیونکہ آپ مقیم ہونے کی وجہ سے چار رکعت پڑھتے ہیں) اور جب ہم اپنے ٹھکانوں میں چلے جاتے ہیں (اور اپنی نماز پڑھتے ہیں) تو (مسافر ہونے کی وجہ سے) دو رکعت پڑھتے ہیں تو ہمارا یہ عمل کیسا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا یہ ابوالقاسم حضرت رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ (مالک)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ جب مکہ (مکرمہ) تشریف لاتے تو لوگوں کو (اپنے سفر کی وجہ سے) دو رکعت پڑھاتے اور (اپنا سلام پھیر کر لوگوں سے) کہتے کہ اے مکہ والو ہم تو مسافر ہیں لہٰذا تم اپنی نمازیں پوری کر لو۔

آدمی اپنے شہر سے مسافت پر کسی بستی میں نکاح کر لے اور بیوی کو وہیں رکھے تو اس بستی میں پہنچنے پر پوری نماز پڑھے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی ذُبَابٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلّٰى بِمِنًى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَأَنْكَرَهُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّی تَأَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَإِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَأَهَّلَ فِی بَلَدٍ فَلْيُصَلِّ صَلَاةَ الْمُقِيْمِ (احمد)

عبدالرحمٰن بن ابی ذباب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ؓ نے منیٰ میں پوری چار رکعتیں پڑھائیں۔ لوگوں نے ان پر اعتراض کیا (کہ آپ تو مدینہ منورہ سے تشریف لائے ہیں اور مکہ مکرمہ میں آپ کا پندرہ دن کا قیام نہیں ہوا تو آپ نے پوری نماز کیوں پڑھائی آپ کو تو قصر کرنی چاہیے تھی) انہوں نے (اس کی وجہ بتاتے ہوئے) فرمایا کہ اے لوگو جب میں مکہ مکرمہ میں آیا تو میں نے ایک عورت سے نکاح کر لیا (اور اس کو یہیں رکھنے کا ارادہ ہے مدینہ منورہ لے جانے کا ارادہ نہیں ہے) اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو کسی شہر میں نکاح کر لے تو وہ مقیم کی طرح نماز پڑھے۔

فجر کی سنتیں سفر میں بھی موکدہ ہوتی ہیں

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَدَعُوْا رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ.

(احمد و ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو سنتیں (کسی بھی وجہ سے) مت ترک کرو اگرچہ گھوڑے تمہیں روند رہے ہوں۔

باقی نمازوں کی سنتیں غیر موکدہ ہو جاتی ہیں البتہ ان کا پڑھنا افضل ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَا يُنْقَصُ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ وَهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ (ترمذی)

وَفِي رِوَايَةٍ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ (طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضر اور سفر میں نماز پڑھی تو میں نے آپ کے ساتھ حضر میں ظہر کے چار فرض پڑھے اور ان (سے پہلے چار سنتیں اور) ان کے بعد دو سنتیں پڑھیں۔ اور میں نے آپ کے ساتھ (سفر میں) ظہر کے دو فرض پڑھے اور ان کے بعد دو سنتیں پڑھیں۔ اور (سفر میں) عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور ان کے بعد کچھ نماز نہ پڑھی۔ اور میں نے (آپ کے ساتھ) حضر و سفر میں یکساں مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں اور مغرب تو دن کی طاق نماز ہے اور ان کے بعد دو سنتیں پڑھیں اور ایک روایت میں ہے کہ (سفر میں) عشاء کے دو فرض پڑھے اور ان کے بعد دو سنتیں پڑھیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوا يُصَلُّونَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُصَلُّونَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتْمَمْتُهَا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا۔ وہ سب حضرات ظہر اور عصر (اور اسی طرح عشا) کی دو دو رکعت پڑھتے تھے۔ (اور بعض اوقات میں) نہ ان سے پہلے (سنتیں) پڑھتے تھے اور نہ ان کے بعد (سنتیں) پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے فرض سے پہلے اور اس کے بعد سنتیں پڑھنی ہوں تو میں فرض ہی پورے نہ پڑھ لوں۔

www.askfatwa.com

باب:21

بیمار کی نماز

کھڑا نہ ہوسکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے اور آپ کا دایاں پہلو چھل گیا۔ ہم آپ کے پاس آپ کی عیادت کیلئے گئے تو نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

بیٹھ نہ سکے تو لیٹ کر نماز پڑھے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ (بخاری)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے بواسیر کا مرض تھا میں نے (اس بیماری میں) نماز پڑھنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا (اول تو یہ کوشش کرو کہ) کھڑے ہو کر نماز پڑھو (اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو) اور اگر (بیٹھنے کی) طاقت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھو۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ يُصَلِّيْ الْمَرِيْضُ مُسْتَلْقِيًا عَلٰى قَفَاهُ تَلِيْ قَدَمَاهُ الْقِبْلَةَ (دار قطنی)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مریض (اگر بیٹھ نہ سکے تو) اپنی گدی پر چت لیٹ کر نماز پڑھے (اور) اس کے قدم قبلہ رخ ہوں۔

فائدہ: چت لیٹ کر نماز پڑھے اور ہو سکے تو اپنے گھٹنے اٹھا کر رکھے اور اپنے سر کے نیچے کوئی

www.askfatwa.com

اونچا تکیہ رکھ لے تاکہ چہرہ قبلہ رخ ہو جائے۔ چونکہ یہ صورت بیٹھنے کے زیادہ قریب ہے اس لئے اس صورت کو پہلو پر لیٹنے کے مقابلہ میں ترجیح حاصل ہوگی۔

رکوع وسجدہ نہ کرسکے تو ان کے لئے سر کا اشارہ کرے

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيْضُ السُّجُوْدَ أَوْمَأَ بِرَاسِهٖ إِيْمَاءً وَلَمْ يَرْفَعْ إِلٰى جَبْهَتِهٖ شَيْئًا (مالک)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب مریض کو سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنے سر سے اشارہ کرے (اور سر کو کچھ جھکا دے) اور (سجدہ کی خاطر) اپنے ماتھے تک کوئی چیز نہ اٹھائے۔

مریض مجبور ہو تو چوکڑی مار کر بیٹھے

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسًا يُصَلِّيْ مُتَرَبِّعًا عَلٰى فِرَاشِهٖ (بخاری)

حمید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چوکڑی مار کر بیٹھے نماز پڑھتے دیکھا۔

مجبوری میں سہارا لینا

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ اتَّخَذَ عَمُوْدًا فِيْ مُصَلَّاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ (ابو داؤد)

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمر رسیدہ ہوئے اور جسم بوجھل ہوگیا تو اپنے مصلے پر آپ نے ایک ستون سا بنوالیا جس سے (نماز پڑھتے ہوئے بوقت ضرورت) سہارا لیتے تھے۔

عَنْ أُهْبَانَ بْنِ أَوْسٍ وَكَانَ اشْتَكٰى رُكْبَتَهٗ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهٖ وِسَادَةً (بخاری)

حضرت اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تکلیف ہوئی تو وہ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیتے تھے۔

پانچ نمازوں تک بے ہوشی رہے تو ان کی قضا کرے

عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى عَمَّارٍ أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَأَفَاقَ نِصْفَ اللَّيْلِ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ (دار قطنی)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو

ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے وقت میں بے ہوشی رہی اور آدھی رات کو ہوش آیا تو انہوں نے (اس وقت) ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔

عَنْ اِبْرَاهِيمَ النَخْعِيّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ فِي الْمُغْمٰى عَلَيْهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً قَالَ يَقْضِيُ (كتاب الآثار لمحمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ نے فرمایا جو شخص پورے ایک دن رات (یعنی کل پانچ نمازوں تک) بے ہوش رہے تو وہ (ہوش آنے پر) ان نمازوں کو قضا کرے۔

فائدہ: پانچ نمازوں سے زائد یعنی کم از کم چھ نمازوں تک بے ہوشی رہے تو اس صورت میں فوت شدہ نمازوں کی قضا نہیں پڑھنی۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اُغْمِيَ عَلَيْهِ اَكْثَرَ مِنْ يَوْمَيْنِ فَلَمْ يَقْضِ (دار قطنی)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ دو دن سے زیادہ بے ہوش رہے تو (ہوش آنے پر) انہوں نے فوت شدہ نمازیں قضا نہیں پڑھیں۔

www.askfatwa.com

باب: 22

فوت شدہ نمازوں کی قضا

جس کو نماز پڑھنا یاد نہ رہا ہو

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جو نماز (پڑھنے) کو بھول گیا تو اسے چاہئے کہ جب اسے یاد آئے اسی وقت پڑھ لے (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو ورنہ مکروہ وقت گزرنے کے بعد پڑھے) اس کا بس یہی کفارہ ہے۔

جو سوتا رہ گیا ہو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَرَّسْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَاخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَاسِ رَاحِلَتِهٖ فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر رات کو آخری حصہ میں پڑاؤ کیا (اور تھکن کی وجہ سے سب سو گئے اور اگرچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جاگتے رہنے اور سب کو نماز کے وقت اٹھانے کی ذمہ داری لی تھی لیکن ان کی بھی آنکھ لگ گئی) تو ہم میں سے کوئی بھی نہ جاگا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا (اس وقت ہم جاگے) نبی ﷺ نے فرمایا چاہئے کہ ہر شخص اپنی سواری کا سر پکڑ کر (اس جگہ سے) چلے کیونکہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں ہمارے پاس شیطان آ گیا تھا (مطلب یہ کہ یہاں ہم سے اگرچہ غیر اختیاری طور پر ہی سہی شیطان کے مطلب کی بات یعنی نماز قضا ہو گئی ہے) کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا (اور وضو کیا) پھر (فجر کی) دو سنتیں پڑھیں پھر اقامت کہی گئی اور آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔

www.askfatwa.com

کسی مجبوری کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّى الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ﷺ جنگ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد (نبی ﷺ کے پاس) آئے اور قریش کے کافروں کو کوسنے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (قریش کے ساتھ جنگ کی وجہ سے) میں عصر کی نماز پڑھ ہی نہ سکا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا (جنگ کی مشغولیت کی وجہ سے) میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ پھر ہم (وادی) بطحان گئے اور (وہاں) آپ نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے بھی نماز کے لئے وضو کیا۔ پھر سورج غروب ہونے کے بعد آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

سستی یا لاپرواہی سے نماز چھوڑی ہو

ایسے شخص کے بارے میں قرآن یا حدیث میں صراحت سے کوئی حکم نہیں بتایا گیا نہ تو نماز قضا پڑھنے کا اور نہ ہی نماز قضا نہ پڑھنے کا۔ بعض حضرات نے یہ خیال کیا کہ حدیث میں قضا پڑھنے کا حکم اس وقت ہے جب آدمی نماز پڑھنا بھول گیا ہو لہٰذا نماز پڑھنے کو بھول جانا قضا نماز پڑھنے کے لئے شرط ہے۔ چونکہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے میں وہ شرط مفقود ہے لہٰذا وہ نماز کو قضا نہیں پڑھ سکتا اور اس کو فوت شدہ نمازوں پر صرف توبہ کرنی چاہئے۔

ان چند ایک لوگوں کو چھوڑ کر باقی پوری امت اس بات کی قائل ہے کہ ایسے شخص کو اپنی فوت شدہ نمازیں قضا پڑھنی چاہئیں کیونکہ روزہ اور حج جبکہ فرض یا واجب ہوں حدیث میں ان کو اللہ تعالیٰ کے قرض سے تعبیر کیا گیا ہے اور قرض کی ادائیگی کو اصل ضابطہ بتایا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَتٰى رَجُلٌ النَّبِىَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أُخْتِىْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ. (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور حج کی ادائیگی سے پہلے اس کی وفات ہوگئی ہے (کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں) نبی ﷺ نے فرمایا اگر اس پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تم اس کو ادا کرتے۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں (میں وہ ادا کرتا) آپ نے فرمایا تو اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ وہ زیادہ حقدار ہے

www.askfatwa.com

کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ إِنَّ أَبِیْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْكَانَ عَلٰی أَبِيْکَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ. (جمع الفوائد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ میرے والد کی وفات ہوگئی ہے وہ (فرض ہونے کے باوجود) حج نہیں کر سکے کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارے والد کے ذمہ قرض ہوتا تو کیا تم اس کو ادا کرتے۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں (میں وہ بھی ادا کرتا) نبی ﷺ نے فرمایا تو اللہ کا قرض زیادہ لائق ہے کہ وہ ادا کیا جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ أَ فَأَصُوْمُ عَنْهَا؟ قَالَ أَرَأَيْتِ لَوْكَانَ عَلٰی أُمِّکِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِهٖ أَكَانَ يُؤَدّٰی ذٰلِکَ عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَصُوْمِیْ عَنْ أُمِّکِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک عورت نے کہا اے اللہ کے رسول میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے اور ان کے ذمہ نذر کا روزہ تھا کیا میں ان کی طرف سے روزہ رکھ لوں۔ آپ نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تمہاری ماں کے ذمہ کچھ قرض ہوتا اور تم وہ ادا کرتیں تو کیا تمہاری ماں کی طرف سے قرض کی ادائیگی ہو جاتی۔ عورت نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا تو اپنی ماں کی طرف سے روزہ بھی رکھو (تاکہ ان پر جو خدا کا قرض ہے وہ ادا ہو جائے)

معلوم ہوا کہ فرض اور واجب حج یا روزہ جو کہ عبادت ہے بندے کے ذمہ خدا تعالیٰ کا قرض ہوتا ہے اور وہ نہ تو بندے کی موت سے اور نہ اس کے کسی اور عذر سے ساقط ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا قرض صرف اسی صورت میں ساقط ہوتا ہے جب اس کی ادائیگی کی جائے یہاں تک کہ حج کی صورت میں تو بندے کے وارثوں میں سے کوئی اس کی طرف ادا کر دے تو وہ قرض کی ادائیگی شمار ہوتی ہے۔ نماز بھی حج و روزے ہی کی طرح کی عبادت اور خدا کا قرض ہے جو (جیسا کہ مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا) کسی عذر سے ساقط نہیں ہوتا اور عذر دور ہونے پر نماز قضا پڑھنا ضروری ہوتا ہے تو جان بوجھ کر نماز چھوڑنے سے بھی قرض ساقط نہیں ہوتا۔ زندگی میں ذمہ سے ساقط ہونے کی تو فقط یہی صورت ہے کہ اگر اتنی صحت ہو کہ قضا کر سکتا ہو تو نماز اور روزے کی قضا کرے۔

فائدہ: یاد رہے کہ کسی دوسرے کی طرف سے روزے کی قضا رکھنے کا حکم مندرجہ ذیل حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے۔

www.askfatwa.com

عَنْ عُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ لِعَائِشَةَ إِنَّ أُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ رَمَضَانَ أَيَصْلُحُ أَنْ أَقْضِيَ عَنْهَا فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ تَصَدَّقِيْ عَنْهَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ عَلٰى مِسْكِيْنٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِكِ. (بخاری).

عمرہ بنت عبدالرحمٰن رحمہا اللہ کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میری والدہ وفات پا گئی ہیں جب کہ ان کے ذمہ پورے رمضان کے روزے تھے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں ان کی طرف سے روزہ کی قضا رکھ لوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ نہیں البتہ تم ان کی طرف سے صدقہ کر دو۔ ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کی طرف سے روزہ رکھو (کیونکہ کسی دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنے کا حکم اب منسوخ ہو چکا)۔

ادا اور قضا نماز کے درمیان ترتیب

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ. (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر سورج غروب ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کفار قریش کو کوسنے لگے اور کہا اے اللہ کے رسول (کفار قریش کے ساتھ جنگ کی مشغولیت کی وجہ سے) میں عصر کی نماز نہ پڑھ سکا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا واللہ میں بھی عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا۔ پھر ہم (وادی) بطحان گئے اور (وہاں) نبی ﷺ نے (پہلے) عصر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

چھ سے کم فوت شدہ نمازوں کے درمیان ترتیب

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ شَغَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَرْبَعِ صَلَاةٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقع پر مشرکین نے نبی ﷺ کو چار نمازوں (کو ان کے وقت میں پڑھنے) سے مشغول رکھا (کہ جنگ کی مشغولیت کی وجہ سے آپ کو یہ نمازیں پڑھنے کی مہلت نہیں ملی) یہاں تک کہ رات کا جتنا حصہ اللہ نے چاہا وہ بھی گذر گیا۔ (فراغت ملنے پر) نبی ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی پھر اقامت کہی اور نبی ﷺ نے ظہر کی

نماز پڑھائی۔ پھر بلال ﷛ نے اقامت کہی اور نبی ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر بلال ﷛ نے اقامت کہی اور نبی ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی پھر بلال ﷛ نے اقامت کہی اور نبی ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔

www.askfatwa.com

باب: 23

سجدہ سہو

سجدہ سہو سلام کے بعد کرے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَیْنِ فَقَالَ لَهُ ذُوالْیَدَیْنِ أَ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی اثْنَتَیْنِ أُخْرَیَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (چار رکعت والی نماز میں) دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو (ایک شخص جو اپنے نسبتاً لمبے ہاتھوں کی وجہ سے) ذوالیدین (کہلاتے تھے انہوں) نے کہا اے اللہ کے رسول کیا نماز میں کمی ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے (کیونکہ آپ نے آج چار کے بجائے صرف دو رکعتیں پڑھائی ہیں) نبی ﷺ (کو خود یاد نہ آیا تو آپ) نے (لوگوں سے) پوچھا کہ کیا ذوالیدین سچ کہہ رہے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں (یہ درست کہہ رہے ہیں آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھائی ہیں۔ یہ شروع دور کا قصہ ہے جب نماز میں بات کرنے کی اجازت تھی لہٰذا) آپ (اپنے مصلے پر) کھڑے ہوئے اور باقی دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور (نماز میں) اپنے معمول کے سجدہ کی طرح یا اس سے بھی کچھ طویل سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ شَکَّ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ. (احمد و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن جعفر ﷛ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو وہ (یقینی بات پر عمل کرے اور) (ایک طرف) سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔

فائدہ: اگرچہ ترجیح اور افضلیت تو اسی کو حاصل ہے کہ سجدہ سہو سلام کے بعد ہو لیکن اگر کوئی سلام

کے بغیر ہی سجدہ سہو کرلے اور پھر دوبارہ تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے تو یہ بھی جائز ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَ عَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهٗ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) ظہر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ (دوسری رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے حالانکہ پہلا قعدہ آپ کے ذمہ تھا (یعنی پہلا قعدہ کئے بغیر کھڑے ہو گئے)۔ جب آپ نے نماز پوری کی تو بیٹھے ہونے کے وقت پہلا قعدہ بھولنے کی وجہ سے سلام سے پیشتر دو سجدے کئے اور ہر سجدے کے لئے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدے کئے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ. (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اس کے علم میں نہ رہے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی تین رکعتیں یا چار رکعتیں تو وہ شک (یعنی چار رکعت والی بات) کو چھوڑ دے اور یقینی (یعنی تین رکعت والی) بات پر نماز کو جاری رکھے اور سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔

سجدہ سہو دو ہیں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے (مثلاً یہ کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین پڑھی ہیں) تو وہ اصل بات کو یاد کرنے کے لئے غور کرے اور غور و فکر کے نتیجہ کے مطابق اپنی نماز کو پورا کرے پھر (ایک طرف کو) سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ شَكَّ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس کو اپنی نماز میں شک ہو جائے (مثلاً یہ کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین پڑھی ہیں اور غور و فکر سے بھی ذہن ایک طرف نہ ہو) تو (کمتر یعنی

www.askfatwa.com

دو رکعتوں کو اختیار کرے جس کا ہونا یقینی ہے اور دائیں طرف) سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد دوبارہ پڑھے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ فَسَهٰى فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ (ترمذی و ابو داؤد).

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی اور اس میں کچھ سہو ہو گیا تو آپ نے (دائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد) دو سجدے کیئے پھر (دوبارہ) تشہد پڑھا پھر (دوسری مرتبہ دونوں جانب) سلام پھیرا۔

مقتدی کے سہو پر سجدہ نہیں اور امام کے سہو پر امام اور مقتدی دونوں پر سجدہ ہے

عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنْ سَهَى الإِمَامُ فَعَلَيْهِ وَعَلٰى مَنْ خَلْفَهُ السَّهْوُ وَإِنْ سَهٰى مَنْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ سَهْوٌ وَالْإِمَامُ كَافِيْهِ (دار قطنی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اگر امام کو سہو ہو جائے تو اس پر اور اس کے مقتدیوں پر سجدہ سہو لازم ہوگا اور اگر امام کے پیچھے مقتدی کو سہو ہو تو نہ اس مقتدی پر سجدہ سہو ہوگا اور نہ ہی امام پر سجدہ سہو ہوگا۔

سجدہ سہو ہونے کے چند مواقع

1- قعدہ اولی کرنا بھول جائے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحُوْا بِهٖ فَمَضٰى فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ (نسائی و ترمذی)

حضرت عبداللہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ نے نماز پڑھائی تو آپ دو رکعتوں پر (قعدہ کئے بغیر) کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے یاد دلانے کے لئے سبحان اللہ کہا لیکن آپ نے نماز جاری رکھی (واپس نہیں بیٹھے) اور جب اپنی نماز مکمل کی تو (دائیں جانب سلام پھیرنے کے بعد) دو سجدے کئے (پھر تشہد پڑھا) پھر (دوبارہ) سلام پھیرا۔

2- آخری قعدہ کے بجائے کھڑے ہونے کے قریب ہوجائے

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلّٰى بِهِمْ فِيْ سَفَرٍ كَانُوْا مَعَهٗ فِيْهِ فَصَلّٰى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ نَاءَ لِلْقِيَامِ فَسَبَّحَ بَعْضُ أَصْحَابِهٖ فَرَجَعَ ثُمَّ لَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. (مؤطا محمد)

یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سفر میں اپنے ساتھ موجود لوگوں کو

نماز پڑھائی۔ اور (سفر میں چونکہ نماز قصر ہوتی ہے لہٰذا) دو رکعتیں پڑھائیں پھر (بجائے آخری قعدہ کرنے کے کھڑے ہونے لگے (اور کھڑے ہونے کے قریب ہوگئے) تو ان کے ایک ساتھی نے تسبیح کہی۔ (تسبیح سن کر) حضرت انس واپس قعدہ کی طرف لوٹ آئے۔ پھر جب نماز مکمل کرلی (یعنی تشہد پڑھ لیا) تو (سہو کے) دو سجدے کیئے۔

جب شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا شَکَّ أَحَدُکُمْ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلَمْ یَدْرِ کَمْ صَلّٰی ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْیَطْرَحِ الشَّکَّ وَلْیَبْنِ عَلٰی مَا اسْتَیْقَنَ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اس کو یاد نہ رہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار پڑھی ہیں تو اس کو چاہئے کہ وہ شک کو جھٹک دے اور جس عدد پر اسے یقین ہے (جو ظاہر ہے کہ کمتر عدد ہے) اس پر اپنی نماز کو جاری رکھے پھر (آخر میں سہو کے) دو سجدے کرے۔

جب شک ہو لیکن غور کرنے سے ایک عدد پر گمان غالب حاصل ہو جائے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا شَکَّ أَحَدُکُمْ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلْیَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْیُتِمَّ عَلَیْہِ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے (کہ مثلاً تین رکعت پڑھی ہیں یا چار پڑھی ہیں) تو وہ درست عدد کے بارے میں غور کرے (اور دیکھے کہ کس عدد پر اس کا گمان غالب ٹھہرتا ہے) پھر اس عدد پر اپنی نماز کو پورا کرے پھر (سہو کے) دو سجدے بھی کرے۔

www.askfatwa.com

باب: 24

سجدہ تلاوت

سجدہ تلاوت واجب ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِیْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَتٰى أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ وَأَبَيْتُ فَلِیَ النَّارُ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان (جلن اور حسد کی وجہ سے) الگ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے ہائے ہلاکت ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا تو اس کے لئے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا اور میں نے انکار کیا تو میرے لئے جہنم ہے۔

سجدے کے مواقع

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَاهٰذِهٖ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِی الْقَاسِمِ ﷺ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيْهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ (بخاری)

ابو رافع رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ انہوں نے **إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ** کی سورت پڑھی اور (اس کی آیت سجدہ پڑھ کر) سجدہ کیا۔ (نماز کے بعد) میں نے پوچھا یہ کیسا سجدہ تھا۔ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت ابوالقاسم (رسول اللہ) ﷺ کے پیچھے یہ سجدہ کیا تھا تو میں آپ سے ملاقات تک (یعنی اپنے مرنے تک) اس سورت میں سجدہ تلاوت کرتا ہی رہوں گا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ.

www.askfatwa.com

(مسلم)

حضرت ابوہریرہ ﷺ کہتے ہیں ہم نے إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ (کی سورت) اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ (کی سورت) میں نبی ﷺ کے ساتھ سجدہ (تلاوت) کیا ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ (سَجْدَةَ صٓ) فَقَالَ أَوَمَا تَقْرَأُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ وَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ فَكَانَ دَاوٗدُ مِمَّنْ أُمِرَ نَبِيُّكُمْ أَنْ يُّقْتَدٰى بِهٖ فَسَجَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (بخاری)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے پوچھا کہ آپ سورت ص میں کس دلیل سے سجدہ کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے ہو وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمَانَ (یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان بھی ہیں) اور أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ یعنی یہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ دکھائی تو آپ ان کی راہ کی پیروی کیجئے اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی ان ہستیوں میں سے ہیں جن کی پیروی کرنے کا تمہارے نبی کو حکم ہوا ہے تو (حضرت داؤد علیہ السلام کی پیروی میں) رسول اللہ ﷺ نے یہ سجدہ کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورت نجم میں سجدہ (تلاوت) کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں اور مشرکوں اور جنوں اور انسانوں نے سجدہ کیا۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ السَّجْدَةِ الَّتِيْ فِيْ حٰمٓ قَالَ اسْجُدْ بِآخِرِ الْآيَتَيْنِ (طحاوی)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے سورت حٰمٓ سجدہ کے سجدہ (تلاوت) کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کہاں کیا جائے) تو انہوں نے فرمایا (متعلقہ) دو آیتوں کے آخر میں سجدہ کرو۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِحْدٰى عَشَرَةَ سَجْدَةً لَيْسَ فِيْهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ شَيْءٌ اَلْأَعْرَافُ وَالرَّعْدُ وَالنَّحْلُ وَبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَمَرْيَمُ وَالْحَجُّ وَسَجْدَةُ الْفُرْقَانِ وَسُلَيْمَانَ سُوْرَةَ النَّمْلِ وَالسَّجْدَةُ وَفِيْ صٓ وَسَجْدَةُ الْحَوَامِيْمِ (ابن ماجه)

حضرت ابودرداء ﷺ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کے ساتھ گیارہ جگہ پر سجدہ (تلاوت) کیا۔ ان میں مفصل (یعنی آخری سوا چار پاروں) کا کوئی سجدہ شامل نہیں ہے۔ (وہ گیارہ مواقع یہ ہیں) سورت

اعراف، سورت رعد، سورت نحل، سورت بنی اسرائیل، سورت مریم، سورت حج، سورت فرقان، سورت نمل، سورت الم سجدہ، سورت ص اور سورت حٰم سجدہ۔

سجدہ تلاوت کے لئے طہارت شرط ہے

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ لَا يَسْجُدُ الرَّجُلُ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ (بیهقی)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدمی سجدہ (تلاوت) صرف طہارت کے ساتھ ادا کرے۔

سجدہ تلاوت میں پڑھنے کی ایک دعا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ (ترمذی)

زَادَ الْحَاكِمُ: فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے قرآن کے سجدوں میں یہ کلمات پڑھتے تھے سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (میرے چہرے نے سجدہ کیا اس ذات کے لئے جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کے کان اور آنکھیں بنائیں۔ پس بابرکت ہے اللہ بہترین خالق۔

سجدہ کرنے کا وقت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ فَإِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے قرآن پڑھتے تھے اور جب آپ سجدہ (کی آیت) پر سے گزرتے تو (اگر کوئی مجبوری نہ ہوتی تو اسی وقت) تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔

سجدہ کی آیت پر رکوع کرنا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْأَعْرَافَ وَالنَّجْمَ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ فَإِنْ شَاءَ رَكَعَ وَقَدْ أَجْزَأَ عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ سَجَدَ ثُمَّ قَرَأَ السُّوْرَةَ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے (نماز میں کوئی ایسی سورت پڑھی جس کے ختم پر سجدہ تلاوت ہے یعنی اس نے) سورت اعراف اور سورت نجم اور سورت اقراء باسم ربک پڑھی (اور آخر میں سجدہ والی آیت پڑھی) تو اگر وہ چاہے تو رکوع کرلے اور یہ رکوع اس کے سجدہ سے کفایت کرے گا اور چاہے تو سجدہ تلاوت کرلے پھر (کھڑے ہوکر) کوئی اور سورت پڑھ لے (پھر رکوع کرے)۔

باب: 25

نماز وتر

وتر کی نماز واجب ہے

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا (ابوداؤد)

حضرت بریدہ ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وتر (کی نماز) ثابت ہے تو جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر ثابت ہیں تو جس نے وتر نہیں پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر ثابت ہیں تو جس نے وتر نہیں پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

فائدہ: یہ فرمان کہ جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں سخت وعید ہے جو کسی واجب کے ترک پر ہی ہوتی ہے۔

وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر تک ہے

عَنْ أَبِيْ تَمِيْمِ الْجَيْشَانِيِّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوِتْرُ فَصَلُّوْهَا فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ (احمد)

ابوتمیم جیشانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن عاص ؓ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ابو بصرہ ؓ نے مجھ سے بیان کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نماز مزید عطا فرمائی ہے اور وہ وتر (کی نماز ہے) تو تم اس کو عشاء کی نماز اور فجر کی نماز کے مابین ادا کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر صبح (کے طلوع) ہونے

www.askfatwa.com

سے پہلے پڑھ لو۔

رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھنا افضل ہے لیکن نیند کا خوف ہو تو اول رات میں پڑھ لے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمَعَ أَنْ يَّقُوْمَ آخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةً وَذٰلِكَ أَفْضَلُ (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو یہ ڈر ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں (تہجد کیلئے) نہ اٹھ سکے گا تو وہ رات کے اول حصہ میں (عشاء کی نماز کے بعد) وتر پڑھ لے اور جس کو امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ جائے گا تو وہ رات کے آخری حصہ میں جبکہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں وتر پڑھے اور یہ (یعنی رات کے آخر حصہ میں وتر پڑھنا) افضل ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (بہتر یہ ہے کہ) تم اپنی تہجد کی نماز کے آخر میں وتر پڑھو)

رات کو وتر نہ پڑھے ہوں تو صبح ان کی قضا کرے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ وَلَمْ يُوْتِرْ فَلْيُوْتِرْ (بيهقى و حاكم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جائے اور اس نے وتر نہ پڑھے ہوں تو وہ (اب قضا) وتر پڑھے۔

وتر کی تین رکعتیں

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اِسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ (نسائی).

حضرت ابی بن کعب ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى (کی سورت) اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ (کی سورت) اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (کی سورت) پڑھتے تھے اور سلام صرف ان کے آخر میں پھیرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ...... ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ (مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (ایک رات) رسول اللہ ﷺ کے ہاں سوئے (تا کہ آپ کی رات کی عبادت کا مشاہدہ کریں۔ رات میں انہوں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے، آپ نے مسواک کی اور وضو کیا (پھر نوافل ادا کئے ان کے بعد) پھر آپ نے وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رمضان ہوں یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ (عام طور سے تہجد کی نماز میں) گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔آپ (پہلے) چار رکعت پڑھتے تھے تو تم ان کے حسن اورطول کے بارے میں مت پوچھو۔ پھر آپ (مزید) چار رکعت پڑھتے تھے تو تم ان کے حسن او رطول کے بارے میں (بھی) مت پوچھو۔ پھر آپ تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ قَالَتْ بِأَرْبَعٍ وَّثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَّثَلَاثٍ وَثَمَانٍ وَّثَلَاثٍ وَعَشَرَةٍ وَّثَلَاثٍ وَلَمْ يَكُنْ يُوْتِرُ بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ وَلَا أَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ (احمد و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ ﷺ وتر کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے (چونکہ وتر کی رکعتوں کی تعداد تین ہے جو طاق عدد ہے۔اس کے ساتھ جتنے بھی نفل جمع کئے جائیں تو عدد طاق ہی رہے گا۔اور وتر لغت میں طاق عدد کو کہتے ہیں اس لئے وتر سمیت کل تہجد کی نماز کو وتر کہہ دیا جاتا ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (تفصیل کرتے ہوئے) فرمایا کہ آپ (کبھی) چار (نفل) اور تین (وتر) پڑھتے تھے اور (کبھی) چھ (نفل) اور تین (وتر) پڑھتے تھے اور (کبھی) آٹھ (نفل) اور تین (وتر) پڑھتے تھے اور (کبھی) دس نفل اور تین (وتر) پڑھتے تھے۔ اور آپ (نفل سمیت) تیرہ رکعت سے زیادہ وتر نہیں پڑھتے تھے اور (نفل سمیت) سات سے کم وتر نہیں پڑھتے تھے۔

ایک رکعت وتر جائز نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا أَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ قَطُّ (موطا محمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک رکعت (نماز) تو کبھی بھی کافی نہیں ہوئی۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ قَالَ بَلَغَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ أَنَّ سَعْدًا يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ فَقَالَ مَا أَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ

قَطُّ (طبرانی)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت سعد ﷜ وتر کی ایک رکعت پڑھتے ہیں تو فرمایا ایک رکعت تو کبھی بھی کافی نہیں ہوئی۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنِ الْبُتَیْرَاءِ أَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَاحِدَۃً یُوْتِرُبِھَا (ابن عبدالبر فی التمھید)

حضرت ابوسعید خدری ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بتیرا (دم کٹی) سے منع فرمایا جو یہ ہے کہ آدمی وتر کی ایک رکعت پڑھے۔

رسول اللہ ﷺ سے جو ایک رکعت وتر منقول ہے اس کا مطلب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلَاۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَإِذَا خَشِیَ أَحَدُکُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی رَکْعَۃً وَاحِدَۃً تُوْتِرُ لَہٗ مَا قَدْ صَلّٰی (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷜ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کو (افضل نفلی) نماز دو دو رکعتیں کرکے ہے (کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرلے) اور جب تم میں سے کسی کو طلوع فجر (کے قریب) ہونے کا خوف ہو تو وہ ایک رکعت پڑھ لے جو پڑھی ہوئی نماز کو وتر (یعنی طاق عدد) بنا دے گی۔

فائدہ: چونکہ رسول اللہ ﷺ سے وتر کے تین رکعت پڑھنا منقول ہے جیسا کہ اوپر متعدد احادیث میں ذکر ہوا اور ایک رکعت وتر سے منع کیا گیا ہے لہٰذا اس حدیث میں جو ایک رکعت کا ذکر ہے تو اس سے مراد ہے تہجد کے نوافل کے بعد وتر کی دو رکعتوں کے ساتھ ان پر سلام پھیرے بغیر ایک رکعت ملانا۔ رسول اللہ ﷺ کا مستقل نئی تحریمہ کے ساتھ صرف ایک رکعت پڑھنا کسی بھی حدیث میں منقول نہیں ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَوْتَرَ بِرَکْعَۃٍ (دارقطنی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت کے ساتھ (پڑھی ہوئی نماز کو) طاق عدد میں کر دیا۔

فائدہ: 1- چونکہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز کے آخر میں وتر پڑھتے تھے اس لئے اس حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ آپ نے ایک رکعت پڑھ کر پہلے پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دیا۔ اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ وتر طاق عدد کو بھی کہتے ہیں۔ نوافل اور وتر کے عدد کا مجموعہ طاق عدد ہوتا ہے اس لئے کل نماز کو بھی مجازاً وتر (طاق) کہہ دیا جاتا ہے تو جب آدمی وتر کی آخری رکعت پڑھتا ہے تو اس سے کل نماز کو وتر (طاق) کہہ دیا جاتا ہے۔

www.askfatwa.com

2- چند ایک صحابہ مثلاً حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ بالا قسم کے الفاظ سے یہ سمجھا کہ وتر کی صرف ایک رکعت پڑھنا بھی کافی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی بتیراء سے ممانعت اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر انکار اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ ان حضرات کا اجتہاد تھا کہ انہوں نے اس طرح سے سمجھا ورنہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ایک رکعت وتر پڑھنا نہیں تھی۔ اس کی ایک اور بڑی دلیل یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ أَوْتَرَ مُعَاوِیَةُ رضی اللہ عنہ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَکْعَةٍ وَعِنْدَهٗ مَوْلًی لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَاَتَی ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَأَخْبَرَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (بخاری)

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد وتر کی صرف ایک رکعت پڑھی۔ (اس وقت) ان کے پاس حضرت عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام (کریب) تھے (ان کو اس پر تعجب ہوا اور ان کے عمل کو غلط سمجھا اور شکایت کے طور پر) وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو یہ بات بتائی (جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سمیت عام طور پر صحابہ وتر کی ایک رکعت نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی اس کو جائز سمجھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے شاگرد کریب کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عمل پر شدید انکار ہے اور ڈر ہے کہ وہ کہیں ان کے بارے میں کوئی نکتہ چینی یا عیب گوئی کریں حالانکہ وہ صحابی ہیں) تو فرمایا (اگرچہ ہمیں بھی ان کے اس عمل سے اتفاق نہیں لیکن اس کے باوجود) تم ان کو کچھ نہ کہو کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں (اور یہ عمل ان کے اجتہاد کی بنیاد پر ہے)

3- مذکوہ بالا حضرات کے برعکس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اگرچہ وتر کی رکعتیں تین ہی رکھیں لیکن انہوں نے یہ سمجھا کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں پھر کھڑے ہو کر نئی تحریمہ کے ساتھ ایک اور رکعت پڑھیں اور اس کے بعد پھر سلام پھیریں۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ کَانَ یُسَلِّمُ بَیْنَ الرَّکْعَةِ وَالرَّکْعَتَیْنِ فِی الْوِتْرِ حَتّٰی یَامُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ (بخاری)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وتر کی (پہلی دو) رکعتوں اور (آخری) رکعت کے درمیان (بیٹھ کر تشہد پڑھ کے) سلام پھیرتے تھے حتیٰ کہ (اس کے بعد) اپنی کسی ضرورت کا حکم بھی دے دیا کرتے تھے۔

دو سلاموں کے ساتھ وتر پڑھنا بظاہر نبی ﷺ کی طرف منسوب ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے

www.askfatwa.com

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوِتْرِ وَالشَّفْعِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَيُسْمِعُنَاهَا (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر اور دو رکعتوں کے درمیان سلام کے ساتھ فرق کرتے تھے اور سلام کو (آواز سے کہہ کر) ہمیں سناتے تھے۔

لیکن ایسا سمجھنا درست نہیں جس کی دو وجہیں ہیں:

1- یہاں دو رکعتوں سے وتر کی پہلی دو رکعتیں مراد ہونا قطعی نہیں ہے بلکہ بتیراء سے ممانعت کی وجہ سے یہ متعین ہے کہ دو رکعتوں سے مراد تہجد کی نماز کی آخری دو رکعتیں ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی آخری دو رکعتوں اور وتر کی نماز کے درمیان سلام پھیرتے تھے تاکہ نفل کی نماز اور وتر کی نماز علیحدہ علیحدہ تحریمہ سے ہوں کیونکہ وتر واجب ہیں ان کا نفل نماز سے علیحدہ ہونا ضروری ہے۔

2-عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ (نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَلْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ (طحاوی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں (اس طریقے سے) جیسے دن کی طاق نماز یعنی مغرب کی نماز ہے (کہ جیسے مغرب کی تین رکعتوں کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے اسی طرح وتر کی تین رکعتوں کے بعد سلام ہے دو کے بعد نہیں)۔

دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی ہے

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ أَنَساً رضی اللہ عنہ عَنِ الْقُنُوْتِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ أَوْعِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَائَةِ (بخاری)

عبدالعزیز رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ اس کو رکوع کے بعد پڑھنا ہے یا قراءت سے فارغ ہو کر (رکوع میں جانے سے پہلے) پڑھنا ہے۔ انہوں نے فرمایا (رکوع کے بعد نہیں) بلکہ قراءت سے فراغت پر (رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت) پڑھنی ہے۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (نسائی)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے تو دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

www.askfatwa.com

قنوت پڑھنے سے پہلے تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا

عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ (بخاری فی جزء رفع الیدین)

اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے پھر رکوع سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اٹھاتے تھے اور دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوْتِ (بخاری فی جزء رفع الیدین)

ابوعثمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قنوت کے وقت اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اٹھاتے تھے۔

قنوت میں منقول دعا

عَنْ خَالِدِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْعُوْ عَلٰى مُضَرَ إِذْ جَاءَهٗ جِبْرَئِيْلُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ فَسَكَتَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا وَلَا لَعَّانًا وَإِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً ثُمَّ قَرَأَ الْآيَةَ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ثُمَّ عَلَّمَهُ الْقُنُوْتَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ ...... الخ (مراسیل ابی داؤد)

حضرت خالد بن عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ مضر کے لئے بددعا کر رہے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیل (علیہ السلام) آئے اور آپ کو خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔ آپ خاموش ہوئے تو کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو برا بھلا کہنے والا اور لعن طعن کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو محض رحمت بنا کر بھیجا ہے پھر انہوں نے یہ آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ پڑھی پھر جبرئیل (علیہ السلام) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قنوت سکھایا اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ...... الخ

وتر کا سلام پھیر کر کیا کہے

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَلَّمَ فِي الْوِتْرِ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيْلُ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالثَّالِثَةِ (نسائی)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر کی نماز میں سلام پھیر لیتے تو سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ تین مرتبہ کہتے اور تیسری مرتبہ میں اپنی آواز کو (کچھ) بلند کرتے۔

www.askfatwa.com

باب: 26

سنن مؤکدہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ...... وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (مسلم)

عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (فرضوں سے) زائد (سنت مؤکدہ) نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے پھر آپ (گھر سے) باہر نکلتے (اور مسجد میں جا کر لوگوں کو ظہر کی) نماز پڑھاتے پھر (میرے گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے پھر (میرے گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور آپ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور (میرے گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور جب فجر طلوع ہوتی تو (فرضوں سے پہلے) دو رکعت پڑھتے۔

عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (ترمذی)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک دن رات میں بارہ رکعتیں (سنت مؤکدہ) پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جاتا ہے۔ (ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے) چار ظہر (کے فرضوں) سے پہلے اور دو ان کے بعد اور دو رکعتیں مغرب (کے فرضوں کے بعد اور دو رکعتیں عشاء (کے فرضوں) کے بعد اور دو رکعتیں فجر (کے فرضوں) سے پہلے۔

www.askfatwa.com

ظہر کی چار مؤکدہ سنتیں پہلے نہ پڑھی ہوں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کبھی ظہر سے پہلے چار رکعت نہ پڑھ پاتے تو آپ ان کو ظہر کے بعد پڑھتے۔

جمعہ کی مؤکدہ سنتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز (کے فرض جماعت سے) پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ ...... (طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ جمعہ کے فرض سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے اور ان میں دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (یعنی ان کو دو دو کر کے نہیں پڑھتے تھے)

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ سِتًّا (طحاوی)

حضرت علی ؓ نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے بعد نماز پڑھے (مراد ہے کہ سب پڑھیں) تو وہ چھ رکعتیں پڑھے۔

چار رکعت سنت مؤکدہ کو ایک سلام سے پڑھنا ہے

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ كَانُوْا لَا يَفْصِلُوْنَ بَيْنَ أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ بِتَسْلِيْمٍ إِلَّا بِالتَّشَهُّدِ وَلَا أَرْبَعٍ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَلَا أَرْبَعٍ بَعْدَهَا (كتاب الحجة لمحمد)

مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ ظہر سے پہلے کی چار سنتوں میں اور جمعہ سے پہلے کی اور بعد کی چار سنتوں میں دو رکعتوں کے بعد تشہد پڑھتے تھے لیکن سلام نہیں پھیرتے تھے۔

فجر کی سنتوں میں قراءت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو سنتوں میں (پہلی رکعت میں) سورت قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ پڑھی اور (دوسری رکعت میں) سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھی۔

www.askfatwa.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ بِقُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ (کے معمولات) کو ایک ماہ تک بغور دیکھا (ان میں سے ایک یہ تھا کہ) آپ فجر (کے فرضوں) سے پہلے کی دوسنتوں میں سورت قُلْ یَا أَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ اور سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُوْلٰى مِنْهُمَا قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی) فجر کی دوسنتوں کی پہلی رکعت میں سورت بقرہ کی آیت قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا پڑھتے تھے اور ان کی دوسری رکعت میں آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ والی آیت پڑھتے تھے۔

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب قضا کرے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک (غیر واجب) نماز پڑھنے سے اور فجر کی نماز کے بعد سے سورج طلوع ہونے تک (غیر واجب) نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعَ الشَّمْسُ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے فجر کی سنتیں نہ پڑھیں تو وہ ان کو سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔

فجر کی نماز قضا ہوجائے اور زوال سے پہلے قضا کرے تو سنتیں بھی پڑھے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ عَرَّسْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَاخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَاسِ رَاحِلَتِهٖ فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ہم ایک سفر میں تھے تو) ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ رات کے

آخری حصہ میں پڑاؤ کیا (اور سو گئے۔ اللہ کا حکم کہ رسول اللہ ﷺ سمیت) ہم بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہر شخص اپنی سواری کو پکڑے (اور یہاں سے چلے) کیونکہ یہ ایسی منزل ہے جہاں ہمارے پاس شیطان آ گیا تھا (جو یہی چاہتا ہے کہ اور کچھ نہ ہو سکے تو یہی سہی کہ لوگ سوتے رہ جائیں اور نماز قضا ہو جائے)۔ ہم نے ایسا ہی کیا (اور کچھ دور چل کر پڑاؤ کیا) پھر آپ نے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر دو سنتیں پڑھیں پھر اقامت کہی گئی اور آپ نے فجر کی (فرض) نماز پڑھائی۔

فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے اور امام کے ساتھ ملنے کی امید ہو تو پہلے سنتیں پڑھے

عَنْ أَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِیْ صَلوٰةِ الْغَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ ﷺ وَابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ وَالْإِمَامُ يُصَلِّي. فَأَمَّا بْنُ عُمَرَ ﷺ فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ وَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ. فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ مَكَانَهُ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ (طحاوی)

ابو مجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ فجر کی نماز کے لئے مسجد میں گیا (جماعت کھڑی ہو چکی تھی) اور امام نماز پڑھا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ تو صف میں شریک ہو گئے (اور فرض پڑھنے لگے) جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے پہلے دو سنتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ (نماز میں) شریک ہوئے۔ جب امام نے سلام پھیر لیا تو حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ اپنی جگہ بیٹھے رہے یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو (کر روشن ہو) گیا تو کھڑے ہوئے اور دو سنتیں (قضا) پڑھیں۔

www.askfatwa.com

باب: 27

غیر مؤکدہ سنتیں اور نوافل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت نازل فرمائے جو عصر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت پڑھے۔

غیر موکدہ چار سنتیں دو دو کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَکْعَاتٍ یَفْصِلُ بَیْنَھُنَّ بِالتَّسْلِیْمِ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے اور ان کے درمیان میں سلام پھیرتے تھے (یعنی دو دوگانے پڑھتے تھے)

ظہر، مغرب اور عشاء کے بعد نفل

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ عَلٰی أَثَرِ کُلِّ صَلَاۃٍ رَکْعَتَیْنِ إِلَّا الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ (مسند اسحاق بن راھویہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے آخر میں دو رکعت (نفل) پڑھتے تھے سوائے فجر اور عصر (کی نمازوں) کے۔

مخصوص نوافل

اشراق کے نفل

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَۃٍ ثُمَّ قَعَدَ یَذْکُرُ اللّٰہَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَتْ لَہٗ کَأَجْرِ حَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ (ترمذی)

www.askfatwa.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھے پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجائے پھر دو رکعت نفل پڑھے تو اس کو (پورے) ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔

چاشت کے نفل

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لا یُحَافِظُ عَلٰی صَلَاةِ الضُّحٰی إِلَّا أَوَّابٌ قَالَ وَهِیَ صَلَاةُ الْأَوَّابِیْنَ (حاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چاشت کی نماز کی محافظت تو صرف بڑے توبہ کرنے والے ہی کرتے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ چاشت کی نماز تو اوابین (یعنی بڑے توبہ کرنے والوں) کی نماز ہے۔

چاشت کا وقت

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْأَوَّابِیْنَ حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ (مسلم)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑے توبہ کرنے والوں کی نماز (یعنی چاشت کی نماز) کا وقت وہ ہے جس وقت اونٹنی کے بچوں کے پیر جلتے ہیں (یعنی ایک چوتھائی دن گذرنے پر جب دھوپ تیز ہوجاتی ہے)۔

چاشت کی رکعتیں

عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رضی الله عنها کَمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ صَلَاةَ الضُّحٰی قَالَتْ أَرْبَعَ رَکْعَاتٍ وَیَزِیْدُ مَا شَاءَ (مسلم)

معاذہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی کتنی نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ (رسول اللہ ﷺ) چار رکعت پڑھتے تھے اور مزید جتنی چاہتے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ لَیْلٰی قَالَ مَا أَخْبَرَنِیْ أَحَدٌ أَنَّهٗ رَأَی النَّبِیَّ ﷺ یُصَلِّی الضُّحٰی إِلَّا أُمُّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ بَیْتَهَا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ فَصَلّٰی ثَمَانَ رَکْعَاتٍ مَا رَأَیْتُهٗ صَلّٰی صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَیْرَ أَنَّهٗ کَانَ یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ (بخاری و مسلم)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے صرف حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن ان کے گھر میں داخل ہوئے اور آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ (کہتی ہیں کہ) میں نے نہیں دیکھا کہ رسول

www.askfatwa.com

اللہ ﷺ نے کبھی اس سے ہلکی نماز پڑھی ہو البتہ (ہلکی ہونے کے باوجود) آپ رکوع و سجود پوری طرح ادا کرتے تھے۔

تحیۃ الوضو

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالاً فَقَالَ بِمَا سَبَقْتَنِيْ إِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِيْ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَا أَصَابَنِيْ حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهُ وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمَا (ترمذی)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو بلایا اور پوچھا کہ وہ کیا عمل ہے جس کی وجہ سے تم مجھ سے پہلے جنت میں چلے گئے۔ میں (روحانی طور پر) کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہوا مگر یہ کہ میں نے تمہارے چلنے کی آواز اپنے آگے آگے سنی۔ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں جب کبھی بھی اذان دیتا ہوں تو اس کے بعد (اس عمل کے شکرانہ کے طور پر) دو رکعت پڑھتا ہوں اور جب کبھی میرا وضو ٹوٹتا ہے تو میں اس وقت وضو کرتا ہوں اور (طہارت کی توفیق پر) ہمیشہ دو رکعت پڑھتا ہوں اور میں خیال کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے دو رکعتیں مجھ پر (گویا) لازم ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہی دو باتوں کی وجہ ہے۔

تہجد کی نماز

عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا (مسلم)

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی (تہجد کی) نماز میں کیا کیفیت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ (اکثر اوقات) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعت پڑھتے تھے تو تم ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو۔ (ان کے بعد) آپ پھر چار رکعت پڑھتے تھے تو تم ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو پھر آپ تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَيْسٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُهُ وَكَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ كَسَلَ صَلّٰى قَاعِدًا (ابوداؤد)

www.askfatwa.com

عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قیام لیل (یعنی تہجد کی نماز) کو نہ چھوڑو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس کو (کسی حالت میں) نہ چھوڑتے تھے۔ آپ جب بیمار ہوتے یا تھکے ہوئے ہوتے تو بیٹھ کر نماز پڑھتے (لیکن بالکل چھوڑتے نہ تھے)

تحیۃ المسجد

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا یَجْلِسْ حَتّٰی یُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو (بہتر یہ ہے) جب تک وہ دو رکعت (تحیۃ المسجد کے) نہ پڑھ لے بیٹھے نہیں۔

فائدہ: تحیۃ المسجد کے واجب نہ ہونے کے دلائل یہ ہیں:

1- عَنْ زَیْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ کَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَدْخُلُوْنَ الْمَسْجِدَ ثُمَّ یَخْرُجُوْنَ وَلَا یُصَلُّوْنَ (ابن ابی شیبہ)

زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں (ایسا بھی ہوتا تھا کہ کبھی) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب مسجد میں جاتے تھے اور نماز پڑھے بغیر باہر آجاتے تھے۔

2- سب ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ بے وضو شخص مسجد میں داخل ہو سکتا ہے۔ اگر مسجد میں داخل ہونے پر تحیۃ المسجد واجب ہوتی تو بلا وضو مسجد میں داخل ہونا جائز ہی نہ ہوتا۔

نماز توبہ

عَنْ أَبِیْ بَکْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ یُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَتَطَهَّرُ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآیَةَ وَالَّذِیْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ ...... الی آخر الآیہ (ترمذی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بھی کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے پھر کھڑا ہوتا ہے اور طہارت حاصل کرتا ہے (یعنی وضو کرتا ہے) پھر (دو رکعت) نماز ادا کرتا ہے پھر اللہ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں۔ پھر (اپنی بات کی تائید میں) رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِیْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ. اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا برا کام کریں اپنے حق میں تو یاد کرتے ہیں اللہ کو اور بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی۔ (آل عمران: 135).

نماز استخارہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِى الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِىْ أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِىْ وَآجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِىْ وَيَسِّرْهُ لِىْ ثُمَّ بَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِىْ أَوْقَالَ فِىْ عَاجِلِ أَمْرِىْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ وَاصْرِفْنِىْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِىَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِىْ بِهٖ قَالَ وَيُسَمِّىْ حَاجَتَهٗ (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام ہی کاموں کے لئے استخارہ اسی اہتمام سے سکھایا کرتے تھے جس اہتمام سے آپ ہمیں قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے (اور) فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کو کوئی اہم بات پیش آ جائے تو وہ دو رکعت نفل نماز پڑھے پھر یہ (دعائیہ کلمات) کہے: اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ أَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ (اس جگہ پر اپنے کام کا نام لے) خَيْرٌ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ وَمَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِىْ (یا یوں کہے) خَيْرٌ لِّىْ فِىْ عَاجِلِ أَمْرِىْ وَآجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِىْ و يَسِّرْهُ لِىْ ثُمَّ بَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّىْ فِىْ دِيْنِىْ و مَعَاشِىْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِىْ یا یوں کہے شَرٌّ لِّىْ فِىْ عَاجِلِ أَمْرِىْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّىْ وَاصْرِفْنِىْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِىَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِىْ بِهٖ.

اے اللہ میں آپ کے علم سے خیر طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت سے قدرت طلب کرتا ہوں اور آپ کے فضل عظیم میں سے کچھ کا سوال کرتا ہوں کیونکہ آپ ہی قدرت (کے تمام خزانوں) والے ہیں جب کہ میں قدرت والا نہیں اور آپ علم (کے تمام خزانوں) والے ہیں جب کہ میں علم والا نہیں اور آپ تو تمام غیبوں کو خوب جاننے والے ہیں۔ اے اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام (مثلاً فلاں کاروبار یا فلاں عورت سے نکاح کرنا) میرے دین اور میری دنیوی زندگی اور میری اخروی زندگی کے لئے خیر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر کر دیجئے اور وہ مجھے میسر کر دیجئے پھر اس میں میرے لئے برکت ڈال دیجئے۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے دین اور میری دنیوی زندگی اور میری اخروی زندگی کے لئے شر ہے تو اس کو مجھ سے دور کر دیجئے اور مجھے اس سے دور کر دیجئے اور خیر جہاں بھی ہو اس کو میرے لئے مقدر کر دیجئے پھر مجھے اس پر راضی کر دیجئے۔

www.askfatwa.com

صلاۃ التسبیح

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيْكَ أَلَا أَمْنَحُكَ أَلَا أَحْبُوْكَ أَلَا أَفْعَلُ لَكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَقَدِيْمَهُ وَحَدِيْثَهُ وَخَطَأَهُ وَعَمَدَهُ وَصَغِيْرَهُ وَكَبِيْرَهُ وَسِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ عَشْرُ خِصَالٍ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ تَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً. فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَائَةِ فِيْ أَوَّلِ رَكْعَةٍ فَقُلْ وَأَنْتَ قَائِمٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُ وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشَرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشَرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُ وَ أَنْتَ سَاجِدٌ عَشَرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشَراً ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشَرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (اپنے چچا) عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا اے عباس اے چچا کیا میں تم کو کچھ عطیہ نہ کروں، کیا میں تم کو کچھ ہدیہ نہ کروں، کیا میں تم کو کچھ ہبہ نہ کروں، کیا میں تمہیں ایسی دس باتیں نہ بتاؤں کہ جب تم ان کو کرلو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے، قدیم و جدید، خطا سے ہوں یا عمد سے، چھوٹے ہوں یا بڑے اور پوشیدہ ہوں یا اعلانیہ تمام گناہوں کو معاف فرمادیں۔ وہ دس باتیں یہ ہیں کہ تم چار رکعات نماز پڑھو اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھو۔ جب پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے کھڑے پندرہ مرتبہ سبحان الله و الحمد لله و لا إله الا الله والله اكبر کہو۔ پھر رکوع کرو اور (رکوع کی تسبیحات کے بعد) رکوع ہی میں دس بار یہ کلمات کہو۔ پھر رکوع سے اپنا سر اٹھاؤ اور (ربنا لک الحمد کہہ چکنے کے بعد قومہ ہی میں) دس بار یہ کلمات کہو پھر سجدہ میں جاؤ اور (سجدہ کی تسبیحات کہنے کے بعد) سجدہ ہی میں دس مرتبہ یہ کلمات کہو۔ پھر سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤ اور (جلسہ میں) دس مرتبہ یہ کلمات کہو۔ پھر (دوبارہ) سجدہ میں جاؤ اور (تسبیحات کے بعد سجدہ ہی میں) دس بار یہ کلمات کہو۔ پھر سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤ اور (کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ کر) دس بار یہ کلمات کہو۔ اس طرح سے یہ ہر رکعت میں پچھتر کلمے ہو گئے ایسا تم چاروں رکعتوں میں کہو۔ اگر ہو سکے کہ تم یہ نماز ہر روز ایک مرتبہ پڑھ سکو تو ایسا کرلو۔ اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو

www.askfatwa.com

ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اور اگر یہ نہ کرو تو مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لو اور اگر یہ بھی نہ کرو تو سال ہی میں ایک مرتبہ پڑھ لو اور اگر یہ بھی نہ کرو تو اپنی عمر میں تو ایک مرتبہ پڑھ ہی لو۔

نفل نماز کے احکام

فرض نمازوں میں جو نقص رہ گیا ہو وہ نوافل سے پورا کیا جاتا ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ إِنَّ أَوَّلَ مَایُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَ أَنْجَحَ وَ إِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَةٍ شَیْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن (حقوق اللہ میں سے) بندے کے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہوگا وہ نماز ہے۔ اگر وہ درست ہوئی تو آدمی کامیاب رہے گا اور اگر وہ خراب ہوئی تو آدمی ناکام رہے گا۔ اور اگر اس کی فرض نماز میں کچھ نقص ہوا (مثلاً واجبات کی ادائیگی میں خلل رہا) تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دیکھو کیا میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں۔ (اگر ہوں گے) تو ان سے اس نقص کو پورا کیا جائے گا۔

بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ حَدِّثِیْنِیْ عَنْ وِتْرِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ کَانَ یُوْتِرُ بِثَمَانِیْ رَکْعَاتٍ لَا یَجْلِسُ إِلَّا فِی الثَّامِنَةِ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَةً أُخْرٰی لَا یَجْلِسُ إِلَّا فِی الثَّامِنَةِ وَالتَّاسِعَةِ وَلَا یُسَلِّمُ إِلَّا فِی التَّاسِعَةِ ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتِلْکَ إِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً یَابُنَیَّ فَلَمَّا أَسَنَّ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَکْعَاتٍ لَمْ یَجْلِسْ إِلَّا فِی السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ وَلَمْ یُسَلِّمْ إِلَّا فِی السَّابِعَةِ ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتِلْکَ تِسْعُ رَکْعَاتٍ (ابوداؤد)

سعد بن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ مجھے نبی ﷺ کی تہجد اور وتر کے بارے میں بتائیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ (دو دو کر کے پہلے چھ نفل پڑھتے تھے۔ پھر وتر کی دو رکعتیں پڑھتے تھے اور اس طرح سے کل نماز کی) آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے اور (وتر کی تیسری رکعت پڑھنے کی خاطر) صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے (تاکہ اس میں تشہد پڑھیں) پھر آپ کھڑے ہوتے اور ایک اور رکعت پڑھتے۔ تو (تہجد اور وتر کی طاق رکعتوں کے مجموعہ کے اعتبار سے) آپ (وتر پڑھنے کی خاطر) صرف آٹھویں اور نویں رکعت میں بیٹھتے تھے اور صرف

نویں رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔اس کے بعد آپ بیٹھ کر دو نفل پڑھتے تھے۔اس طرح سے کل گیارہ رکعتیں ہو جاتی تھیں۔اے بیٹے جب آپ عمر رسیدہ ہوئے اور آپ کا جسم آپ پر بوجھل ہو گیا تو آپ (بجائے نو کے) سات رکعتیں پڑھتے اور ان میں (وتر کی خاطر) صرف چھٹی اور ساتویں رکعت پر بیٹھتے اور صرف ساتویں رکعت پر سلام پھیرتے۔ پھر آپ بیٹھ کر دو نفل پڑھتے تو یہ کل نو رکعتیں ہو جاتیں۔

نفل بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ إِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ (بخاری)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے آدمی کے بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا آدمی اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو یہ زیادہ فضیلت کی بات ہے اور جو بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھے تو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی بہ نسبت آدھا اجر ملتا ہے۔

فائدہ: کسی مجبوری اور مرض سے فرض، واجب اور نفل بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ جب مرض میں مبتلا ہو جائے یا سفر میں نکل جائے تو اقامت اور صحت کی حالت میں وہ جو عمل کرتا تھا اسی کی مثل اس کے لئے اجر لکھا جاتا ہے۔

سواری پر بیٹھے ہوئے نفل پڑھنا

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُوْمِئُ رَاْسَهٗ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ (بخاری)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سواری پر نفل نماز پڑھتے دیکھا۔ جس رخ کو بھی سواری ہوتی آپ اسی رخ کو اپنا سر رکھتے۔اور رسول اللہ ﷺ فرض نمازوں میں ایسا نہ کرتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَّتَطَوَّعَ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلّٰى حَيْثُ وَجَّهَهٗ رِكَابُهٗ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور نفل نماز پڑھنا چاہتے

www.askfatwa.com

تو (شروع) میں اپنی اونٹنی کا رخ قبلہ کی طرف کر لیتے (اور اس طرح سے خود بھی قبلہ رخ ہو جاتے) پھر تکبیر تحریمہ کہتے) پھر اس کے بعد (اونٹنی کا رخ منزل مقصود کی طرف کر دیا جاتا اور) جس رخ پر اونٹنی آپ کو رکھتی اسی رخ پر آپ نماز پڑھ کر مکمل کرتے۔

نفل کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّىْ جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِىَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ يَفْعَلُ فِى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَضٰى صَلَاتَهٗ نَظَرَ فَإِنْ كُنْتُ يَقْظٰى تَحَدَّثَ مَعِىْ وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اِضْطَجَعَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی) بیٹھ کر (تہجد کی نفلی) نماز پڑھتے تھے۔اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ) آپ بیٹھ کر قراءت کرتے تھے اور جب آپ کی قراءت میں سے تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور (باقی) قراءت کھڑے ہو کر کرتے۔ پھر آپ رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے۔ (پھر) دوسری رکعت میں آپ پہلی رکعت کی مثل کرتے۔ اور جب آپ اپنی نماز مکمل کر لیتے تو دیکھتے اگر میں بیدار ہوتی تو (کچھ دیر) مجھ سے (باہمی دلچسپی کی کوئی) بات کرتے اور اگر میں سوئی ہوئی ہوتی تو آپ (بھی) لیٹ جاتے تھے۔

www.askfatwa.com

باب: 28

نماز تراویح

تراویح کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِیْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّامُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ رمضان (کی راتوں) میں قیام کی ترغیب دیتے تھے لیکن لوگوں کو اس کی فرضیت کا حکم نہیں دیتے تھے۔ فرماتے تھے جو شخص رمضان (کی راتوں) میں ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کرے تو اس کے گزشتہ (تمام صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تراویح کی جماعت

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰی مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ الَّذِیْ صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّیْ خَشِيْتُ أَنْ يُّفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ فِیْ رَمَضَانَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اعتکاف کے دوران) ایک رات مسجد میں آواز کے ساتھ نماز پڑھی۔ کچھ لوگ بھی (جو مسجد میں موجود تھے) آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہوگئے۔ پھر اگلی رات میں آپ نے اسی طرح نماز پڑھی تو زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات بھی (آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے شوق میں) لوگ جمع ہوئے لیکن آپ اپنے معتکف سے باہر تشریف نہ لائے (بعض لوگوں کا خیال ہوا کہ شاید آپ سو رہے ہوں اس لئے انہوں نے کھنکھناہٹ بھی کی لیکن آپ باہر نہ آئے) جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا جو کچھ تم نے کیا (کہ جمع ہوئے اور بعض

کھنکھنائے بھی) وہ سب میرے علم میں تھا لیکن تمہارے پاس باہر آنے سے مجھے اس خوف نے روکا کہ کہیں یہ جماعت تم پر فرض نہ کردی جائے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ یہ قصہ رمضان میں ہوا تھا۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ مِنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَاحَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِي السَّادِسَةِ وَقَامَ بِنَا فِي الْخَامِسَةِ حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهٖ فَقَالَ إِنَّهٗ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ ثَلَاثٌ مِنَ الشَّهْرِ وَصَلّٰى بِنَا فِي الثَّالِثَةِ وَدَعَا أَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى تَخَوَّفْنَا الْفَلَاحَ (ترمذی)

حضرت ابوذر ؓ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (رمضان کے) روزے رکھے۔ آپ نے ہمیں (تراویح کی) نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ (رمضان کے) مہینے کے سات دن باقی رہ گئے۔ (جب تیئسویں رات ہوئی) تو آپ نے ہمیں (تراویح کی) نماز تہائی رات تک پڑھائی۔ پھر چوبیسویں رات کو آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی اور پچیسویں رات کو آپ نے ہمیں آدھی رات تک نماز پڑھائی۔ (اس وقت) میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہی اچھا ہوا گر آپ ہمیں آج کی باقی رات بھی مزید نماز پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی امام کے ساتھ (نماز میں) اس کے فارغ ہونے تک قیام کرے اس کے لئے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے (اور پوری رات قیام کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے) پھر آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ مہینے کی صرف تین راتیں باقی رہ گئیں۔ پھر آپ نے ہمیں ستائیسویں کو نماز پڑھائی اور (اس کے لئے) اپنے گھر والوں کو اور اپنی عورتوں کو بلوالیا اور ہمیں اتنی دیر تک نماز پڑھائی کہ ہمیں سحری کے فوت ہونے کا خطرہ ہونے لگا۔

فائدہ: جب تیسری رات سحری کا وقت ختم ہونے سے کچھ ہی دیر پہلے فارغ ہوئے تو ظاہر ہے کہ اس رات رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ نے تہجد کے لئے مزید کچھ نفل نہ پڑھے ہوں گے اور تراویح ہی تہجد کے قائم مقام بن گئی ہوگی۔ البتہ پہلی رات صرف تہائی رات تک جماعت کرائی اور رسول اللہ ﷺ کے معمولات کو دیکھتے ہوئے یہ بعید ہے کہ اس کے بعد آپ نے مزید کچھ نماز نہ پڑھی ہوگی۔ غرض تراویح تہجد ہی کا حصہ ہے کہ کبھی صرف تراویح میں ہی رات گذر گئی اور کبھی مزید نماز بھی پڑھی۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ ...... فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِیْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى ذٰلِكَ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر ؓ کی خلافت کے دوران اور حضرت عمر ؓ کی خلافت کے ابتدائی حصہ میں تراویح کا معاملہ یہی رہا (کہ تراویح کی ایک

جماعت نہ ہوتی تھی اور لوگ اپنی اپنی تراویح پڑھتے تھے یا ٹکڑیوں میں کسی حافظ و قاری کے پیچھے پڑھتے تھے)

عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِی مَالِکٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ لَیْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ فَرَأٰی نَاسًا فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ یُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَایَصْنَعُ ھٰؤُلَاءِ قَالَ قَائِلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَیْسَ مَعَھُمُ الْقُرْآنُ وَأُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ یَقْرَأُ وَھُمْ مَعَهٗ یُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ قَالَ قَدْ أَحْسَنُوْا وَقَدْ أَصَابُوْا وَلَمْ یَکْرَہْ ذٰلِکَ لَھُمْ (بیھقی)

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک ؓ کہتے ہیں کہ رمضان کی ایک رات میں رسول اللہ ﷺ (اپنے گھر سے) باہر (مسجد میں) تشریف لائے اور مسجد کے ایک کونے میں کچھ لوگوں کو (جماعت سے) نماز پڑھتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں (یعنی یہ لوگ جماعت سے کیسی نماز پڑھ رہے ہیں) ایک شخص نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ یہ کچھ لوگ ہیں جو حافظ نہیں ہیں۔ ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) تراویح میں قرآن پڑھ رہے ہیں تو یہ بھی ان کی نماز میں شریک ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان لوگوں نے اچھا اور صحیح کیا اور آپ ﷺ نے ان کے عمل کو ناپسند نہیں کیا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ أَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَیْلَةً فِیْ رَمَضَانَ إِلَی الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ یُصَلِّی الرَّجُلُ بِنَفْسِهٖ وَیُصَلِّی الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ بِصَلَاتِهِ الرَّھْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّیْ أَرٰی لَوْ جَمَعْتُ ھٰؤُلَاءِ عَلٰی قَارِئٍ وَاحِدٍ لَکَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَھُمْ عَلٰی أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَیْلَةً أُخْرٰی وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِھِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ ھٰذِهٖ وَالَّتِیْ تَنَامُوْنَ عَنْھَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ یُرِیْدُ آخِرَ اللَّیْلِ وَکَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهٗ (بخاری)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر ؓ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ متعدد جماعتوں میں متفرق تھے کہیں تو ایک شخص تنہا (تراویح کی) نماز پڑھ رہا تھا اور کہیں ایک شخص پڑھتا تھا تو اس کے ساتھ کچھ لوگ شریک تھے۔ (یہ دیکھ کر) حضرت عمر ؓ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ میں اگر ان سب کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ پھر آپ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا اور سب کو حضرت ابی بن کعب ؓ پر جمع کر دیا (اور متفرق جماعتیں ختم کر کے مسجد میں صرف ایک جماعت کر دی۔ حضرت ابی بن کعب ؓ کو تراویح میں امام بنایا اور سب لوگوں کو ان کے پیچھے تراویح پڑھنے کا حکم دیا) پھر ایک اور رات میں حضرت عمر ؓ کے ساتھ نکلا تو (مسجد میں) سب لوگ اپنے (ایک) قاری کے پیچھے (تراویح کی) نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا ہمارا یہ نیا کام

(کہ مستقل طور پر تراویح ایک امام کے پیچھے ہو) کیا ہی اچھا ہے (کیونکہ ہمارے پاس اس نئے کام کی دلیل ہے اور وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس طرح باجماعت تراویح پڑھائی تھی لیکن صرف تین رات پڑھائی تھی مستقل معمول اس اندیشہ سے اختیار نہ کیا تھا کہ کہیں یہ فرض نہ کردی جائے۔اب وحی کا سلسلہ ختم ہو جانے سے وہ اندیشہ نہ رہا) نیز فرمایا وہ نماز جس سے تم سوئے رہتے ہو (یعنی اخیر رات میں تراویح کی نماز) افضل ہے اس نماز سے جو تم پڑھتے ہو۔عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (عام) لوگ تراویح رات کے اول حصہ میں پڑھتے تھے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک جب تک مسجد میں باقاعدہ مصلے پر ایک امام کے پیچھے تراویح کی جماعت کا انتظام نہیں ہوا تھا اس وقت تک تو ایک مسجد میں متعدد چھوٹی چھوٹی جماعتیں جائز تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر سب کو باقاعدہ مصلے پر ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا اور متعدد جماعتیں بند کردیں۔ لہٰذا جس مسجد میں باقاعدہ مصلے پر ایک امام کے پیچھے جماعت تراویح کا انتظام ہو اس میں پھر بھی تراویح کی متعدد جماعتیں ہوں یہ غلط بات ہے اور اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی نفی ہے۔

تراویح کی رکعتوں کی تعداد

رسول اللہ ﷺ سے آٹھ بھی ثابت ہیں اور بیس بھی ثابت ہیں

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكْعَاتٍ وَأَوْتَرَ.
(ابن حیان)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو رمضان میں تراویح پڑھائی تو آٹھ رکعتیں پڑھیں اور (پھر) وتر پڑھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں (تراویح کی) بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے تراویح میں آٹھ رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهٗ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِيْنَ حَتّٰى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِيْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ (مالک)

سائب بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں (یعنی آٹھ تراویح اور تین وتر) پڑھائیں۔ اور قاری (ایک رکعت میں) سوسو آیتیں پڑھتا تھا (جس کی وجہ سے قیام بہت طویل ہوتا تھا۔اس) طول قیام کی وجہ سے ہم لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے اور ہم فجر کے قریب کہیں جا کر فارغ ہوتے تھے۔

بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا اور اس پر اجماع و اتفاق ہے

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (ابن ابی شیبة)

یحیٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک صاحب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو (تراویح کی) بیس رکعتیں پڑھائیں۔

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (مؤطا مالک)

یزید بن رومان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں رمضان میں لوگ (بیس رکعت تراویح اور تین وتر ملا کر) تئیس رکعتیں پڑھتے تھے۔

عنْ عطاءٍ قَالَ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَا ثًا وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ (ابن ابی شیبة)

حضرت عطاء (تابعی) رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے صحابہ کو وتر سمیت تئیس رکعتیں پڑھتے پایا۔

ہر چار رکعت کے بعد ترویحہ

عَنْ أَبِى الْخُصَيْفِ قَالَ كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفْلَةَ فِيْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (بیهقی)

ابوخصیف رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت سوید بن غفلہؓ رمضان میں ہمیں پانچ ترویحوں میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

www.askfatwa.com

باب: 29

نماز خوف

طریقہ

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ قَالَ غَزَوۡتُ مَعَ رَسُوۡلِ اللّٰه ﷺ قِبَلَ نَجۡدٍ فَوَازَيۡنَا الۡعَدُوَّ فَصَافَفۡنَا لَهُمۡ فَقَامَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّىۡ لَنَا فَقَامَتۡ طَائِفَةٌ مَعَهٗ وَأَقۡبَلَتۡ طَائِفَةٌ عَلَى الۡعَدُوِّ فَرَكَعَ رَسُوۡلُ اللّٰه ﷺ بِمَنۡ مَعَهٗ وَسَجَدَ سَجۡدَتَيۡنِ ثُمَّ انۡصَرَفُوۡا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِىۡ لَمۡ تُصَلِّ فَجَاءُوۡا فَرَكَعَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمۡ رَكۡعَةً وَسَجَدَ سَجۡدَتَيۡنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنۡهُمۡ فَرَكَعَ لِنَفۡسِهٖ رَكۡعَةً وَسَجَدَ سَجۡدَتَيۡنِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوے میں شریک ہوا۔ ہم دشمن کے مقابل ہوئے تو ہم نے ان کے مقابل صفیں بنالیں۔ (نماز کا وقت آیا تو) رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ لشکر کا ایک حصہ آپ کے ساتھ (نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہا۔ اس ایک حصہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے (پہلی رکعت پڑھی اور) رکوع اور دو سجدے کئے۔ پھر یہ حصہ اس حصہ کی جگہ چلا گیا جس نے نماز نہیں پڑھی تھی اور یہاں دوسرا حصہ آگیا اور (اس کے ساتھ) رسول اللہ ﷺ نے (دوسری رکعت پڑھی اور) رکوع اور دو سجدے کئے۔ پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک نے (اپنی اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پوری کی اور اس کے) رکوع اور دو سجدے کئے (اور قعدہ کرکے سلام پھیرا)۔

امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کے اپنی نماز پورے کرنے کے دو طریقے

1- عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الۡخَوۡفِ فَقَامُوۡا صَفَّيۡنِ ...... ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَصَلُّوۡا لِأَنۡفُسِهِمۡ رَكۡعَةً ثُمَّ سَلَّمُوۡا ثُمَّ ذَهَبُوۡا فَقَامُوۡا مَقَامَ أُولٰئِكَ مُسۡتَقۡبِلَ الۡعَدُوِّ وَرَجَعَ أُولٰئِكَ إِلٰى مَقَامِهِمۡ فَصَلُّوۡا لِأَنۡفُسِهِمۡ رَكۡعَةً ثُمَّ سَلَّمُوۡا (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی۔ اس کے لئے

www.askfatwa.com

لشکر کے دو حصے ہو گئے۔(اپنی نماز پوری کر کے رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اور یہ دوسرا حصہ کھڑا ہوا اور اپنی (چھوٹی ہوئی) رکعت پوری کی پھر (قعدہ کر کے) سلام پھیرا پھر یہ دوسرا حصہ پہلے حصہ کی جگہ دشمن کے مقابل کھڑا ہو گیا اور پہلا حصہ ان کی جگہ آ گیا اور اس نے اپنی (چھوٹی ہوئی) رکعت پوری کی پھر (قعدہ کر کے) سلام پھیرا۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ...... ثُمَّ يَنْصَرِفُوْنَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّتَكَلَّمُوْا حَتّٰى يَقُوْمُوْا فِيْ مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ وَتَاتِي الطَّائِفَةُ الْأُوْلٰى حَتّٰى يُصَلُّوْا رَكْعَةً وُحْدَانًا ثُمَّ يَنْصَرِفُوْنَ فَيَقُوْمُوْنَ مَقَامَ أَصْحَابِهِمْ وَتَاتِي الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى حَتّٰى يَقْضُوا الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ وُحْدَانًا (كتاب الاثار محمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ......(جب امام سلام پھیر دے) تو دوسرا حصہ بغیر بات کئے پہلے حصے کی جگہ چلا جائے اور پہلا حصہ اس جگہ آ جائے اور اپنی رکعت کو ہر شخص تنہا تنہا ادا کرے۔(نماز پوری کر کے) پہلا حصہ واپس دوسرے حصہ کی جگہ چلا جائے اور وہاں کھڑا ہو جائے اور دوسرا حصہ آئے اور اس جگہ جو رکعت باقی رہ گئی تھی اس کو ہر شخص تنہا تنہا پڑھے۔

نبی ﷺ کے بعد نماز خوف کا جواز

عَنْ حَبِيْبٍ أَنَّهُمْ غَزَوْا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ كَابُلَ فَصَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ الْخَوْفِ (ابو داؤد)

حبیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کابل کی جنگ لڑی تو حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے ہم مسلمانوں کو نماز خوف پڑھائی۔

عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ بِطَبْرِسْتَانَ فَقَامَ فَقَالَ أَيُّكُمْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا فَصَلّٰى بِهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَبِهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً (ابو داؤد)

ثعلبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ طبرستان میں تھے تو وہ کھڑے ہوئے اور پوچھا تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے (پڑھی ہے) تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کو نماز پڑھائی ایک حصہ کو ایک رکعت اور دوسرے حصہ کو ایک رکعت (اور ہر حصہ نے اپنی چھوٹی ہوئی رکعت خود پوری کی)۔

www.askfatwa.com

باب:30

نماز استسقاء

رسول اللہ ﷺ نے صرف دعا پر بھی اکتفا کیا ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُحِطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا كِدْنَا أَنْ نَصِلَ إِلٰى مَنَازِلِنَا...... (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول بارش کا قحط ہوگیا ہے لہٰذا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لئے بارش برسا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو ہمارے لئے بارش شروع ہوگئی اور (بارش کی شدت کی وجہ سے) ہمارے لئے اپنے گھروں کو پہنچنا مشکل ہوگیا۔

استسقاء کے لئے نماز وغیرہ

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِيْ قَالَ فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهٗ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُوْ ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهٗ ثُمَّ صَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَاءَةِ (بخاری)

عباد بن تمیم کے چچا جو صحابی تھے رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جس دن آپ استسقاء کے لئے باہر نکلے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف اپنی پشت کی اور قبلہ رخ ہو کر دعا کی پھر (دعا کے دوران) آپ ﷺ نے اپنی چادر کو الٹا اور (اس سے پہلے) آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں جن میں آپ نے قراءت آواز سے کی۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ يَسْتَسْقِيْ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ ثُمَّ قَلَّبَ رِدَاءَهٗ فَجَعَلَ

www.askfatwa.com

الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ ﷛ کہتے ہیں جس دن رسول اللہ ﷺ نے استسقاء کی نماز پڑھنی تھی آپ باہر نکلے اور اذان و اقامت کے بغیر ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی (جس میں آپ نے قراءت آواز سے کی) پھر (ہماری طرف رخ کرکے) ہمیں خطبہ دیا اور (پھر) اللہ سے دعا کی اور (دعا کے وقت) آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلیا۔ پھر (دعا ہی کے دوران) آپ نے اپنی چادر کو الٹا اور اس کے دائیں جانب کو بائیں طرف اور بائیں جانب کو دائیں طرف کرلیا (جس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جیسے چادر کی حالت پلٹ گئی اسی طرح اللہ تعالیٰ ہماری خشک سالی اور قحط کی حالت کو پلٹ دیں)۔

دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا

عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى بَنِىْ آبِى اللَّحْمِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَسْقِىْ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيْبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا يَدْعُوْ يَسْتَسْقِىْ رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَاسَهٗ (ابوداؤد)

حضرت عمیر ﷛ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو (مدینہ منورہ کے ایک مقام) زوراء کے قریب (مدینہ منورہ کے دوسرے مقام) احجار زیت میں استسقاء کرتے دیکھا۔ آپ ﷺ کھڑے ہوکر بارش کے لئے دعا کر رہے تھے (اور آپ نے) اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے سامنے پھیلائے ہوئے تھے اور ان کو اپنے سر سے اوپر نہ کیا تھا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقٰى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ (مسلم)

حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بارش کی دعا کی اور اپنے ہاتھ کی پشت کو آسمان کی طرف کیا (تاکہ ہتھیلیاں جو ہاتھ کے اندر کا حصہ ہیں وہ زمین کی جانب ہوجائیں۔ اس میں غرض یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کی اندرونی تہہ کو زمین کی طرف کردیں تاکہ ان میں جو بارش ہو وہ برس سکے)۔

باب: 31

سورج گرہن کی نماز

عَنْ أَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَانْکَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَجُرُّ رِدَاءَ ہٗ حَتّٰی دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَإِذَا رَأَیْتُمُوْھَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰی یُکْشَفَ مَا بِکُمْ (بخاری)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے) تھے کہ سورج کو گرہن ہوا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی چادر کھینچتے ہوئے اٹھ کر چلے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے۔ ہم بھی (آپ کے ساتھ) مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ نے ہمیں (بڑی طویل) دو رکعتیں پڑھائیں یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت کی وجہ سے نہیں گہناتے اور جب تم سورج کو گہناتا ہوا (یعنی اس کو گرہن لگتا) دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو یہاں تک کہ تمہیں پیش آنے والی (سورج کے گرہن کی) کیفیت دور ہو جائے۔

سورج گرہن کی نماز کے لئے اعلان

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا کُسِفَتِ الشَّمْسُ علٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ نُوْدِیَ أَنَّ الصَّلٰوۃَ جَامِعَۃٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جب سورج گرہن ہوا تو (اذان کے بجائے محض یہ) اعلان کیا گیا کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔

سورج گرہن کی نماز کا طریقہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ یَوْمٍ شَدِیْدِ الْحَرِّ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِأَصْحَابِہٖ فَأَطَالَ الْقِیَامَ حَتّٰی جَعَلُوْا یَخِرُّوْنَ (ابو داؤد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سخت گرمی کے دن

www.askfatwa.com

سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی اور اتنا طویل قیام کیا کہ لوگ (غش کھا کھا کر) گرنے لگے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ أَرْمِيْ بِأَسْهُمٍ لِّيْ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ كُسِفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى مَاحَدَثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلٰوةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُحَمِّدُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُوْ حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ (منورہ) میں اپنے تیر چلانے (کی مشق کر) رہا تھا کہ سورج گرہن ہوگیا میں نے اپنے تیر پھینکے اور خود سے کہا کہ اللہ کی قسم میں ضرور دیکھوں گا کہ سورج گرہن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا۔ میں آپ کے پاس آیا تو آپ نماز میں کھڑے (دعا کیلئے) اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور آپ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور اللّٰهُ أَكْبَرُ کہنے لگے اور دعا کرنے لگے یہاں تک کہ سورج سے گہن ختم ہوگیا۔

عَنْ قُبَيْصَةَ الْهِلَالِيِّ قَالَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى بَدَتِ النُّجُوْمُ فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَأَنَا مَعَهٗ يَوْمَئِذٍ فِي الْمَدِيْنَةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّمَا هٰذِهِ الْآيَاتُ يُخَوِّفُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا كَأَحْدَثِ صَلٰوةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ. (ابوداؤد و نسائی).

حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ایسا شدید تھا کہ ستارے تک نظر آنے لگے تو رسول اللہ ﷺ خوفزدہ ہوکر اپنے کپڑے کھینچتے ہوئے نکلے میں اس دن آپ کے ساتھ مدینہ (منورہ) میں تھا۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں بڑا طویل قیام کیا۔ (پہلی رکعت میں سورہ بقرہ پڑھنے کے برابر اور دوسری رکعت میں سورہ آل عمران پڑھنے کے برابر اور (جب) آپ نماز سے پھرے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی (قدرت اور زور کی) نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے (اپنے بندوں کو) ڈراتا ہے (یعنی جھنجھوڑتا ہے کہ یہ ساری کائنات میرے حکم کی تابع ہے) تو تم جب یہ نشانیاں دیکھو تو (اللہ تعالیٰ کے زور کا اعتراف کرتے ہوئے نماز میں کھڑے ہو جاؤ اور) قریب ترین فرض نماز جو تم نے پڑھی ہے (یعنی فجر کی) اس کی طرح تم نماز پڑھو۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالْغُلَامُ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِيْ غَرْضَيْنِ لَنَا حَتّٰى إِذَا

www.askfatwa.com

كَانَتِ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِيْ عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الْأُفُقِ اِسْوَدَّتْ حَتّٰى آضَتْ كَأَنَّهَا تَنُّوْمَةٌ فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ اِنْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللّٰهِ لَيُحْدِثَنَّ شَانُ هٰذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أُمَّتِهٖ حَدَثًا قَالَ فَدُفِعْنَا فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسْتَقْدَمَ فَصَلّٰى فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلَ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلَ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلَ مَاسَجَدَ بِنَا فِي صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ فَوَافَقَ تَجَلِّي الشَّمْسِ جُلُوْسَهٗ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ (ابوداؤد)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ میں اور ایک انصاری نوجوان تیر اندازی کر رہے تھے یہاں تک کہ دیکھنے والے کی نظر میں سورج افق سے دو یا تین نیزے اوپر ہوا تھا کہ وہ (گرہن کی وجہ سے) سیاہ ہوگیا اور ایک سیاہ پھل تنومہ کی طرح ہوگیا۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ چلو ہم مسجد کی طرف چلتے ہیں کیونکہ اللہ کی قسم اس سورج کی یہ کیفیت رسول اللہ ﷺ کے لئے آپ کی امت کے بارے میں کسی نئی ہدایت کا باعث ہوگی۔ کہتے ہیں کہ (ہم تیزی سے چلے گویا کہ) ہمیں دھکیلا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ سامنے تھے۔ آپ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا جو مثل اس طویل ترین قیام کے تھا جو آپ نے ہمارے ساتھ کبھی نماز میں کیا ہو (اور) ہم آپ کی کچھ آواز نہ سنتے تھے۔ پھر آپ نے ہمارے ساتھ رکوع کیا جو مثل اس طویل ترین رکوع کے تھا جو آپ نے کبھی ہمارے ساتھ کیا ہو (اور) ہم آپ کی آواز نہ سنتے تھے۔ پھر آپ نے ہمارے ساتھ سجدہ کیا جو مثل اس طویل ترین سجدے کے تھا جو آپ نے کبھی ہمارے ساتھ کیا ہو (اور) ہم آپ کی آواز نہ سنتے تھے۔ پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ کہتے ہیں کہ آپ دوسری رکعت کے بعد قعدہ میں تھے کہ سورج صاف ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔

اس نماز میں قراءت آہستہ کرنی ہے

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كُسُوْفٍ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا (ترمذی)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورج گرہن کے وقت نماز پڑھائی (جس میں) ہم آپ کی (قراءت کے سری ہونے کی وجہ سے اس کی) آواز نہ سنتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْكُسُوْفَ فَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ فِيْهَا حَرْفًا مِنَ الْقِرَاءَةِ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (جیسا کہ طبرانی میں ہے رسول اللہ ﷺ کے ایک

جانب ہو کر) آپ کے ساتھ سورج گرہن کی نماز پڑھی تو میں نے اس نماز میں آپ ﷺ سے قراءت کا ایک حرف بھی نہیں سنا (کیونکہ آپ نے قراءت آہستہ کی تھی)

فائدہ: اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سوج گرہن کی نماز باجماعت ہوگی اور اس میں امام قراءت آہستہ کرے گا اور ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہوگا جیسا کہ عام طور سے نماز میں ہوتا ہے۔

1- اس کے برعکس بعض حدیثوں میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت آواز سے کی۔

عَنْ عائِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ جَهَرَ فِي الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَ تِهٖ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز میں آواز سے قراءت کی۔

لیکن ترجیح اسی بات کو حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت آہستہ سے کی تھی کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو عورتوں کی صف میں پیچھے تھیں جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ جو ان سے آگے مردوں کی صف میں تھے وہ قراءت کے آواز سے ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی نے بھی یہ ذکر نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا سورتیں پڑھی تھیں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً نَحْواً مِنْ قِرَاءَ ةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ یعنی رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور بڑا طویل قیام کیا جو سورہ بقرہ پڑھنے کے برابر تھا۔ اگر آپ ﷺ نے آواز سے قراءت کی ہوتی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو علم ہوتا کہ کونسی سورتیں پڑھی ہیں اور وہ ان ہی کو ذکر کرتے (محض) اندازہ نہ بتاتے۔

2......بعض حدیثوں میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک رکعت میں پانچ رکوع کئے، بعض میں ہے چار رکوع کئے، بعض میں ہے تین رکوع کئے اور بعض میں ہے کہ دو رکوع کئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ اوپر کی حدیثوں سے ثابت ہوا آپ ﷺ نے زندگی میں ایک مرتبہ سورج گرہن کی نماز پڑھائی اور آپ نے ایک رکعت میں صرف ایک ہی رکوع کیا تھا لیکن ایک تو سخت گرمی کا دن تھا، دوسرے مکمل سورج گرہن ہونے کی وجہ سے اندھیرا سا چھا گیا تھا پھر آپ نے بہت ہی طویل قیام کیا جس سے لوگ غشی کھا کھا کر گرنے لگے، علاوہ ازیں آپ تسبیح، تحمید، تہلیل وغیرہ کے کلمات بھی کہتے رہے جن میں آواز بلند بھی ہوتی رہی تو مذکورہ حالات میں ان کلمات کو سن کر بعض لوگوں کو خیال ہوتا کہ آپ رکوع میں گئے ہیں اس لئے وہ بھی رکوع میں چلے جاتے۔ رکوع سے اٹھنے کے بعد پھر ایسی آواز نہ سنتے جس سے سجدہ میں جانے کا خیال ہوتا اس لئے دوبارہ قیام اختیار کر لیتے۔ بعد میں پھر یہی خیال ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ پھر رکوع میں گئے ہیں۔ اس طرح سے بعض کو دو دفعہ خیال ہوا، بعض کو تین دفعہ، بعض کو چار دفعہ اور بعض کو پانچ دفعہ رکوع میں جانے کا خیال ہوا۔

www.ashfawa.com

باب: 32

نماز جمعہ

جمعہ کے دن کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے (اور چونکہ سورج تو ہر روز ہی طلوع ہوتا ہے لہٰذا مراد ہے کہ سب دنوں میں سے بہترین دن) جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اس دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن میں وہ اس سے نکالے گئے اور قیامت بھی صرف جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّیْ يَسْأَلُ اللّٰهَ تعالی شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان بندہ اس میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا فرماتے ہیں اور آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے سمجھایا کہ وہ گھڑی بڑی مختصر ہے۔

فائدہ: اس کے بارے میں دو وقت منقول ہیں:

1- عصر کی نماز کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ...... أَیُّ سَاعَةٍ هِیَ قَالَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ النَّهَارِ قُلْتُ إِنَّهَا لَيْسَتْ سَاعَةَ الصَّلٰوةِ قَالَ بَلٰی إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلّٰی ثُمَّ جَلَسَ لَا يَحْبِسُهٗ إِلَّا الصَّلٰوةُ فَهُوَ فِی الصَّلَاةِ (ابن ماجه)

www.askfatwa.com

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے پوچھا جمعہ کی گھڑی وہ کونسی گھڑی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ وہ دن کی گھڑیوں میں سے آخری گھڑی ہے۔ کہتے ہیں میں نے پوچھا وہ وقت نماز پڑھنے کا تو نہیں ہوتا (کیونکہ وہ تو عصر کا مکروہ وقت ہوتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مومن بندہ جب نماز پڑھ لے پھر (دوسری) نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے تو وہ نماز پڑھنے ہی کے شمار میں ہوتا ہے۔

2- امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد سے نماز ختم ہونے تک

عَنْ أَبِی مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ هِیَ مَا بَیْنَ أَنْ یَّجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰی أَنْ تُقْضَی الصَّلٰوۃُ (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (جمعہ کے دن کے) قبولیت کی گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک ہے۔

جمعہ کا غسل مسنون ہے واجب نہیں

عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعِمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ (ترمذی)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن (صرف) وضو کیا تو یہ بھی اچھی بات ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل کرنے میں زیادہ فضیلت ہے۔

عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاؤُا فَقَالُوْا یَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَتَرَی الْغُسْلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ أَطْهَرُ وَخَیْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ یَغْتَسِلْ فَلَیْسَ عَلَیْهِ بِوَاجِبٍ وَسَأُخْبِرُكُمْ كَیْفَ بَدَأَ الْغُسْلُ كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِیْنَ یَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَیَعْمَلُوْنَ عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَیِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ إِنَّمَا هُوَ عَرِیْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ وَعَرِقَ النَّاسُ فِیْ ذٰلِكَ الصُّوْفِ حَتّٰی ثَارَتْ مِنْهُمْ رِیَاحٌ آذٰی بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تِلْكَ الرِّیْحَ قَالَ أَیُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هٰذَا الْیَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا وَلْیَمُسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا یَجِدُ مِنْ دُهْنِهٖ وَطِیْبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ثُمَّ جَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذِكْرُهٗ بِالْخَیْرِ وَلَبِسُوْا غَیْرَ الصُّوْفِ وَكُفُوْا عَنِ الْعَمَلِ وَوَسِعَ مَسْجِدُهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِیْ كَانَ یُؤْذِیْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ (ابوداؤد)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اہل عراق میں سے کچھ لوگ (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس) آئے اور پوچھا کہ اے ابن عباس کیا آپ جمعہ کے دن غسل کرنے کو واجب سمجھتے ہیں؟ انہوں نے

فرمایا کہ نہیں البتہ اس میں پاکیزگی زیادہ ہے اور غسل کرنے والے کے لئے فضیلت ہے۔ اور جو غسل نہ کرے تو (کوئی حرج نہیں کیونکہ) غسل کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ (جمعہ کا) غسل کیسے شروع ہوا۔ لوگ (عام طور سے) محنت و مشقت کرتے تھے، اونی کپڑے پہنتے تھے اور اپنی پشتوں پر بوجھ لادتے تھے اور ان کی مسجد تنگ تھی اور نیچی چھت والی تھی (بلکہ) وہ تو محض ایک چھپر تھا۔ ایک گرمی کے دن (جو جمعہ کا دن تھا) جبکہ لوگ اونی لباس میں پسینہ پسینہ ہو رہے تھے یہاں تک کہ ان سے (پسینے کی) بدبو کے بھبکے اٹھنے لگے جس سے ایک دوسرے کو تکلیف ہو رہی تھی رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر (مسجد میں) تشریف لائے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ بدبو محسوس کی تو فرمایا اے لوگو! جب یہ (یعنی جمعہ کا) دن ہو تو (بہتر ہے کہ) غسل کیا کرو اور جو بہترین تیل اور خوشبو تم کو میسر ہو وہ لگا لیا کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے کشادگی کر دی اور لوگ (اونی لباس ترک کر کے) دوسرا لباس پہننے لگے اور خود محنت کرنے کی ضرورت نہ رہی (کہ غلام اور ملازم مل گئے) اور مسجد بھی وسیع ہوگئی اور پسینے سے جو ایک دوسرے کو تکلیف ہوتی تھی وہ جاتی رہی (تو اب غسل کیوں واجب ہونے لگا)۔

جمعہ فرض ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقُ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں جو جمعہ کی نماز سے غیر حاضر ہو جاتے تھے (اور یہ کھلم کھلا منافق ہوتے تھے) فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو (جمعہ کی) نماز پڑھائے پھر جو لوگ جمعہ کی نماز سے پیچھے رہ جائیں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمِ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے یہ فرماتے سنا کہ لوگ (بلا کسی عذر کے) جمعہ (کی نمازوں) کو ترک کرنا چھوڑ دیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے (جس سے ہدایت کو قبول کرنے کی صلاحیت جاتی رہے گی) اور پھر وہ (خدا سے اور اس کی راہ ہدایت سے) بالکل غافل لوگوں میں سے ہو

جائیں گے۔

کن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ أَوْ اِمْرَأَةٍ أَوْصَبِيٍّ أَوْمَرِيْضٍ (ابو داؤد)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کی نماز ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے سوائے چار آدمیوں کے مملوک غلام یا عورت یا بچہ یا مریض۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَرْبَعَةٌ لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِمُ الْمَرْأَةُ وَ الْمَمْلُوْكُ وَالْمُسَافِرُ وَالْمَرِيْضُ (کتاب الآثار لمحمد)

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار آدمیوں پر جمعہ فرض نہیں عورت، غلام، مسافر اور مریض پر۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِيْ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (شہر سے باہر کے) لوگ جمعہ کے دن اپنے گھروں سے اور عوالی (یعنی مدینہ منورہ کی مشرقی جانب چار سے آٹھ میل کے فاصلہ پر بستیوں) سے باری باری آتے تھے (یعنی کچھ ایک جمعہ آتے کچھ دوسرے جمعہ آتے۔ سب نہیں آتے تھے کیونکہ ان پر جمعہ فرض نہیں تھا)۔

عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ فَجَاءَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيْدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهٗ (بخاری)

ابن ازہر رحمہ اللہ کے آزاد کردہ غلام ابوعبید کہتے ہیں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور نماز پڑھائی پھر مڑ کر خطبہ دیا پھر فرمایا تمہارے آج کے دن میں تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں (کہ آج عید بھی ہے اور جمعہ بھی ہے) تو اہل عوالی میں سے جو یہ پسند کرے کہ وہ جمعہ کا انتظار کرے تو وہ انتظار کرلے اور جو یہ پسند کرے کہ (اپنے گھر) واپس لوٹ جائے تو میں اس کو (اپنے گھر واپس لوٹنے کی) اجازت دیتا ہوں (کیونکہ اس پر جمعہ فرض نہیں ہے)۔

جمعہ صرف قصبہ وشہر میں ہی ہوتا ہے گاؤں یا جنگل میں نہیں

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ قَالَ لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ إِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جمعہ اور تشریق (کی تکبیریں) صرف مصر جامع میں ہوتی ہیں (اور مصر جامع وہ بستی ہوتی ہے جو گلیوں محلوں پر مشتمل ہو اور اس میں کم از کم پچیس تیس متصل دکانوں پر مشتمل

(مستقل) بازار ہو جس میں عام ضرورت کی تقریباً تمام اشیاء مہیا ہوتی ہوں)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِالْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں جمعہ کے قائم ہونے کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو قائم کیا گیا وہ بحرین کے ایک قصبہ جواثی میں قائم کیا گیا۔

فائدہ: اہل جواثی کا ایک وفد فتح مکہ سے پہلے 8ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آیا تھا۔ وفد کے واپس جانے کے بعد وہاں جمعہ قائم کیا گیا۔ اس وقت تک بہت سی بستیوں میں اسلام پھیل چکا تھا جن کے رہنے والے نماز جمعہ کے لئے مدینہ منورہ نہیں آ سکتے تھے۔ اس کے باوجود ان بستیوں میں جو کہ گاؤں اور دیہات تھے جمعہ قائم نہیں کیا گیا۔ اور جواثی کوئی گاؤں نہ تھا بلکہ قصبہ تھا جس کی آبادی چار ہزار افراد سے زائد تھی۔ یہاں ایک قلعہ بھی تھا اور یہ کھجوروں کی ایک بڑی اور اہم تجارتی منڈی بھی تھی جیسا کہ مشہور جاہلی شاعر امرؤ القیس کہتا ہے۔

رُحْنَا كَأَنَّا مِنْ جُوَاثَا عَشِيَّةً　　　تَعَالَى النِّعَاجُ بَيْنَ عِدْلٍ وَّ مُحْقَبٍ

یعنی ہم نے دن میں خوب شکار کیا اور رات کو ہم شکار کے گوشت کے ساتھ اس طرح لدے پھندے واپس لوٹے جیسا کہ جواثا سے لوگ کھجوروں کی بوریاں سواریوں پر لاد کر لے جاتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ ...... فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً وَفِيْ رِوَايَةِ أَنَسٍ أَرْبَعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئے تو مدینہ منورہ سے پہلے قبا کی بستی میں جو اس وقت ایک گاؤں تھا) قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں چودہ دن ٹھہرے (لیکن اس دوران آپ نے وہاں جمعہ کی نماز نہیں پڑھی حالانکہ جمعہ کی نماز مکہ مکرمہ میں ہی فرض ہو چکی تھی)

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ...... فَأَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهٗ بِنَمِرَةٍ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهٗ فَأَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ ...... ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے یہاں تک کہ آپ عرفات پہنچے۔ وہاں آپ نے اپنے لئے دھاری دار چادر سے بنایا ہوا قبہ دیکھا تو اس

www.askfatwa.com

میں تشریف فرما ہوئے۔ پھر جب سورج کا ڈھلاؤ ہوا تو آپ نے (اپنی اونٹنی) قصواء کے لانے کا حکم دیا۔ اس پر آپ کے لئے کجاوہ لگا دیا گیا۔ (اونٹنی پر سوار ہو کر) آپ بطن وادی پہنچے اور وہاں لوگوں کو (حج کا) خطبہ دیا اس کے بعد بلال ؓ نے اذان دی پھر اقامت کہی اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ (حالانکہ جیسا کہ بیہقی نے معرفة السنن والآثار میں تصریح کی ہے وہ جمعہ کا دن تھا) اس کے بعد بلال ؓ نے پھر اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نماز نہیں پڑھی۔

(**فائدہ**) عرفات جنگل اور ویران میدان ہے جمعہ کا دن ہونے کے باوجود اور لوگوں کا جم غفیر ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے وہاں جمعہ کی نماز نہیں پڑھائی۔

جمعہ کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہوتا ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّى الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ (بخاری)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھلتا تھا۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ اس وقت پڑھتے تھے جب سورج کا زوال ہوتا۔

جمعہ کی نماز اول وقت پڑھنا مسنون ہے

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّىْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيْطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ بِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ (کی نماز اول وقت میں) پڑھتے تھے۔ پھر واپس پلٹتے تھے تو ابھی دیواروں کا اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ ہم اس سے فائدہ اٹھا سکیں (یعنی جمعہ اول وقت میں پڑھ کر فارغ ہو جاتے تھے کہ سورج ابھی اوپر ہی ہوتا تھا اور اس میں کوئی قابل ذکر ڈھلاؤ نہیں ہوتا تھا کہ جس کی وجہ سے سایہ زیادہ ہو)۔

عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل ؓ کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز کے بعد ہی صبح کا کھانا کھاتے تھے اور قیلولہ کرتے

تھے۔

فائدہ: شہروں کے موجودہ رواج کہ صبح ناشتہ کرتے ہیں، پھر دوپہر کو کھانا کھاتے ہیں پھر رات کو دیر سے کھانا کھاتے ہیں اس کے مقابلہ میں عربوں میں ناشتہ کا رواج نہ تھا۔ صرف صبح اور شام کے کھانے کا رواج تھا۔ صبح عام طور سے دس بجے کے لگ بھگ کھانا کھاتے تھے اور شام کو مغرب کے بعد۔ اس حدیث میں بتایا کہ جمعہ کے دن ہم جمعہ کی نماز اول وقت پڑھنے کے بعد کھانا کھاتے اور دوپہر کا آرام کرتے تھے۔

جمعہ کی دو اذانیں اور پہلی اذان کا وقت

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ إِنَّ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ أَوَّلُهُ حِيْنَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَكَثُرُوْا أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ فَأُذِّنَ بِهٖ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ

(بخاری)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانوں میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتے تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آیا اور (مدینہ منورہ کی) آبادی بہت بڑھ گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن (رائج اذان و اقامت کے علاوہ ایک) تیسری اذان (جو اب پہلی اذان کہلاتی ہے زوال کا وقت ہوتے ہی اس) کے کہنے کا حکم دیا (تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ جمعہ کا وقت شروع ہو گیا ہے اور وہ جلدی سے مسجد میں حاضری کی فکر کریں) تو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم پر) وہ اذان (مدینہ منورہ کے بازار کے ایک بلند مقام) زوراء پر کہی گئی اور اس وقت سے یہ عمل چلا آ رہا ہے۔

فائدہ: یہ جو لکھا گیا کہ جمعہ کی پہلی اذان کا وقت زوال ہوتے ہی ہے اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

1- معارف السنن میں مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و بالجملة فهذا الاذان كان قبل التاذين بين يدى الخطيب و كان فى اول وقت الظهر متصلا بالزوال (ج 4 ص 396).

اذان اول (ایک تو) اس اذان سے پہلے ہوتی تھی جو خطیب کے سامنے ہوتی ہے اور (دوسرے) ظہر کے اول وقت میں زوال کے متصل بعد ہوتی تھی۔

2- عمدۃ القاری شرح بخاری میں علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

www.askfatwa.com

انما سمی ثالثا باعتبار کونه مزیدا لان الاول هو الاذان عند جلوس الامام علی المنبر و الثانی هو الاقامة للصلاة عند نزوله و الثالث عند دخول وقت الظهر (ج 6 ص 211).

پہلی اذان کو جو تیسری اذان کہا گیا تو اس اعتبار سے کہ اسی کا اضافہ کیا گیا تھا کیونکہ ابتداء میں پہلی اذان وہ تھی جو منبر پر امام کے بیٹھنے کے بعد (اس کے سامنے) ہوتی ہے اور دوسری سے مراد نماز کی اقامت تھی جو امام کے منبر سے اترنے پر کہی جاتی ہے اور تیسری وہ ہوئی جو ظہر کا وقت شروع ہونے پر کہی جاتی ہے۔

3- فتح الباری میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و تبین بما مضی ان عثمان احدثه لاعلام الناس بدخول وقت الصلاة (ج 2 ص 394).

سابقہ کلام سے ظاہر ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان اس لئے شروع کی کہ لوگوں کو نماز کے وقت کے شروع ہونے کی اطلاع ہو جائے۔

4- عمدۃ القاری میں ہے:

فاحدث الناس التاذینة الثالثة علی الزوراء لیجتمع الناس (ج 6 ص 211).

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زوراء پر تیسری اذان شروع کرائی (جو اب پہلی اذان کہلاتی ہے تاکہ اس کو سن کر لوگ مسجد میں اکٹھے ہو جائیں۔

5- فتح الباری میں ہے:

فاذن بالزوراء قبل خروجه لیعلم الناس ان الجمعة قد حضرت (ج 2 ص 394)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (مسجد میں جانے کے لئے اپنے نکلنے کے وقت سے پیشتر زوراء پر اذان دلوائی تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا ہے (اور وہ مسجد میں حاضر ہوں)۔

6- المغنی میں ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ویبدا وجوب السعی الیها...... عند الحنفیة بالاذان الاول عند الزوال.

حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے لئے سعی کا وجوب زوال کے وقت ہی اذان اول سے شروع ہو جاتا ہے۔

ان حوالجات سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان اول کا وقت زوال سے متصل بعد کا ہے اور اسی پر امت کا عملی توارث چلا آیا ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ یُؤَذَّنُ بَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا جَلَسَ عَلٰی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ (ابوداؤد)

حضرت سائب بن یزید ؓ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو اس وقت آپ کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان کہی جاتی تھی (دروازے پر کہنے کی غرض یہ تھی تا کہ باہر لوگوں تک آواز پہنچ پائے کہ جمعہ تیار ہے اور جو لوگ ابھی نہ آئے ہوں وہ فوراً آ جائیں) ایسے ہی حضرت ابو بکر ؓ اور حضرت عمر ؓ کے سامنے اذان کہی جاتی تھی۔ (پھر جب حضرت عثمان ؓ کا دور آیا تو لوگوں کو یہ خبر دینے کے لئے کہ جمعہ کا وقت شروع ہو گیا پہلی اذان بازار میں ایک اونچے مقام پر کہی جانے لگی اور دوسری اذان کا مقصد یہ ہو گیا کہ مسجد میں موجود لوگ اب خاموشی اختیار کر لیں اس لئے بجائے دروازے کے دوسری اذان منبر کے سامنے کھڑے ہو کر کہی جانے لگی)

امام کے منبر سے اترنے کے بعد اقامت کہی جائے

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ ثُمَّ كَانَ كَذٰلِكَ فِيْ زَمَنِ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ ؓ (نسائی و احمد)

حضرت سائب بن یزید ؓ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھ جاتے تھے اس وقت بلال ؓ اذان کہتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ (خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے) اتر جاتے تھے تو بلال ؓ اقامت کہتے تھے۔ پھر یہی طریقہ حضرت ابو بکر ؓ اور حضرت عمر ؓ کے زمانے میں بھی جاری رہا۔

خطبہ کے وقت نماز اور کلام منع ہے

اس بارے میں یہ جان لینا چاہئے کہ شروع دور میں جیسے نماز کے دوران بات کرنا جائز تھا اسی طرح خطبہ کے دوران بھی بات کرنا اور نماز پڑھنا جائز تھا جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطْفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا ثُمَّ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں جمعہ کے دن جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے سلیک غطفانی ؓ (مسجد میں) آئے اور بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے سلیک کھڑے ہو اور (تحیۃ المسجد کی) دو رکعتیں پڑھو اور ان میں اختصار کرو۔ پھر فرمایا تم میں سے جب کوئی جمعہ کے دن ایسے وقت (مسجد میں) آئے جب امام خطبہ دے رہا ہوں تو اس کو چاہئے کہ وہ (تحیۃ المسجد کی) دو رکعتیں پڑھے اور ان کو مختصر پڑھے۔

www.askfatwa.com

بعد میں جیسے نماز کے دوران بات کرنے سے منع کر دیا گیا اور جماعت کھڑی ہوگئی ہو تو سنت اور نفل نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا اسی طرح خطبہ کے دوران بھی بات کرنے سے اور کوئی بھی نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِکَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اگر تم اپنے کسی ساتھی کو (جو باتیں کر رہا ہو) یہی کہہ دو کہ خاموش ہو جاؤ تو تم نے یہ بھی لغو حرکت کی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا کَلَامَ حَتّٰی یَفْرُغَ الْإِمَامُ (مجمع الزوائد).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ایسے وقت مسجد میں داخل ہو کہ امام (جمعہ کا) خطبہ دے رہا ہو تو امام کے (خطبہ سے) فارغ ہونے تک نہ (کسی قسم کی) نماز جائز ہے اور نہ کوئی بات کرنا جائز ہے۔

خطیب کا لوگوں کو سلام کرنا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ (ابن ماجه)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (خطبہ دینے کے لئے) منبر پر چڑھتے تو (لوگوں کو) سلام کرتے۔

خطیب کا لوگوں کی طرف رخ کرنا

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهٖ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَکَانَ أَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ یَفْعَلُوْنَهٗ (ابن ابی شیبه)

امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ جب (خطبہ دینے کے لئے منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف رخ کرتے اور کہتے السلام علیکم اور حضرات ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی یہی کرتے تھے۔

کمان یا لاٹھی پر سہارا لگانا

عَنِ الْحَکَمِ بْنِ حَزَنٍ قَالَ قَدِمْتُ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْتَاسِعَ تِسْعَةٍ فَلَبِثْنَا عِنْدَهٗ أَیَّامًا شَهِدْنَا فِیْهَا الْجُمُعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَکِّأً عَلٰی قَوْسٍ أَوْقَالَ عَلٰی عَصًا (احمد

www.askfatwa.com

و ابوداؤد)

حضرت حکم بن حزن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم سات یا نو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور ہم آپ کے پاس چند دن ٹھہرے۔ ان دنوں میں ہمیں جمعہ کا دن بھی ملا تو (ہم نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے کمان یا لاٹھی پر سہارا لگا کر خطبہ دیا۔

خطبہ دینے کی ہیئت

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلٰوةٍ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ پھر (کچھ دیر کے لئے) بیٹھ جاتے تھے پھر (دوبارہ) کھڑے ہوتے اور کھڑے رہ کر خطبہ دیتے۔ تو جو کوئی تمہیں یہ بتائے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے تو اس نے جھوٹ بولا کیونکہ اللہ کی قسم میں نے (ایسا ایک مرتبہ نہیں دیکھا بلکہ میں نے تو) آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھی ہیں (جن میں کتنی ہی جمعہ کی نمازیں تھیں)

خطبہ کی مقدار

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جمعہ کی) نماز پڑھتا تھا۔ آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی (یعنی نہ بہت طویل نہ بہت مختصر) اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔

خطبہ میں کیا ہو

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ دو خطبے دیتے تھے جن کے درمیان آپ کچھ دیر بیٹھتے تھے۔ ان خطبوں میں آپ قرآن پڑھتے تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔

عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ مَا أَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ إِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ (مسلم)

حارثہ بن نعمان کی صاحبزادی ام ہشام کہتی ہیں میں نے سورہ قٓ محض رسول اللہ ﷺ کی زبانی سن کر یاد کی ہے۔ آپ اس کو ہر جمعہ میں منبر پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پڑھتے تھے۔

www.askfatwa.com

جمعہ کی نماز میں قراءت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِيْنَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى إِثْرِ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ بِهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (ابوداؤد)

ضحاک بن قیس رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ (پہلی رکعت میں) سورہ جمعہ پڑھنے کے بعد (دوسری رکعت میں) کونسی سورت پڑھتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ (دوسری رکعت میں کبھی) هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ والی سورت پڑھتے تھے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلٰوتَيْنِ (مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عیدین (کی نماز) میں اور جمعہ (کی نماز) میں (کبھی) رسول اللہ ﷺ (پہلی رکعت میں) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى والی سورت اور (دوسری رکعت میں) هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ والی سورت پڑھتے تھے اور جب ایک ہی دن میں عید اور جمعہ (جمع) ہوتے تھے تو آپ دونوں نمازوں میں یہی سورتیں پڑھتے تھے۔

عید اور جمعہ ایک دن ہوں تو جمعہ کی نماز ساقط نہیں ہوتی

عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيْدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ (مؤطا مالک)

ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہوا۔ وہ آئے اور نماز پڑھائی پھر رخ پھیر کر خطبہ دیا اور (خطبہ سے فارغ ہو کر) فرمایا آج تمہارے لئے دو عیدیں (یعنی جمعہ اور عید) اکٹھی ہوگئی ہیں تو (ہم کو تو جمعہ کی نماز بھی پڑھنی ہے لیکن مدینہ منورہ سے چند میل باہر کے

گاؤں یعنی) عوالی کے رہنے والوں میں سے جو جمعہ کی نماز کا انتظار کرنا چاہے تو وہ اس کا انتظار کرلے اور جو ابھی واپس لوٹنا چاہے تو (چونکہ اس پر جمعہ فرض نہیں ہے لہٰذا) میں اس کو (لوٹنے کی) اجازت دیتا ہوں۔

www.askfatwa.com

باب: 33

نماز عیدین

زینت کرنا

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدَهُ الْأَحْمَرَ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ (ابن خزيمة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عید کے دنوں میں اور جمعہ کے دن اپنی سرخ (دھاریدار) چادر اوڑھتے تھے۔

عیدالفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھانا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاكُلَ تَمَرَاتٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَاكُلُهُنَّ وِتْرًا (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عیدالفطر کے دن رسول اللہ ﷺ (عید کی نماز کے لئے) نہیں نکلتے تھے یہاں تک کہ چند چھوہارے نہ کھا لیتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ چھوہارے طاق عدد میں نوش فرماتے تھے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَاكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ شَيْئًا حَتّٰى يَرْجِعَ فَيَاكُلُ مِنْ أُضْحِيَّتِهٖ (دارقطنی)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قربانی کے دن (یعنی عیدالاضحیٰ کے دن) کچھ نہ کھاتے یہاں تک کہ آپ (عید کی نماز سے فارغ ہوکر) واپس لوٹتے پھر اپنی قربانی کے گوشت کے تناول سے ابتدا کرتے۔

عید کی نماز کیلئے شہر سے باہر میدان میں جانا

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى إِلَى الْمُصَلّٰى (بخاری و مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت ابوسعید خدری ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (شہر سے باہر) عید گاہ کی طرف نکلتے تھے۔

فائدہ: 1- رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مدینہ منورہ کے تین جانب کھجور کے درخت اور عمارتیں تھیں جن سے شہر کی حفاظت ہوتی تھی اور ایک جانب کھلی تھی۔ اس ایک جانب غزوہ خندق میں خندق کھودی گئی تھی۔ مسجد نبوی اور عید گاہ کے درمیان پانچ سو انگریزی گز کا فاصلہ تھا۔ مدینہ منورہ کی شہر پناہ یعنی دیوار جو رسول اللہ ﷺ کے بعد بنی عید گاہ اس شہر پناہ کے باہر تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے دور میں عید گاہ آبادی کے مکانات سے باہر تھی۔

2- مکہ مکرمہ میں عید کی نماز مسجد حرام ہی میں ادا کی جائے گی۔

عذر کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ أَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی بِهِمْ فِی الْمَسْجِدِ (ابن ماجه)

حضرت ابوہریرہ ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (ایک مرتبہ) عید کے دن بارش ہوگئی تو آپ ﷺ نے لوگوں کو (عید کی نماز) مسجد میں پڑھائی۔

عید کی نماز کے لئے جاتے ہوئے تکبیر کہنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ کَانَ إِذَا غَدٰی یَوْمَ الْفِطْرِ وَ یَوْمَ الْأَضْحٰی یَجْهَرُ بِالتَّکْبِیْرِ حَتّٰی یَاتِیَ الْمُصَلّٰی ثُمَّ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَاتِیَ الْإِمَامُ (دار قطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ سے روایت ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن وہ عید گاہ کی طرف جاتے تو بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے جاتے پھر وہاں پہنچ کر بھی امام کے آنے تک تکبیر کہتے رہتے۔

آنے جانے میں مختلف راستے اختیار کرنا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ (بخاری)

حضرت جابر ﷛ کہتے ہیں جب عید کا دن ہوتا تھا تو رسول اللہ ﷺ (عید گاہ سے واپسی میں) دوسرا راستہ اختیار فرماتے (تاکہ مسلمانوں کی شوکت کا زیادہ اظہار ہو)

عیدین کی نماز کا وقت

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ خُمَیْرٍ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ النَّاسِ فِیْ یَوْمِ عِیْدِ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰی فَأَنْکَرَ إِبْطَاءَ الْإِمَامِ فَقَالَ إِنَّا کُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهٖ وَ ذٰلِکَ حِیْنَ التَّسْبِیْحِ (ابو داؤد)

www.askfatwa.com

یزید بن حمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر ؓ عید الفطر یا عیدا لاضحیٰ کے دن لوگوں کے ساتھ (نماز کے لئے) نکلے۔ (امام نے آنے میں دیر کی) تو انہوں نے امام کے دیر کرنے پر نکیر کی اور فرمایا اس وقت تک تو ہم (نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں عید کی نماز سے) فارغ ہو جاتے تھے (جس وقت حضرت عبداللہ بن بسر ؓ نے یہ فرمایا) وہ چاشت کی نماز کا شروع کا وقت تھا۔

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ بِنَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَالشَّمْسُ عَلٰى قِيْدِ رُمْحَيْنِ وَ الْأَضْحٰى عَلٰى قِيْدِ رُمْحٍ (تلخيص الحبير للحافظ ابن حجر رحمه الله)

حضرت جندب ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن ہمیں عید کی نماز پڑھاتے تھے جس وقت سورج (افق سے) دو نیزوں پر ہوتا تھا اور عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھاتے تھے جس وقت سورج (افق سے) ایک نیزے پر ہوتا تھا۔

عید کی نماز کیلئے نہ اذان ہے نہ اقامت ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (عید کی نماز کے لئے) اذان نہ کہی جاتی تھی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو نہیں کئی مرتبہ پڑھی (اور ہمیشہ) بغیر اذان اور بغیر اقامت کے (پڑھی)۔

عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ اور حضرت عمر ؓ کے ساتھ اور حضرت عثمان ؓ کے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہوا تو یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى إِلَى الْمُصَلّٰى

www.askfatwa.com

فأَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَأُ بِهِ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِهِمْ فَیَعِظُهُمْ وَیُوْصِیْهِمْ وَیَامُرُهُمْ فَإِنْ کَانَ یُرِیْدُ أَنْ یَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ أَوْ یَامُرَ بِشَیْءٍ أَمَرَ بِهٖ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری ﷺ کہتے ہیں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن رسول اللہ ﷺ عیدگاہ کی طرف نکلتے تو سب سے پہلی چیز جس سے آپ ابتداء کرتے وہ نماز ہوتی (یعنی وہاں پہنچ کر سب سے پہلے عید کی نماز پڑھتے پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جاتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے۔ پھر آپ (خطبہ میں) ان کو وعظ و نصیحت کرتے اور ہدایتیں دیتے۔ پھر (خطبہ سے فارغ ہو کر) اگر آپ کا کوئی لشکر مقرر کرنے کا ارادہ ہوتا تو لشکر مقرر فرماتے یا کوئی اور حکم دینے کا ارادہ ہوتا تو اس کا حکم فرماتے۔

نمازعید کی دو رکعتیں ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی یَوْمَ الْفِطْرِ رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَ هُمَا . (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیدالفطر کے دن (عید کی) دو رکعتیں پڑھیں (اور عیدگاہ میں) نہ ان سے پہلے نماز پڑھی اور نہ ان کے بعد نماز پڑھی۔

نمازعید میں قراءت

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ سَأَلَ أَبَا وَاقِدِ اللَّیْثِیَّ مَاکَانَ یَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْأَضْحٰی وَالْفِطْرِ فَقَالَ کَانَ یَقْرَأُ فِیْهِمَا بِقَافْ وَالْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (مسلم)

عبیداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عمر ﷺ نے حضرت ابو واقد لیثی ﷺ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی نماز میں کیا تلاوت فرماتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ان دونوں نمازوں میں (پہلی رکعت میں) قٓ و القرآن المجید کی سورت اور (دوسری رکعت میں) اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ کی سورت پڑھتے تھے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْعِیْدَیْنِ وَفِی الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی وَهَلْ أَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِیْدُ وَالْجُمُعَةُ فِیْ یَوْمٍ وَاحِدٍ یَقْرَأُ بِهِمَا أَیْضًا فِی الصَّلٰوتَیْنِ (مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اکثر) عید کی نمازوں میں اور جمعہ کی نماز میں (پہلی رکعت میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی کی سورت اور (دوسری رکعت میں) هَلْ أَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَه کی سورت پڑھتے تھے اور اگر عید اور جمعہ کی نمازیں ایک ہی دن میں جمع ہو جاتیں تو یہی

www.askfatwa.com

دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے۔

عید کی نماز میں چھ زائد تکبیریں ہیں

عَنْ أَبِیْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوْسَی الْأَشْعَرِیَّ وَحُذَیْفَةَ بْنَ الْیَمَانِ ﷺ کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُکَبِّرُ فِی الْأَضْحٰی وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُوْمُوْسٰی کَانَ یُکَبِّرُ أَرْبَعًا تَکْبِیْرَهٗ عَلَی الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ صَدَقَ فَقَالَ أَبُوْمُوْسٰی کَذٰلِکَ کُنْتُ أُکَبِّرُ فِی الْبَصْرَةِ حَیْثُ کُنْتُ عَلَیْهِمْ (ابو داؤد)

ابو عائشہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن عاص ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ اور حضرت حذیفہ بن یمان ﷺ سے پوچھا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں رسول اللہ ﷺ تکبیرات کس طرح کہتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ ﷺ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ (ہر رکعت میں) تین زائد تکبیروں سمیت چار تکبیریں کہتے جیسا کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ اس پر حضرت حذیفہ ﷺ نے کہا کہ (آپ نے) سچ کہا۔ حضرت ابوموسیٰ ﷺ نے (مزید) بتایا کہ جب میں اہل بصرہ پر حاکم تھا تو میں بصرہ میں (عید کی نماز پڑھاتے ہوئے) اسی طرح تکبیریں کہتا تھا۔

عَنْ عَلْقَمَةَ وَ الْأَسْوَدِ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ ﷺ کَانَ یُکَبِّرُ فِی الْعِیْدَیْنِ تِسْعًا أَرْبَعٌ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ یُکَبِّرُ فَیَرْکَعُ وَ فِی الثَّانِیَةِ یَقْرَأُ فَإِذَا فَرَغَ کَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ رَکَعَ (عبدالرزاق)

علقمہ رحمہ اللہ اور اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ عیدین کی نمازوں میں نو تکبیریں کہتے تھے (جن کی تفصیل یہ ہے کہ وہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت) قراءت سے پہلے چار تکبیریں کہتے تھے پھر (پانچویں) تکبیر کہتے اور رکوع میں جاتے اور دوسری رکعت میں (پہلے) قراءت کرتے پھر جب (قراءت سے) فارغ ہوتے تو (تین زائد تکبیروں سمیت) چار تکبیریں کہتے اور (ان میں سے چوتھی تکبیر کہہ کر) رکوع میں جاتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰی بِنَا ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ یَوْمَ عِیْدٍ فَکَبَّرَ تِسْعَ تَکْبِیْرَاتٍ خَمْسًا فِی الْأَوَّلِ وَأَرْبَعًا فِی الْاٰخِرَةِ وَوَالٰی بَیْنَ الْقِرَاءَ تَیْنِ (ابن ابی شیبہ)

عبداللہ بن حارث ﷺ کہتے ہیں عید کے دن حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو انہوں نے نو تکبیریں کہیں۔ پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں اور (دونوں رکعتوں کی) قراءتوں (کے درمیان زائد تکبیر نہ کہی اس طرح سے گویا دونوں قراءتوں) کو ملایا۔

عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاهِکٍ قَالَ إِنَّ ابْنَ الزُّبَیْرِ لَمْ یَکُنْ یُکَبِّرُ إِلَّا أَرْبَعًا سِوٰی تَکْبِیْرَتَیْنِ لِلرُّکُوْعِ (طحاوی)

www.askfatwa.com

یوسف بن ماہک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (عید کی نماز کی ہر رکعت میں تین زائد تکبیروں سمیت) صرف چار تکبیریں کہتے تھے اور رکوع کی تکبیریں ان کے علاوہ تھیں۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ تِسْعُ تَكْبِيْرَاتٍ خَمْسٌ فِي الْأُوْلٰى وَأَرْبَعٌ فِي الْآخِرَةِ مَعَ تَكْبِيْرَةِ الصَّلَاةِ (طحاوی)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا (عید کی نماز میں) نو تکبیریں ہیں (تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر سمیت) پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں اور رکوع کی تکبیر سمیت دوسری رکعت میں چار تکبیریں ہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تِسْعُ تَكْبِيْرَاتٍ وَيُوَالِيْ بَيْنَ الْقِرَاءَتَيْنِ (ابن ابی شیبه)

قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عید کی نماز میں نو تکبیریں ہیں (جن میں سے چھ زائد ہیں) اور (دونوں رکعتوں کی) قراءتوں کے درمیان کوئی زائد تکبیر نہیں ہے۔

فائدہ زائد تکبیروں کے بارے میں حدیثوں میں اور قول بھی آئے ہیں لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چھ زائد تکبیروں والی حدیث پر عمل کو اس وجہ سے ترجیح حاصل ہے کہ یہ بہت سے صحابہ سے منقول ہے مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ۔

عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھے، نہ عید کی نماز سے پہلے نہ بعد میں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن (عید کی نماز کے لئے) نکلے اور (عید کی) دو رکعت نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عیدگاہ میں) نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد پڑھی۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَا يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعِيْدِ شَيْئًا فَإِذَا رَجَعَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (ابن ماجه)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید (کی نماز) سے پہلے کوئی نفل نماز نہ پڑھتے تھے (نہ گھر میں نہ عیدگاہ میں) اور (عید کی نماز کے بعد بھی عیدگاہ میں نہ پڑھتے تھے بلکہ) جب اپنے گھر واپس تشریف لے جاتے تب (گھر میں) دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔

عذر سے عید کے دن نماز نہ ہو تو دوسرے دن پڑھیں

www.askfatwa.com

عَنْ عَمِّ أَنَسٍ أَنَّ رَكْبًا جَاءُوْا فَشَهِدُوْا أَنَّهُمْ رَأَوُ الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ فَأَ مَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُّفْطِرُوْا وَإِذَا أَصْبَحُوْا يَغْدُوْ إِلٰى مُصَلَّاهُمْ (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک چچا جو خود بھی صحابی تھے کہتے ہیں کہ (انتیس رمضان کو بادلوں کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا تو مدینہ منورہ میں لوگوں نے اگلے دن روزہ رکھ لیا لیکن پھر دن ہی میں) کچھ مسافر آئے اور گواہی دی کہ انہوں نے گذشتہ رات (راستہ میں) چاند دیکھا تھا تو نبی ﷺ نے (مدینہ منورہ کے) لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ ختم کر دیں اور اگلے دن (نماز عید کے لئے) عید گاہ کو چلیں۔

کسی کی عید کی نماز رہ جائے تو وہ چار نفل پڑھ لے

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ مَنْ فَاتَتْهُ الْعِيْدُ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا (طبرانی فی الکبیر)

امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کی عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ چار رکعت (نفل) پڑھ لے۔

عید کی مبارکباد اور اس کے کلمات

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضی اللہ عنہ وَغَيْرِهٖ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانُوْا إِذَا رَجَعُوْا يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ (الجوهر النقی)

محمد بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوامامہ باہلی اور بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ (عید کی نماز میں شریک ہوا) جب صحابہ واپس لوٹے تو ایک دوسرے سے کہتے تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَ مِنْكَ یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے (عید کے) عمل کو قبول فرمائیں۔

تکبیرات تشریق

عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ كَانَ يُكَبِّرُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ يَوْمِ التَّشْرِيْقِ وَيُكَبِّرُ بَعْدَ الْعَصْرِ (ابن ابی شیبه)

شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن (یعنی نویں ذوالحجہ کو) فجر کی نماز کے بعد تکبیر کہتے تھے اور تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہویں) کی عصر کی نماز تک کہتے تھے اور اس دن کی عصر کی نماز کے بعد بھی کہتے تھے۔

تکبیر کے الفاظ

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ كَانَ يُكَبِّرُ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ أَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (ابن ابی شیبه)

ابو احوص رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ ایام تشریق میں (فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ان کلمات سے) تکبیر کہتے تھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَرَ وَلِلّٰہِ الْحَمْد.

تکبیر تشریق صرف قصبہ اور شہر والوں پر ہے

عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ ﷺ قَالَ لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِیْقَ وَلَا صَلٰوۃَ فِطْرٍ وَ لَا أَضْحٰی إِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ أَوْ مَدِیْنَةٍ عَظِیْمَةٍ (ابن ابی شیبہ)

حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت علی ﷺ نے فرمایا جمعہ اور تکبیرات تشریق اور عید الفطر و عید الاضحیٰ کی نماز صرف مصر جامع یا شہر میں ہوتی ہیں۔

www.askfatwa.com

باب: 34

میت کے احکام

موت کے وقت کلمہ کی تلقین

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِّنُوْا مَوْتَا کُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِهٖ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (ابوداؤد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس (نے دنیا میں جہنم کی سخت وعید کے کام نہ کئے ہوں یا ان سے سچی توبہ کر لی ہو اور جس) کا (دنیا سے جاتے ہوئے) آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ (سیدھا) جنت میں داخل ہوگا (جہنم میں نہیں جائے گا اگرچہ یہ ممکن ہے کہ اس کو اپنی بداعمالیوں کی سزا کے طور پر قبر کی یا قیامت کے دن کی بعض سختیوں کو برداشت کرنا پڑے)

مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھنا

عَنْ مَعْقَلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْرَءُ وْا یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ (ابوداؤد)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں کے پاس سورہ یٰسین پڑھو (کہ اس کی برکت سے موت کے شدائد میں کمی ہوگی)

فائدہ: قرآن کے کتاب ہدایت ہونے کے یہ منافی نہیں ہے کہ اس کے کلمات میں مادی فوائد بھی ہوں ہاں یہ بات انتہائی غیر مناسب ہے کہ قرآن سے صرف مادی فوائد تو حاصل کئے جائیں اور اس کی اصل غرض سے بے التفاتی برتی جائے۔ بالکل ایسے ہی جیسے کوئی اچھا عالم اور شیخ و مرشد ہو لیکن لوگ اس کے علم اور تزکیہ نفس کرنے کی صلاحیت سے تو فائدہ نہ اٹھائیں صرف اپنی دنیوی اغراض کے لئے

www.askfatwa.com

تعویذ لیتے رہیں۔

مرنے والے کو قبلہ رخ کرنا

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ حِیْنَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ سَأَلَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالُوْا تُوُفِّیَ وَأَوْصٰی أَنْ یُوَجَّهَ إِلَی الْقِبْلَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَصَابَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ ذَهَبَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ (حاکم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ (منورہ) آئے تو حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔لوگوں نے بتایا ان کی وفات ہوگئی ہے اور انہوں نے وصیت کی تھی کہ (مرتے وقت) ان کو قبلہ رخ کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہوں نے فطرت (اسلام) کی بات پائی۔ پھر آپ گئے اور ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

مرنے پر آنکھیں بند کرنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی أَبِیْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَأَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوْحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ النَّاسُ مِنْ أَهْلِهٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَیْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (ان کے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی) رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔آپ نے ان کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا کہ جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کا پیچھا کرتی ہیں (یہ سن کر گھر والوں کو معلوم ہوا کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو چکی ہے) اس پر ان کے گھر والے آہ و بکا کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (آہ و بکا کرتے ہوئے) اپنے اوپر بددعا نہ کرو، صرف خیر کی دعا کرو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر فرمایا اے اللہ ابوسلمہ کو بخش دے۔ ہدایت یافتہ لوگوں میں ان کے درجہ کو بلند کر دے، پیچھے رہ جانے والوں میں ان کی نسل میں ان کا جانشین بنا اور اے رب العالمین ہمیں اور ان کو بخش دے اور ان کے لئے ان کی قبر کو کشادہ کردے اور ان کے لئے ان کی قبر کو منور کردے۔

میت کو چادر سے ڈھانپنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کو ایک دھاریدار یمنی چادر سے ڈھانپا گیا۔

www.askfatwa.com

نہلانے کے لئے میت کے کپڑے اتارنا

عَنْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ لَمَّا أَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا نَدْرِیْ أَ نُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا أَمْ نَغْسِلُهٗ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا أَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهٗ فِیْ صَدْرِهٖ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اِغْسِلُوا النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَقَامُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَغَسَلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهٗ يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيَدْلُكُوْنَهٗ بِالْقَمِيْصِ دُوْنَ أَيْدِيْهِمْ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو (آپس میں) کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے بدن سے کپڑے اتاریں جیسے ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا ہم آپ کو اس حال میں غسل دیں کہ کپڑے آپ کے جسم پر ہوں۔ جب ان لوگوں کا آپس میں اختلاف ہوا (اور کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے) تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اونگھ طاری کر دی یہاں تک کہ اس موقع پر جتنے بھی لوگ تھے (اونگھ کی وجہ سے) سب کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں سے جالگیں۔ پھر کمرے کے ایک کونے سے ایک کہنے والے نے جس کو کوئی بھی نہ جانتا تھا کہا رسول اللہ ﷺ کو کپڑے پہنے پہنے غسل دو۔ پھر (لوگوں کی اونگھ دور ہوگئی اور) سب اٹھ کھڑے ہوئے اور (اس بات کو غیبی ہدایت سمجھتے ہوئے کپڑوں ہی میں غسل دینے پر سب کا اتفاق ہوگیا لہٰذا) آپ جو قمیص پہنے ہوئے تھے اسی میں آپ کو غسل دیا۔ وہ قمیص کے اوپر پانی ڈالتے تھے اور قمیص سے آپ کے جسم (مبارک) کو ملتے تھے براہ راست ہاتھوں سے نہ ملتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ خصوصیت کا معاملہ تھا جبکہ دیگر اموات کے کپڑے نہلانے کے وقت اتارے جائیں گے البتہ ستر کو کسی موٹے کپڑے سے چھپایا جائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ غَسَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَلِيٌّ وَعَلٰى يَدِ عَلِيٍّ خِرْقَةٌ يَغْسِلُهٗ فَأَدْخَلَ يَدَهٗ تَحْتَ الْقَمِيْصِ يَغْسِلُهٗ وَالْقَمِيْصُ عَلَيْهِ (حاکم)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ (سمیت چار آدمیوں نے غسل دیا) حضرت علی کے ہاتھوں پر کپڑے کا ٹکڑا بندھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو کپڑے پہنے پہنے غسل دیا گیا تو حضرت علی اپنا ہاتھ آپ کی قمیص کے اندر کرتے اور (استنجا کرانے کے لئے) جسم کو دھوتے تھے۔

میت کے غسل کا طریقہ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَتْ اِبْنَتُهٗ فَقَالَ

www.askfatwa.com

اِغْسَلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْخَمْسًا أَوْأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِکَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِی الْآخِرَةِ كَافُوْرًا أَوْشَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ وَفِیْ رِوَايَةٍ اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا (مسلم)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کا انتقال ہوا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ان کو تین دفعہ یا اگر تمہاری رائے میں ضرورت ہو تو پانچ دفعہ یا اس سے زائد مرتبہ پانی اور بیری سے غسل دو اور آخری مرتبہ پانی میں کافور ملا لو اور ایک روایت میں ہے غسل کو دائیں جانب سے اور وضو کے اعضاء سے شروع کرو۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّهٗ كَانَ يَأْخُذُ الْغُسْلَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ يَغْسِلُ بِالسِّدْرِ مَرَّتَيْنِ وَالثَّالِثَةَ بِالْمَاءِ وَالْكَافُوْرِ (ابوداؤد)

جلیل القدر تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے میت کے غسل کا طریقہ سیکھا تھا اور وہ بیری پکائے ہوئے پانی کو دو مرتبہ پورے جسم پر ڈالتے تھے اور تیسری مرتبہ کافور ملے پانی کو جسم پر ڈالتے تھے۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ يُوْضَعُ الْكَافُوْرُ عَلٰی مَوَاضِعِ سُجُوْدِ الْمَيِّتِ (ابن ابی شیبه)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میت کی سجدہ کی جگہوں پر کافور لگایا جائے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَجْمَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَأَوْتِرُوْا (حاکم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میت (کی چارپائی اور کفن کی چادر) کو دھونی دو تو طاق عدد میں دو۔

میت کو کنگھی کرنا

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا رَأَتْ مَيِّتًا يُسَرَّحُ رَاسُهٗ فَقَالَتْ عَلَامَ تَنْصُوْنَ مَيِّتَكُمْ (الامام محمد فی الآثار)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ایک میت کے بالوں میں کنگھی کی جا رہی ہے تو فرمایا تم اپنی میت کی پیشانی کو کیوں پھیلاتے ہو (مراد یہ ہے کہ میت کو کنگھی کرنے سے اس کے بال سمٹ جاتے ہیں اور پیشانی کشادہ نظر آنے لگتی ہے حالانکہ اس کو اس کی حاجت نہیں)۔

عورت کا اپنے میت شوہر کو غسل دینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بَکْرٍ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَیْسٍ اِمْرَأَۃِ أَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ غَسَلَتْ أَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقِ حِیْنَ تُوُفِّیَ. (مؤطا مالک)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کو ان کی اہلیہ اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔

کَانَتْ عَائِشَۃُ تَقُوْلُ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَاغَسَلَہٗ إِلَّا نِسَاؤُہٗ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں اگر مجھے پہلے وہ خیال آتا جو مجھے بعد میں آیا (کہ عورت اپنے میت شوہر کو غسل دے سکتی ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی ازواج ہی غسل دیتیں۔

مرد اپنی میت بیوی کو غسل نہیں دے سکتا

دین کا ضابطہ ہے کہ اگر بیوی مرجائے تو نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ اسی لئے مرد کے نکاح میں اگر چار عورتیں ہوں اور ان میں سے ایک مرجائے تو مرد پر کچھ عدت نہیں ہوتی اور وہ اس کے فوراً بعد کسی اور عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ موت سے نکاح ختم ہونے کے بعد اب کوئی صورت نہیں کہ مرد عورت کے جسم کو بلا تکلف ہاتھ لگائے۔ اس لئے مذکورہ ضابطہ کے مطابق مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی مردہ بیوی کو غسل دے۔ لہٰذا جہاں کہیں غسل دینے کا ذکر ہے وہاں بالفعل غسل دینا مراد نہیں بلکہ انتظام کرنا اور تعاون کرنا مراد ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَۃُ غَسَلْتُھَا وَعَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ (بیھقی)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو میں نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو غسل دیا (بایں طور کہ انہوں نے غسل کا انتظام بھی کیا اور پھر جب میں غسل کراتی گئی تو وہ میرے ساتھ تعاون کرتے گئے کہ مجھے پانی اور ضرورت کی دیگر چیزیں جیسے کافور وغیرہ پکڑاتے گئے)۔

میت کو غسل دینے والے پر غسل کرنا واجب نہیں مستحب ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَیْسٍ اِمْرَأَۃِ أَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ غَسَلَتْ أَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقِ حِیْنَ تُوُفِّیَ ثُمَّ خَرَجَتْ فَسَأَلَتْ مَنْ حَضَرَھَا مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ فَقَالَتْ إِنِّیْ صَائِمَۃٌ وَإِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ شَدِیْدُ الْبَرْدِ فَھَلْ عَلَیَّ مِنْ غُسْلٍ فَقَالُوْا لَا (مالک فی الموطا)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ان کو غسل دیا پھر باہر کو آئیں اور وہاں جو مہاجرین موجود تھے ان سے کہا کہ میں نے روزہ بھی رکھا ہوا ہے اور آج سردی بھی شدید ہے تو کیا

www.askfatwa.com

(غسل دینے کی وجہ سے) مجھ پر غسل کرنا لازم ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔

سفید کپڑوں کا کفن

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبِيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَ كَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ (بخاری و ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خود اپنے سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ تمہارے کپڑوں میں سے یہ سب سے بہتر ہیں اور ان ہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

کفن کا کپڑا حسب استطاعت اچھا ہو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفْنَهٗ (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اس کو (حسب استطاعت) اچھا کفن دے۔

کفن بہت مہنگا نہ ہو

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَغَالَوْا فِي الْكَفْنِ فَإِنَّهٗ يُسْلَبُ سَلْبًا سَرِيْعًا (ابوداؤد)

حضرت علی ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفن بہت مہنگا نہ پہناؤ کیونکہ وہ تو (کوئی سا بھی ہو) بہت جلد بوسیدہ ہو جاتا ہے۔

مردوں کے سنت کفن کے تین کپڑے ہیں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عَمَامَةٌ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (صرف) تین سوتی سفید سحولی (یمن کی ایک بستی سحول کی طرف منسوب) کپڑوں کا کفن دیا گیا جن میں نہ (سلی ہوئی) قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کو جس قمیص میں پہنے پہنے غسل دیا گیا تھا وہ گیلی ہونے کی وجہ سے بعد میں اتار لی گئی تھی۔

عورت کے سنت کفن کے پانچ کپڑے ہیں

عَنْ لَيْلٰى بِنْتِ قَانِفِ الثَّقَفِيَّةِ قَالَتْ كُنْتُ فِيْمَنْ غَسَلَ أُمَّ كَلْثُوْمٍ اِبْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهَا فَكَانَ أَوَّلَ مَا أَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدِّرْعَ ثُمَّ الْخِمَارَ ثُمَّ الْمِلْحَفَةَ

www.askfatwa.com

ثُمَّ اُدْرِجَتْ بَعْدُ فِی الثَّوْبِ الْآخَرِ قَالَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهٗ كَفْنُهَا يُنَاوِلُنَاهَا ثَوْبًا ثَوْبًا (ابو داؤد)

حضرت لیلیٰ بنت قانف رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان کی وفات پر غسل دیا۔ (ان کو کفن پہنانے کے لئے) رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے مجھے ازار دیا پھر قمیص دی پھر دوپٹہ دیا پھر چادر دی۔ اس کے بعد ان کو ایک اور کپڑے میں لپیٹا گیا۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خود دروازے کے پاس تشریف فرما تھے، آپ کے پاس ان کا کفن تھا (اور) آپ ہمیں ایک ایک کپڑا کر کے پکڑاتے تھے۔

کفن پورا نہ ملے

عَنْ خَبَّابٍ قَالَ ...... قُتِلَ (مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ) يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهٗ بِهٖ اِلَّا بُرْدَةً اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَاَمَرَنَا النَّبِیُّ ﷺ اَنْ نُغَطِّیَ رَاْسَهٗ وَاَنْ نَجْعَلَ عَلٰی رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخَرِ (بخاری)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کی لڑائی میں شہید ہوئے تو ان کو کفن دینے کے لئے ہمیں صرف ایک ایسی چادر ملی کہ جب ہم اس سے ان کے سر کو ڈھانپتے تھے تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (چادر سے) ان کے سر کو ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر گھاس رکھ دیں۔

کفن کو دھونی دینا

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ جَمِّرُوْا كَفَنَ الْمَيِّتِ ثَلَاثًا (بیہقی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کے کفن کو تین بار دھونی دو۔

www.askfatwa.com

باب: 35

نماز جنازہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے

اس کے فرض کفایہ ہونے کی دلیل امت کا اجماع ہے۔

فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰی یُصَلِّیَ فَلَهٗ قِیْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰی تُدْفَنَ کَانَ لَهٗ قِیْرَاطَانِ قِیْلَ وَمَا الْقِیْرَاطَانِ قَالَ مِثْلَ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جنازہ میں حاضر ہوا (اور ساتھ رہا) یہاں تک کہ اس نے نماز جنازہ پڑھی تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو میت کے دفن ہونے تک حاضر رہا تو اس کو دو قیراط ثواب ملے گا۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کیا ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (دو قیراط) ایسے ہیں جیسے دو عظیم پہاڑ۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَامِنْ مَیِّتٍ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَبْلُغُوْنَ مِائَةً کُلُّهُمْ یَشْفَعُوْنَ لَهٗ إِلَّا شُفِّعُوْا فِیْهِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت جس کی تعداد سو تک پہنچتی ہو نماز پڑھے اور سب میت کے لئے شفاعت کریں تو میت کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے (اور میت کو بخش دیا جاتا ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِهٖ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِیْهِ (احمد و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو

www.askfatwa.com

مسلمان شخص مرجائے اور اس کے جنازہ پر چالیس ایسے آدمی کھڑے ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتے ہوں تو اس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول کرتے ہیں۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ فَقَدْ أَوْجَبَ (ابو داؤد و ترمذی)

حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میت پر تین صفوں نے نماز جنازہ پڑھی تو اس نے (اپنے لئے جنت) واجب کرلی۔

نماز جنازہ کے لئے طہارت شرط ہے

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَازَةِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ (مؤطا مالک)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آدمی جنازہ پر نماز نہ پڑھے مگر جبکہ وہ طہارت سے ہو۔

امام میت کے کس حصہ کے مقابل کھڑا ہو

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى اِمْرَأَةٍ مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسْطَهَا (بخاری)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک ایسی عورت پر جنازہ کی نماز پڑھی جو اپنے نفاس میں مرگئی تھی۔ آپ اس کے وسط کے مقابل (یعنی سینے کے مقابل) کھڑے ہوئے (جو کہ اعضاء کے اعتبار سے وسط ہے کہ اس سے اوپر سر اور بازو ہیں اور نیچے پیٹ اور ٹانگیں ہیں)

نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (حبشہ کے مسلمان ہونے والے بادشاہ) اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تو چار تکبیریں کہیں۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ التَّكْبِيْرُ أَرْبَعًا وَخَمْسًا فَجَمَعَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰى أَرْبَعٍ (ابن المنذر)

سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جنازہ کی) تکبیریں چار بھی ہوتی تھیں اور پانچ بھی ہوتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چار پر جمع کردیا تھا۔

www.askfatwa.com

عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ عَلَى الْجَنَائِزِ خَمْسًا وَسِتًّا وَأَرْبَعًا حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ كَبَّرُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ وِلَايَةِ أَبِيْ بَكْرٍ ؓ حَتّٰى قُبِضَ أَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ فِيْ وِلَايَتِهٖ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ إِنَّكُمْ مَعْشَرَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَتٰى مَا تَخْتَلِفُوْنَ يَخْتَلِفُ مَنْ بَعْدَكُمْ وَالنَّاسُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَجْمِعُوْا عَلٰى شَيْءٍ يَجْتَمِعُ بِهٖ عَلَيْهِ مَنْ بَعْدَكُمْ فَأَجْمَعَ رَأْيُ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنْ يَّنْظُرُوْا آخِرَ جَنَازَةٍ كَبَّرَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ قُبِضَ فَيَأْخُذُوْنَ بِهٖ فَيَرْفُضُوْنَ بِهٖ مَاسِوٰى ذٰلِكَ فَنَظَرُوْا فَوَجَدُوْا آخِرَ جَنَازَةٍ كَبَّرَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعًا (الامام محمد فی الآثار)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ صحابہ جنازوں پر تکبیریں پانچ بھی کہتے تھے اور چھ بھی اور چار بھی کہتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر ؓ کی خلافت میں اسی طرح تکبیریں کہتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر ؓ کی بھی وفات ہوگئی۔ پھر حضرت عمر ؓ خلیفہ بنے تو ان کی خلافت میں بھی لوگ اسی پر عمل پیرا رہے۔ پھر جب حضرت عمر ؓ کی (اس اختلاف کی طرف) توجہ ہوئی تو (اہل علم صحابہ کو جمع کر کے فرمایا اے حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کی جماعت جب تم ہی لوگوں میں اختلاف ہوگا تو تمہارے بعد والوں میں بھی اختلاف ہوگا جبکہ لوگوں سے جاہلیت کا زمانہ گزرے زیادہ عرصہ بھی نہیں ہوا لہٰذا تم لوگ کسی ایک بات پر متفق ہو جاؤ جس پر تمہارے بعد والے بھی جمع رہیں۔ تو صحابہ کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ وہ آخری نماز جنازہ کی تحقیق کریں جس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے پیشتر تکبیریں کہیں (کہ اس میں کتنی تکبیریں کہیں) تاکہ تکبیروں کے اس عدد کو اختیار کریں اور دوسرے عدد کو چھوڑ دیں۔ جب تحقیق کی تو انہوں نے یہ بات پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری جنازہ پر چار تکبیریں کہی تھیں۔

صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھائے پھر باندھ لے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ عَلَى الْجَنَازَةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ أَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ وَ وَضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ کی تکبیریں کہیں اور (صرف) پہلی تکبیر پر اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اٹھائے اور (پھر باندھ لئے اس طرح کہ) دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِيْ أَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ میں اپنے دونوں ہاتھ پہلی تکبیر میں اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد (باقی تکبیروں میں) نہیں اٹھاتے تھے۔

نماز جنازہ میں کیا پڑھنا ہے

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ أَنَّہٗ سَأَلَ أَبَاھُرَیْرَۃَ کَیْفَ تُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَۃِ فَقَالَ أَبُوْھُرَیْرَۃَ أَنَا لَعَمْرُ اللّٰہِ أُخْبِرُکَ أَتْبَعُھَا مِنْ أَھْلِھَا فَإِذَا وُضِعَتْ کَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰہَ وَصَلَّیْتُ عَلٰی نَبِیِّہٖ ثُمَّ أَقُوْلُ اللّٰھُمَّ إِنَّہٗ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ أَمَتِکَ کَانَ یَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِہٖ اَللّٰھُمَّ إِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ إِحْسَانِہٖ وَإِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ سَیِّآتِہٖ اللّٰھُمَّ لَا تُحْرِمْنَا أَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (مؤطا مالک)

حضرت ابوسعید مقبری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نماز جنازہ کس طرح پڑھتے ہیں تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔ میں جنازہ کے ساتھ اس کے گھر سے چلتا ہوں اور جب جنازہ (نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے تو میں (پہلی) تکبیر کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہوں اور (دوسری تکبیر کہہ کر) اللہ کے نبی پر درود پڑھتا ہوں۔ پھر (تیسری تکبیر کہہ کر) یہ دعا مانگتا ہوں أَللّٰھُمَّ إِنَّہٗ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ أَمَتِکَ کَانَ یَشْھَدُ اَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِہٖ اَللّٰھُمَّ إِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ إِحْسَانِہٖ وَإِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ سَیِّآتِہٖ اَللّٰھُمَّ لَا تُحْرِمْنَا أَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (اے اللہ یہ آپ کا بندہ تھا اور آپ کے بندے کا بیٹا تھا اور آپ کی بندی کا بیٹا تھا۔ یہ گواہی دیتا تھا کہ مستحق عبادت تو صرف آپ ہی ہیں اور یہ کہ محمد آپ کے بندے اور رسول ہیں اور آپ تو اس بندے سے خوب واقف ہیں۔ اے اللہ یہ اگر نیک تھا تو اس کے نیکی کے اجر کو بڑھا دیجئے اور یہ اگر برا تھا تو آپ اس کی برائیوں سے درگزر فرمائیے۔ اے اللہ آپ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرمائیے اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں نہ ڈالئے (یعنی اس کے بارے میں ہمیں کسی پریشانی میں مبتلا نہ کیجئے)۔

عَنْ عَلِیٍّ أَنَّہٗ کَانَ إِذَا صَلّٰی عَلٰی مَیِّتٍ یَبْدَأُ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَیُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِأَحْیَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا وَأَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاجْعَلْ قُلُوْبَنَا عَلٰی قُلُوْبِ خِیَارِنَا (ابن ابی شیبہ).

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب کسی میت کی نماز جنازہ پڑھتے تھے تو اللہ کی حمد سے ابتداء کرتے تھے (یعنی پہلی تکبیر کے بعد حمد وثناء کہتے تھے) اور (دوسری تکبیر کے بعد) رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتے تھے پھر (تیسری تکبیر کے بعد) یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِأَحْیَائِنَا وَ أَمْوَاتِنَا وَأَلِّفْ

www.askfatwa.com

بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَ أَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاجْعَلْ قُلُوْبَنَا عَلٰى قُلُوْبِ أَخْيَارِنَا (اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ان کے دلوں کے درمیان الفت ڈال دیجئے اور ان کے مابین اصلاح پیدا کر دیجئے اور ہمارے دلوں کو ہمارے بہترین لوگوں کے دلوں کے مطابق کر دیجئے۔)

فائدہ: نماز جنازہ کی ترکیب کو دیکھیں تو اس کی حقیقت میت کے لئے دعا ہے اور دعا کے آداب میں سے ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جائے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا جائے پھر دعا کی جائے۔ نماز جنازہ میں بھی ایسے ہی ہے جیسا کہ اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، دوسری تکبیر کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود ہے اور تیسری تکبیر کے بعد دعا ہے۔ حمد وثناء اور درود کے لئے علیحدہ سے الفاظ منقول نہیں اس لئے عام نمازوں میں جو ثناء اور درود ابراہیمی پڑھتے ہیں وہی نماز جنازہ میں پڑھے جائیں گے۔ دعا کے مختلف الفاظ منقول ہیں جو آگے ذکر ہوں گے۔

جب اس کی حقیقت دعا ہے تو اس کو صلوٰۃ اور نماز اس وجہ سے کہا گیا کہ اس میں نماز کی شرائط کا لحاظ کیا جاتا ہے مثلاً جسم، جگہ اور کپڑوں کی طہارت اور استقبال قبلہ اور نماز کی طرح اس میں تکبیر تحریمہ اور سلام بھی ہیں۔

رہا سورہ فاتحہ کا پڑھنا تو نماز جنازہ میں یہ لازم نہیں ہے کیونکہ اوپر کی مذکورہ دونوں حدیثوں میں اس کا پڑھنا ذکر نہیں ہے اور پھر یہ مندرجہ ذیل حدیث بھی دلیل ہے۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَايَقْرَأُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ (الامام مالک فی مؤطاہ)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں (سورہ فاتحہ کی) قراءت نہیں کرتے تھے۔

البتہ جن حدیثوں میں سورہ فاتحہ کا ذکر ہے تو وہ بطور حمد کے ہے اور اختیاری ہے۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ تَقْرَأُ قَالَ نَعَمْ إِنَّهُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ (نسائی)

طلحہ بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے جنازہ کی نماز پڑھی تو میں نے ان کو سورہ فاتحہ پڑھتے سنا (کیونکہ انہوں نے یہ کچھ آواز سے پڑھی جو ہمارے کانوں تک پہنچی گئی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان سے پوچھا کیا آپ (سورہ فاتحہ کی) قراءت کر رہے تھے (حالانکہ میں نے اور تو کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا) انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یہ بالکل صحیح بات ہے اور دین کا طریقہ ہے (کہ حمد کے طور پر سورہ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں)

www.askfatwa.com

حمد کے طور پر سورت فاتحہ پڑھے تو چپکے پڑھے

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ اَلسُّنَّةُ فِی الصَّلٰوةِ عَلَی الْجَنَازَةِ أَنْ یَّقْرَأَ فِی التَّکْبِیْرَةِ الْأُوْلٰی بِأُمِّ الْقُرْآنِ مُخَافَتَةً ثُمَّ یُکَبِّرُ ثَلَاثًا وَالتَّسْلِیْمُ عِنْدَ الْآخِرَةِ (نسائی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں طریقہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد (چاہے تو ثناء کے طور پر) سورہ فاتحہ چپکے چپکے پڑھے پھر (باقی) تین تکبیریں کہے اور آخری تکبیر پر سلام پھیر دے۔

چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے مزید دعا کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ أَوْفٰی أَنَّهٗ کَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَّهٗ أَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ کَقَدْرِ بَیْنَ التَّکْبِیْرَتَیْنِ یَسْتَغْفِرُ لَهَا وَیَدْعُوْ ثُمَّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصْنَعُ هٰکَذَا وَفِیْ رِوَایَةٍ کَبَّرَ أَرْبَعًا فَمَکَثَ سَاعَةً حَتّٰی ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَیُکَبِّرُ خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی نماز جنازہ پڑھائی تو چار تکبیریں کہیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد (سلام پھیرنے سے پہلے) انہوں نے دو تکبیروں کے درمیان وقفہ کے بقدر قیام کیا جس میں وہ اپنی بیٹی کے لئے استغفار اور دعا کرتے رہے پھر (سلام پھیرا اور) فرمایا کہ (کبھی کبھی) رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے چار تکبیریں کہیں پھر (دعا واستغفار کرتے) ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہمیں خیال ہوا کہ وہ پانچویں تکبیر کہنے کو ہیں (لیکن انہوں نے پانچویں تکبیر نہ کہی) پھر اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیر دیا۔

تیسری تکبیر کے بعد مزید منقول دعائیں

عَنْ أَبِیْ إِبْرَاهِیْمَ الْأَنْصَارِیِّ عَنْ أَبِیْهِ أَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ فِی الصَّلٰوةِ عَلَی الْمَیِّتِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَکَرِنَا وَأُنْثَانَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا (نسائی)

وَفِیْ رِوَایَةٍ مَنْ أَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَأَحْیِهٖ عَلَی الْإِیْمَانِ اَللّٰهُمَّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ (طبرانی فی الکبیر والاوسط)

ابوابراہیم انصاری کے والد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا مانگتے سنا أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَکَرِنَا وَأُنْثَانَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا اور ایک روایت میں ہے یہ الفاظ بھی ہیں مَنْ أَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَأَحْیِهٖ عَلَی الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْإِیْمَانِ أَللّٰهُمَّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ (اے اللہ بخش دے ہمارے زندہ کو اور ہمارے مردہ کو اور ہمارے حاضر کو اور ہمارے غیر حاضر کو اور ہمارے مرد کو اور ہماری عورت کو اور ہمارے چھوٹے کو اور ہمارے بڑے کو۔

اے اللہ جس کو آپ ہم میں سے زندہ رکھیں تو اس کو اسلام پر زندہ رکھئے اور جس کو آپ ہم میں سے موت دیں تو اس کو ایمان پر موت دیجئے۔ اے اللہ ہم آپ کی معافی طلب کرتے ہیں۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکِ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَصَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَأَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَ أَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ أَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی ذٰلِکَ الْمَيِّتِ (مسلم)

حضرت عوف بن مالک اشجعی ﷺ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک جنازہ کی نماز پڑھتے ہوئے یہ کلمات سنے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَأَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وأَبْدِلْهُ داراً خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَأَهْلاً خيراً مِنْ أَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ (اے اللہ اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس سے درگزر فرما اور اس کو عافیت سے رکھ اور اس کی مہمانی عمدہ فرما اور اس کے داخلہ کی جگہ کو خوب کشادہ فرما اور اس کے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے (یعنی مختلف طرح کی رحمتوں سے) دھو دے اور اس کو خطاؤں سے ایسے صاف کر جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اس کو اس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما اور اس کو اس کے دنیا کے اہل سے بہتر اہل عطا فرما اور اس کو اس کی دنیا کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو قبر کے فتنہ اور آگ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ حضرت عوف بن مالک ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی دعا کی وجہ سے (کہ وہ اتنی جامع تھی اور آپ کی زبانی تھی کہ) میں نے تمنا کی کاش میں ہی میت ہوتا۔

چوتھی تکبیر کے بعد دائیں بائیں دونوں طرف سلام پھیرنا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰی أَنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَّهٗ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ ...... ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازہ کی نماز (پڑھائی تو اس) میں چار تکبیریں کہیں...... پھر انہوں نے اپنے دائیں اور اپنے بائیں (دونوں طرف) کو سلام پھیرا۔

بلاعذر مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھنی چاہئے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا شَيْءَ

لَہٗ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھی اس کے لئے (اجر کا) کچھ (حصہ) نہیں ہے۔

فائدہ...... 1- سب کا اس پر اتفاق ہے کہ مسجد حرام میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔

2- مسجد نبوی کے مشرق کی جانب جو متصل جگہ تھی رسول اللہ ﷺ کے دور میں وہ جگہ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے خاص تھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُوْدَ مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ جَاءُ وْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِنْ مَوْضَعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل خیبر کے یہود اپنے ایک مرد اور عورت کو لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے جنہوں نے (آپس میں) زنا کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا (کہ رجم کئے جائیں) تو وہ دونوں مسجد نبوی کے ساتھ جنازہ گاہ کے قریب رجم کئے گئے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعٰى لِلنَّاسِ النِّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَخَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر اسی دن دی جس دن ان کی وفات ہوئی اور آپ جنازہ گاہ کی طرف نکلے اور موجود لوگوں کی صفیں بنائیں۔

عذر ہو تو مسجد میں نماز جنازہ ہو سکتی ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيْهِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے بیضاء (نام کی ایک خاتون) کے دو بیٹوں یعنی سہیل اور ان (سہیل) کے بھائی کے جنازے مسجد میں پڑھے۔

فائدہ : با قاعدہ جناز گاہ کے ہوتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی موجودگی میں کہ (بلا عذر) مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے میں اجر نہیں ہے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ بیضاء خاتون کے بیٹوں کے جنازے کسی عذر ہی کی وجہ سے مسجد میں پڑھے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ خاص ان کی مثال کے علاوہ کسی اور کی مثال نہیں ملتی کہ اس کی نماز جنازہ بھی مسجد میں ہوئی ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی صرف ان ہی کی مثال دے پائیں۔

مسجد میں سے جنازہ گزارنا بھی درست نہیں

www.askfatwa.com

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَمُرُّوا بِجَنَازَتِهِ فِي الْمَسْجِدِ فَيُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ فَفَعَلُوْا فَوُقِفَ بِهِ عَلٰى حُجُرِهِنَّ يُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ أُخْرِجَ بِهِ مِنْ بَابِ الْجَنَائِزِ الَّذِيْ كَانَ إِلَى الْمَقَاعِدِ فَبَلَغَهُنَّ أَنَّ النَّاسَ عَابُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا مَاكَانَتِ الْجَنَائِزُ يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ مَاأَسْرَعَ النَّاسُ إِلٰى أَنْ يَّعِيْبُوْا مَا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِهِ عَابُوْا عَلَيْنَا أَنْ يُّمَرَّ بِجَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِيْ جَوْفِ الْمَسْجِدِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ سے دس میل باہر) انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج نے (ان کے گھر والوں کو) پیغام بھیجا کہ (بقیع میں دفن کے لئے لے جاتے ہوئے) ان کے جنازے کو مسجد میں سے گزاریں تا کہ وہ ان کے لئے دعا کریں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور ان کے جنازے کو ازواج (مطہرات) کے کمروں کے سامنے روکا گیا تا کہ وہ ان کے جنازے پر دعا کرلیں ان کے جنازے کو (پھر) باب الجنائز سے نکالا گیا جو کہ مقاعد (کے نام سے مسجد کے قریب ضرورت مند لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ لوگوں نے (یعنی دیگر صحابہ و اہل علم نے) کہا ہے کہ جنازوں کو مسجد کے اندر نہیں لے جایا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی تو فرمایا کتنی جلدی لوگوں نے ایسی بات کو برا کہنا شروع کر دیا جس کا ان کو کچھ علم نہیں۔ لوگوں نے ہم پر اعتراض کیا ہے (اس وجہ سے) کہ مسجد سے جنازہ گزارا گیا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضا کی نماز جنازہ مسجد کے اندر ہی تو پڑھی تھی (اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے جنازہ آخر مسجد ہی کے اندر لے جایا گیا تھا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ کو مسجد میں لے جا سکتے ہیں۔)

فائدہ: چونکہ دیگر صحابہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس اجتہاد سے اتفاق کرنا منقول نہیں اور سہیل بن بیضا کا جنازہ مسجد میں محض کسی عذر کی وجہ سے پڑھائے جانے کے لئے لایا گیا تھا اس لئے دیگر صحابہ کے قول کو ہی ترجیح حاصل ہے کہ جنازہ بلا کسی عذر کے مسجد کے اندر داخل نہ کیا جائے۔

ہمارے لئے غائبانہ نماز جنازہ درست نہیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَخَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی کی وفات ہوئی اسی دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ان کی وفات کی خبر دی اور جنازہ گاہ کی طرف نکلے اور لوگوں کی صف بندی کی اور ان پر (نماز

جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ ...... فَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ وَنَحْنُ لَا نَرٰى إِلَّا أَنَّ الْجَنَازَةَ قُدَّامَنَا

(صحیح ابی عوانه)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ......(رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی) تو ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور ہمارا خیال یہی تھا کہ نجاشی کا جنازہ ہمارے سامنے رکھا ہے (جس کی وجہ یا تو یہ ہوسکتی ہے کہ بیچ کے حجابات ہٹا دیئے گئے ہوں یا یہ ہوسکتی ہے کہ جنازہ ہی فرشتوں نے سامنے لاکر رکھ دیا ہو)

فائدہ 1-......دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ خرق عادت کے طور پر ہی سہی نجاشی کے جنازے کا نبی ﷺ کے سامنے ہونا ثابت ہوتا ہے۔

2-......سوائے ایک دو واقعات کے جن میں خرق عادت کا ثبوت ملتا ہے رسول اللہ ﷺ سے کسی اور کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت نہیں۔

www.askfatwa.com

باب: 36

جنازہ لے کر چلنا

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِإِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ (بخاری)

حضرت براء بن عازب ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کے کرنے کا حکم دیا اور سات باتیں کرنے سے منع کیا۔ (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) آپ ﷺ نے ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے کا حکم دیا۔

عَنْ طَاوُسٍ قَالَ مَامَشٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى مَاتَ إِلَّا خَلْفَ الْجَنَازَةِ (عبدالرزاق)

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک (عام طور سے) جنازے کے پیچھے ہی چلے۔

کسی ضرورت و مصلحت کی وجہ سے کچھ لوگ آگے بھی ہو سکتے ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُوْنَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو (کبھی کبھی) جنازہ کے آگے بھی چلتے دیکھا ہے۔

سوار صرف پیچھے چلے

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ (ترمذی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوار جنازے کے پیچھے چلے۔

جنازے کو پیدل لے جا رہے ہوں تو سوار نہ ہونا مستحب ہے

عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أُتِیَ بِدَابَّةٍ وَهُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ فَأَبٰی أَنْ يَّرْكَبَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أُتِيَ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِيْ فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبَ وَهُمْ يَمْشُوْنَ فَلَمَّا ذَهَبُوْا رَكِبْتُ (ابو داؤد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے کے ساتھ چل رہے تھے آپ کے پاس سواری لائی گئی (تاکہ آپ سوار ہو جائیں) لیکن آپ نے سوار ہونے سے انکار فرما دیا۔ جب آپ جنازہ سے فارغ ہو کر واپس آنے لگے تو (آپ کے سوار ہونے کے لئے پھر) سواری لائی گئی۔ اب آپ سوار ہوگئے۔ آپ سے پوچھا گیا (کیا وجہ کہ آپ جاتے ہوئے سوار نہ ہوئے واپسی میں سوار ہوگئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا (جنازہ کے ساتھ) فرشتے بھی پیدل چل رہے تھے تو ان کے پیدل چلتے ہوئے میں نے سواری کو مناسب نہ سمجھا (ہاں جنازے سے فارغ ہو کر) جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔

جنازہ میں جلدی کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ. (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اس کو مت روکو (یعنی اس کی تکفین وتدفین میں تاخیر مت کرو بلکہ جنازہ کی تیاری اور تکفین وتدفین میں جلدی کرو)۔

جنازہ لے جانے میں تیز قدم اٹھائے دوڑے نہیں

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّا لَنَكَادُ أَنْ نَرْمُلَ بِالْجَنَازَةِ رَمْلاً (حاکم)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنازہ لے جاتے ہوئے دوڑنے کے قریب ہوتے تھے (یعنی دوڑتے نہیں تھے البتہ تیز تیز قدم اٹھاتے تھے۔)

تیز قدم اٹھانے میں لاش کو جھٹکے نہ دے

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ رضی اللّٰه عنها بِسَرَفٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ مَيْمُوْنَةُ إِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهُ وَلَا تُزَلْزِلُوْهُ وَارْفُقُوْا (بخاری و مسلم)

عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں (ام المومنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ پر ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس مقام سرف میں موجود تھے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ (ام المومنین) میمونہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو نہ اس کو ہلاؤ اور نہ اس کو جھٹکے دو اور

www.askfatwa.com

(اس کے بجائے) نرمی کرو۔

گذرنے والے کا جنازے کے لئے کھڑے ہونا

گذرنے والے کافر کے جنازے کے لئے کھڑے ہونا

ابتداء میں نبی ﷺ کا کافر کے جنازے پر کھڑا ہونا چند وجوہ سے تھا۔

1......موت کو یاد کرکے مضطرب و بے چین ہونے کی وجہ سے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا يَهُوْدِيَّةٌ فَقَالَ إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک جنازہ گذرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے (آپ کو کھڑا ہوتے دیکھ کر) ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ پھر ہم نے کہا اے اللہ کے رسول یہ تو یہودی عورت (کا جنازہ) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موت تو بہت گھبراہٹ اور خوف والی چیز ہے (کیونکہ اس سے آخرت کے مراحل شروع ہو جاتے ہیں جو بڑے ہولناک بھی ہو سکتے ہیں اس لئے اس کو دیکھ کر موت اور آخرت کی ہولناکیوں کے تصور سے میرے دل میں اضطراب پیدا ہوا اور میں اس بے چینی میں بیٹھا نہ رہ سکا کھڑا ہوگیا) تو تم بھی جب جنازہ دیکھو تو (وہ تصور کرکے بے چین ہو جایا کرو اور) کھڑے ہو جایا کرو۔

2......جنازے کے ساتھ موجود فرشتوں کے اکرام کی وجہ سے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَمُرُّ بِنَا جَنَازَةُ الْكَافِرِ أَفَنَقُوْمُ لَهَا قَالَ نَعَمْ فَقُوْمُوْا لَهَا فَإِنَّكُمْ لَسْتُمْ تَقُوْمُوْنَ لَهَا إِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ إِعْظَامًا لِلَّذِيْ يَقْبِضُ الْأَرْوَاحَ (ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہمارے پاس سے کافر کا جنازہ گذرتا ہے تو کیا ہم اس کی خاطر بھی کھڑے ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کی وجہ سے بھی کھڑے ہو کیونکہ تم کافر کے جنازہ کی خاطر نہیں کھڑے ہوگے بلکہ تمہارا کھڑا ہونا تو محض (ملک الموت یعنی) اس فرشتے کے اکرام میں ہوگا جو ارواح کو قبض کرتا ہے۔

3......تاکہ کافر کا جنازہ رسول اللہ ﷺ سے اوپر نہ ہو۔

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مُرَّ بِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى طَرِيْقِهَا جَالِسًا فَكَرِهَ أَنْ تَعْلُوَ رَاسَهُ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَامَ (نسائی)

حضرت حسن بن علی ؓ کہتے ہیں ایک یہودی کے جنازہ کو لے جایا گیا۔ اس کے رستے میں رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ یہودی کا جنازہ آپ کے سر سے بلند ہو (کیونکہ آپ کو اللہ کے رسول کی حیثیت بھی حاصل تھی جبکہ یہودی اور کافر اللہ کا باغی ہوتا ہے) لہٰذا آپ کھڑے ہو گئے۔

4...... کافر کے جنازے کی بدبو سے بے چین ہو کر کھڑے ہونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَامَ وَقَالَ آذَانِیْ نَتْنُهَا (طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گذرا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا (اپنے کفر کی وجہ سے جس بدبو میں یہ مبتلا ہے) اس کی بدبو سے مجھے اذیت ہوئی (اور بے چین ہو کر میں کھڑا ہو گیا)

فائدہ: آخری وجہ تو محض طبعی ہے شرعی نہیں۔ تیسری وجہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ پہلی دو وجہیں شرعی بھی ہیں اور امت کے لئے بھی عام ہیں (یعنی موت کو یاد کر کے بے چین ہونا اور ملک الموت کا اکرام کرنا) لیکن یہ کافروں کے جنازوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مسلمانوں کے جنازوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔

گذرنے والے مسلمان جنازے کے لئے کھڑے ہونا

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى تُوْضَعَ (مسلم)

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جائے (اور ہو سکے تو اس کے ساتھ شریک ہو جاؤ) اور جو جنازہ کے ساتھ چلے تو جب تک جنازہ (زمین پر) نہ رکھ دیا جائے اس وقت تک نہ بیٹھے (مبادا کہیں جنازہ اٹھانے والے لڑکھڑا جائیں تو دوسرے لوگ لپک کر سہارا دے سکیں)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلْيَقُمْ حِيْنَ يَرَاهَا حَتّٰى تُخَلِّفَهٗ إِنْ كَانَ غَيْرَ مُتَّبِعِهَا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے تو دیکھتے ہی کھڑا ہو جائے (اور جنازے کے ساتھ شریک ہو جائے اور) اگر شریک نہ ہو سکے (تو اتنی دیر کھڑا رہے) یہاں تک کہ جنازہ اس کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جائے۔

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا مَرَّتْ بِكَ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ أَوْ

مُسْلِمٍ فَقُوْمُوْا لَهَا فَلَسْتُمْ لَهَا تَقُوْمُوْنَ إِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ (احمد)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس سے کسی یہودی یا نصرانی یا مسلمان کا جنازہ گذرے تو کھڑے ہو جاؤ کیونکہ تم جنازے کے خاطر نہیں کھڑے ہوئے بلکہ جنازے کے ساتھ جو فرشتے ہیں ان کے اکرام میں کھڑے ہوئے۔

فائدہ: مسلمان کے جنازے کے لئے کھڑے ہونے میں بھی دو وجہیں پائی جاتی ہیں (1) موت کے فرشتے کا اکرام اور (2) موت کا تصور۔

گذرنے والا جنازہ کسی کا بھی ہو اس کے لئے کھڑے ہونا منسوخ ہے

عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ؓ يَقُوْلُ فِي شَانِ الْجَنَائِزِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ (مسلم)

مسعود بن حکم انصاری ؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے جنازوں کے بارے میں حضرت علی ؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ پہلے کھڑے ہوتے تھے پھر بعد میں آپ ﷺ (جنازہ گذرنے پر) بیٹھے رہتے تھے (اور کھڑے نہیں ہوتے تھے)۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ اور امتیوں کے حق میں قیام کی دو وجہیں مشترک تھیں (1) موت کا تصور اور (2) فرشتوں کا اکرام۔ اور یہ دونوں وجہیں کافروں اور مسلمانوں دونوں ہی کے جنازوں میں پائی جاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دو وجھوں کے باوجود قیام کو بعد میں ترک کر دیا۔ ترک کرنے کی وجہ غالباً یہ ہوئی کہ لوگ کچھ ہی عرصہ میں اصل وجہ کو بھول جاتے ہیں اور ظاہری وحسی وجہ کو اختیار کر لیتے ہیں اس لئے ڈر تھا کہ مذکورہ وجہیں تو مغلوب ہو جائیں اور کھڑے ہونے میں خودمیت کی تعظیم کا پہلو غالب ہو جائے۔

www.askfatwa.com

باب: 37

میت کی تدفین

قبر گہری اور کشادہ ہو

عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْقَبْرِ يُوْصِي الْحَافِرَ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَاسِهٖ (احمد و ابوداؤد)

ایک انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے کے لئے نکلے تو میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ قبر کے پاس ہیں اور قبر کھودنے والے کو ہدایات دے رہے ہیں کہ میت کے پاؤں کی طرف سے قبر کو کشادہ کرو اور میت کے سر کی جانب قبر کو کشادہ کرو۔

ممکن ہو تو لحد یعنی بغلی قبر افضل ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم مسلمانوں کے لئے لحد ہے اور ہمارے غیروں کے لئے شق ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُلْحِدَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَلِأَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ (ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے لئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے لحد (یعنی بغلی قبر) تیار کی گئی۔

قبر میں میت کو قبلہ کی جانب سے داخل کیا جائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَأُسْرِجَ لَهٗ سِرَاجٌ فَأَخَذَ مِنَ الْقِبْلَةِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت (حضرت عبداللہ ذی البجادین کی) قبر میں اترے۔ آپ کے لئے ایک چراغ جلایا گیا (تاکہ اس کی روشنی میں دیکھ سکیں) پھر آپ نے ان کی میت کو قبلہ کی جانب سے پکڑا (یعنی چارپائی کو قبلہ کی جانب لگا دیا گیا اور وہاں سے

www.askfatwa.com

میت کو اٹھا کر آپ کو پکڑایا گیا اور آپ نے قبر میں میت کو لٹایا)

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ اَدْخَلَ یَزِیْدَ بْنَ الْمُکَفَّفِ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یزید بن مکفف کو (دفنانے کے لئے قبر میں اتر کران کو) قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل کیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جو پائنتی کی جانب سے داخل کیا گیا تو مجبوری سے تھا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قِبَلِ رَاسِهٖ (مسند شافعی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (کے لئے بغلی قبر چونکہ کمرے کی قبلہ والی دیوار کے ساتھ کھودی گئی تھی اس وجہ سے قبلہ کی جانب سے آپ کو قبر میں داخل کرنا ممکن نہ تھا اس لئے آپ کو قبر کی پائنتی کی طرف لا کر وہاں سے آپ کے سر کو پہلے داخل کیا گیا۔

میت کو قبر میں رکھتے ہوئے کیا کہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اُدْخِلَ الْمَیِّتُ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ رِوَایَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (ترمذی و ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب میت کو قبر میں داخل کرتے تو یہ کہتے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

میت کو قبر میں قبلہ رخ کرنا

عَنْ عُمَیْرٍ وَکَانَ لَهٗ صُحْبَةٌ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْکَبَائِرُ قَالَ هُنَّ تِسْعٌ ...... وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ الْمُسْلِمَیْنِ وَاسْتِحْلَالُ الْبَیْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِکُمْ اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتًا (ابو داؤد)

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جو کہ صحابی تھے ان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ یہ نو باتیں ہیں (پھر آپ نے وہ شمار کرائیں) اور (ان میں سے یہ بھی شمار کرائیں) مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور بیت الحرام جو کہ تمہارے زندوں اور مردوں کا قبلہ ہے اس کی بے حرمتی کرنا۔

فائدہ: مردوں کے قبلہ رخ ہونے کی صورت یہ ہے کہ ان کو قبر میں دائیں کروٹ پر لٹایا جائے اور کمر کے پیچھے مٹی سے سہارا دے دیا جائے۔

لحد کو کچی اینٹوں سے بند کرنا

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ ؓ أَنَّـهٗ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ هَلَکَ فِیْهِ إِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا کَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے اپنے اس مرض میں جس میں ان کی وفات ہوئی فرمایا میرے لئے لحد (یعنی بغلی قبر) کھودنا اور بغل (کو بند کرتے ہوئے اس) پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

قَالَ الشَّعْبِیُّ جُعِلَ عَلٰی لَحْدِ النَّبِیِّ ﷺ طُنُّ قَصَبٍ فَإِنِّیْ رَأَیْتُ الْمُهَاجِرِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ ذٰلِکَ (مغنی لابن قدامه)

جلیل القدر تابعی رحمہ اللہ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بغلی قبر پر نرکل (سرکنڈوں) کا گٹھا لگایا گیا اور میں نے دیکھا کہ مہاجرین ان کے استعمال کو پسند کرتے تھے۔

عورت کو قبر میں اتارتے ہوئے پردہ کرنا

عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ قَالَ شَهِدْتُ جَنَازَةَ الْحَارِثِ فَمَدُّوْا قَبْرَهٗ ثَوْبًا فَجَبَذَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ وَقَالَ إِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ (ابن ابی شیبه)

ابو اسحاق ؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت حارث ؓ کے جنازہ میں حاضر تھا۔ لوگوں نے (پردے کی غرض سے) ان کی قبر پر چادر تانی تو حضرت عبداللہ بن یزید ؓ نے اس کو (پکڑ کر) کھینچ لیا اور فرمایا) ان پر چادر کیوں تانتے ہو) یہ تو مرد ہیں (چادر تو عورتوں کے پردے کے لئے تانتے ہیں اور اس وقت تک تانے رہتے ہیں جب تک لحد کو کچی اینٹوں سے ڈھانپ نہ دیا جائے)

قبر پر مٹی ڈالنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ ثُمَّ أَتٰی قَبْرَ الْمَیِّتِ فَحَثٰی عَلَیْهِ مِنْ قِبَلِ رَاسِهٖ ثَلَاثًا (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی پھر آپ میت کی قبر پر آئے اور میت کے سر کی جانب سے تین مرتبہ لپ بھر کر (قبر پر) مٹی ڈالی۔

فائدہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ ذکر کیا کہ پہلی مٹھی ڈالتے ہوئے مِنْهَا خَلَقْنَاکُمْ کہے، دوسرے مٹھی ڈالتے ہوئے وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ کہے اور تیسری مٹھی ڈالتے ہوئے وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً أُخْرٰی کہے (مرقاة المفاتیح)

قبر کوہان نما بنائی جائے

عَنْ سُفْیَانَ التَّمَّارِ أَنَّهٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ مُسَنَّمًا (بخاری)

www.askfatwa.com

سفیان تمار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی قبر دیکھی تو وہ کوہان نما تھی۔

قبر چوطرفی نہ بنائی جائے

عَنْ أَبِیْ حَنِیْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْخٌ لَّنَا یَرْفَعُهٗ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهٗ نَهٰی عَنْ تَرْبِیْعِ الْقُبُوْرِ وَ تَجَصُّصِهَا (کتاب الآثار محمد)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے ایک شیخ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبر کو چوطرفی بنانے سے اور اس کو پختہ کرنے سے منع فرمایا۔

قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کرنا اور کنکر بچھانا

عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ الرَّشَّ کَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (بیهقی)

محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (نئی بننے والی قبروں پر) چھڑکاؤ کیا جاتا تھا۔

عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِهٖ إِبْرَاهِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْهِ حَصًا (شافعی)

محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کی قبر پر چھڑکاؤ کیا اور اس پر کنکر بچھائے۔

دفن سے فارغ ہو کر سورہ بقرہ کی اول و آخر آیتیں پڑھنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ اِسْتَحَبَّ أَنْ یُقْرَأَ عَلَی الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ أَوَّلَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتَهَا (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دفن کے بعد قبر پر (سرہانے کی جانب) سورہ بقرہ کا ابتدائی حصہ (مُفْلِحُوْنَ تک) اور (پائنتی کی جانب) سورہ بقرہ کا آخری حصہ (یعنی آمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک) پڑھنے کو مستحب کہتے تھے۔

عَنِ الْعَلَاءِ قَالَ قَالَ أَبِیْ لِلَّجْلَاجِ أَبُوْ خَالِدٍ یَا بُنَیَّ إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَلْحِدْ لِیْ فَإِذَا وَضَعْتَنِیْ فِیْ لَحْدِیْ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ سَنَّ عَلَیَّ التُّرَابَ سَنًّا ثُمَّ اقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِیْ بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا فَإِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ذٰلِکَ. (طبرانی فی الکبیر)

علاء رحمہ اللہ کہتے ہیں (مجھ سے) میرے والد ابوخالد لجلاج رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں مر جاؤں تو میرے لئے لحد تیار کرنا اور جب تم مجھے میری لحد میں رکھنے لگو تو بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا۔ پھر مجھ پر مٹی ڈالنا۔ پھر (جب مٹی ڈال چکو تو) میرے سرہانے سورہ بقرہ کا ابتدائی حصہ اور (میری پائنتی کی طرف) سورہ بقرہ کا آخری حصہ پڑھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی پڑھتے سنا ہے۔

www.askfatwa.com

دفن کے بعد دعا

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِيْتَ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ (ابو داؤد)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو میت (کی قبر) کے پاس کھڑے ہوتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے مغفرت طلب کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جاتا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ إِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ أَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى أَسْتَانِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ (مسلم)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر پر اتنی دیر کھڑے (دعا کرتے) رہو کہ جتنی دیر میں اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہاری (دعا) کی وجہ سے انسیت حاصل کرلوں اور تسلی کرلوں کہ میں اپنے رب کے قاصدوں کو (ان کے سوال پر) کیا جواب دوں۔

دفن کے بعد دعا کے لئے قبلہ رخ ہو اور ہاتھ اٹھائے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنِّيْ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قَبْرِ عَبْدِ اللّٰهِ ذِي الْبِجَادَيْنِ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ يَقُوْلُ أَدْنِيَا مِنِّيْ أَخَاكُمَا وَأَخَذَهُ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ حَتّٰى أَسْنَدَهُ فِيْ لَحْدِهٖ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَوَلَّا هُمَا الْعَمَلَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِهٖ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ رَافِعًا يَدَيْهِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَمْسَيْتُ عَنْهُ رَاضِيًا فَارْضَ عَنْهُ وَكَانَ ذٰلِكَ لَيْلًا (صحیح ابی عوانہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لئے نکلے ہوئے ہیں اور عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ عنہ کی قبر میں کھڑے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (پاس کھڑے) ہیں اور آپ (ان دونوں سے) فرما رہے ہیں کہ اپنے بھائی کو میرے پاس لاؤ اور آپ نے ان کو قبلہ کی جانب سے لیا اور ان کو ان کی لحد میں لٹا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ (قبر میں سے) باہر تشریف لائے اور باقی کام ان دونوں حضرات کے سپرد کیا۔ پھر جب ان کے دفن سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے قبلہ رخ ہوئے اور فرمایا اے اللہ میں آج رات تک ان سے راضی رہا تو آپ بھی ان سے راضی ہو جایئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ رات کا وقت تھا۔

www.askfatwa.com

قبر پر کچھ لکھنا منع ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَأَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهَا وَأَنْ تُوْطَأَ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو گچ کرنے (یعنی پختہ کرنے) سے اوران پر کچھ لکھنے سے اوران کے روندے جانے سے منع فرمایا۔

علامت اور پہچان کیلئے قبر کے سرہانے کوئی پتھر رکھنا

عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِىْ وَدَاعَةَ قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهٖ فَدُفِنَ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا أَنْ يَّاتِيَهٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ ...... ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَاسِهٖ وَقَالَ أَعْلَمُ بِهَا قَبْرَ أَخِىْ وَأُدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِىْ (ابوداؤد)

حضرت مطلب بن ابی وداعہ کہتے ہیں جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اوران کا جنازہ نکالا گیا اوران کو دفن کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو (سامنے موجود ایک بڑا) پتھر لانے کو کہا لیکن وہ شخص اس پتھر کو اٹھا نہ سکا۔ رسول اللہ ﷺ اس پتھر کی طرف خود گئے اوراپنے بازو چڑھائے پھراس پتھر کو اٹھایا اورعثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ اس پتھر کی وجہ سے میں اپنے بھائی کی قبر کو پہچان سکوں گا اور (آئندہ) میرے گھر والوں میں سے جن کی وفات ہوگی ان کو ان کے قریب دفن کروں گا۔

www.askfatwa.com

باب: 38

شہید کے احکام

غیر جنبی شہید کو غسل نہ دیا جائے اور بنیادی کپڑوں سمیت دفن کیا جائے

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ...... أَمَرَ بِدَفْنِہِمْ بِدِمَائِہِمْ ...... وَلَمْ یَغْسِلْہِمْ (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہداء کو خون آلودہ (جسم اور کپڑوں سمیت) دفن کئے جانے کا حکم دیا اور ان کو غسل نہیں دلوایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِقَتْلٰی أُحُدٍ أَنْ یُنْزَعَ عَنْھُمُ الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ وَأَنْ یُدْفَنُوْا بِدِمَائِہِمْ وَثِیَابِہِمْ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہداء کے بارے میں حکم دیا کہ ان سے ان کی تلواریں اور زرہیں اتار لی جائے اور ان کو ان کے خون اور کپڑوں سمیت دفن کر دیا جائے۔

شہید جنبی ہو تو غسل دیا جائے

عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ وَقَدْ قُتِلَ حَنْظَلَۃُ رضی اللہ عنہ إِنَّ صَاحِبَکُمْ حَنْظَلَۃَ تَغْسِلُہُ الْمَلَائِکَۃُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ فَسَلُوْا صَاحِبَتَہٗ فَقَالَتْ خَرَجَ وَھُوَ جُنُبٌ لَمَّا سَمِعَ الْھَائِعَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِذٰلِکَ غَسَلَتْہُ الْمَلَائِکَۃُ (ابن حبان)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حنظلہ کے شہید ہو جانے پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے ساتھی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں لہٰذا ان کی بیوی سے پوچھو (کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر) انہوں نے بتایا کہ جب انہوں نے (جنگ میں وقتی شکست کی) چیخ پکار سنی تو وہ اسی وقت لڑائی کے لئے نکل گئے حالانکہ وہ اس وقت جنبی تھے۔ رسول اللہ

www.askfatwa.com

ﷺ نے فرمایا اسی وجہ سے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے۔

شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی

عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ ثُمَّ قَالَ أُهَاجِرُ مَعَكَ فَأَوْصٰى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ بَعْضَ أَصْحَابِهٖ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنَمَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَقَسَّمَ وَقَسَّمَ لَهٗ فَأَعْطٰى أَصْحَابَهٗ مَاقَسَّمَ لَهٗ وَكَانَ يَرْعٰى غَنَمَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوْهُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا قِسْمٌ قَسَّمَهٗ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخَذَهٗ فَجَاءَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَ قَسَمْتُهٗ لَكَ قَالَ مَا عَلٰى هٰذَا اِتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّيْ اِتَّبَعْتُكَ عَلٰى أَنْ أُرْمٰى إِلٰى هٰهُنَا وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهٖ بِسَهْمٍ فَأَمُوْتَ فَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنْ تَصْدُقِ اللّٰهَ يُصَدِّقْكَ فَلَبِثُوْا قَلِيْلاً ثُمَّ نَهَضُوْا فِيْ قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهٗ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَهُوَ هُوَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَّقَهٗ ثُمَّ كَفَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ جُبَّةِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدَّمَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا أَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ (نسائی).

حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بدوی شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ پر ایمان قبول کیا اور آپ کی پیروی کی پھر کہا میں آپ کے ساتھ ہجرت کو اختیار کرتا ہوں (یعنی اب میں اپنا وطن چھوڑ کر بس مدینہ ہی میں قیام کرتا ہوں) آپ نے اپنے بعض ساتھیوں کو اس شخص کی خبر گیری کرنے کو کہا۔ اس دوران ایک غزوہ ہوا اور (اس میں) رسول اللہ ﷺ کو کچھ مال غنیمت حاصل ہوا۔ آپ نے وہ مال غنیمت تقسیم کیا اور اس بدوی کا حصہ بھی نکالا اور وہ اس کے ساتھیوں کے حوالے کر دیا۔ یہ شخص ان کی بکریاں چراتا تھا۔ جب وہ (جنگل سے بکریاں چرا کر واپس) آیا تو اس کے ساتھیوں نے اس کا حصہ اس کو دیا۔ اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ساتھیوں نے جواب دیا کہ یہ (مال غنیمت میں سے) تمہارا حصہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے نکالا ہے۔ اس نے وہ حصہ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ پاس آیا اور پوچھا یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ میں نے تمہارا حصہ نکالا ہے۔ اس نے کہا میں نے اس کے لئے تو آپ کی پیروی نہیں کی (یعنی میرا مقصود مال حاصل کرنا نہیں ہے) بلکہ میں نے آپ کی پیروی تو اس غرض سے کی ہے کہ میرے یہاں تیر لگے اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا (یعنی میرا مقصد تو صرف یہ ہے کہ میں جہاد میں شریک ہوں اور اس میں شہید ہو جاؤں) اور مر جاؤں اور (فوراً) جنت میں داخل ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے اللہ سے یہ سچی بات کہی ہے تو اللہ تمہارے لئے اس کو سچا کر دے گا (یعنی اگر شہادت کی تمنا میں تم سچے ہو تو اللہ تم کو شہادت ہی عطا فرمائیں گے)۔ اس کے بعد

www.askfatwa.com

کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ مسلمانوں کو دشمنوں سے لڑائی کے لئے نکلنا پڑا (اس میں وہ شخص بھی شریک ہوا۔ اور شہید ہوا اس کی لاش کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو اس کے اسی جگہ تیر لگا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا یہ وہی شخص ہے (جس نے ایسی ایسی بات کہی تھی) لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ (آپ نے فرمایا کہ اس نے اللہ سے سچی بات کہی تھی تو اللہ نے اس کی بات کو سچا کر دکھایا۔ پھر نبی ﷺ نے اس کے کفن کے لئے اپنا جبہ عطا فرمایا۔ پھر اس کو اپنے آگے کیا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے کلمات میں سے جو کلمات ہمارے کانوں تک پہنچے وہ یہ تھے کہ اے اللہ اس تیرے بندہ نے تیری راہ میں ہجرت کی پھر شہید مقتول ہوا میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِیَ بِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلَ یُصَلِّیْ عَشْرَةً عَشْرَةً وَحَمْزَةُ هُوَ کَمَا هُوَ یُرْفَعُوْنَ وَهُوَ کَمَا هُوَ مَوْضُوْعٌ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس شہداء کو لایا گیا تو آپ دس دس کر کے ان کی نماز پڑھانے لگے اور حضرت حمزہ کے جنازہ کو ہر جماعت کے ساتھ وہیں رہنے دیا جہاں وہ تھا۔

عَنْ أَبِیْ مَالِکِ الْغِفَارِیِّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ أُحُدٍ بِحَمْزَةَ فَوُضِعَ وَجِیْءَ بِتِسْعَةٍ فَصَلّٰی عَلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُفِعُوْا وَتُرِکَ حَمْزَةُ ثُمَّ جِیْئَ بِتِسْعَةٍ فَوُضِعُوْا فَصَلّٰی عَلَیْهِمْ سَبْعَ صَلَوَاتٍ حَتّٰی صَلّٰی عَلٰی سَبْعِیْنَ وَ فِیْهِمْ حَمْزَةُ فِیْ کُلِّ صَلَاةٍ صَلَّاهَا (مراسیل ابی داؤد)

ابو مالک غفاری رحمہ اللہ کہتے ہیں جنگ احد (ختم ہونے) پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیا تو ان کا جنازہ (لاکر) رکھ دیا گیا اور نو اور جنازے لائے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے (ان دس پر) نماز جنازہ پڑھی۔ پھر نو کے جنازے تو اٹھا لئے گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ وہیں رہنے دیا۔ پھر دوسرے نو جنازے لائے گئے اور ان کو رکھا گیا۔ اس طرح سے رسول اللہ ﷺ نے ان شہداء پر کل سات نمازیں پڑھیں یہاں تک کہ (ستر) شہداء پر ستر نمازیں پڑھی گئیں اور آپ نے جو بھی نماز پڑھی ہر ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ موجود تھا۔

فائدہ: اوپر کی حدیثوں کے برخلاف بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ ...... أَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِیْ دِمَاءِ هِمْ وَلَمْ یُغَسَّلُوْا وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْهِمْ (بخاری)

www.askfatwa.com

حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہداء کو ان کے خون (آلود جسم و کپڑوں) سمیت دفن کرنے کا حکم دیا اور نہ ان کو غسل دیا اور نہ ان پر نماز (جنازہ) پڑھی۔

جب دونوں طرح کی حدیثیں موجود ہیں تو نماز پڑھنے میں ہی احتیاط ہے کیونکہ نماز جنازہ کی حقیقت دعا کی ہے اور شہید کے لئے دعا مضر نہیں اور اگر شہید پر اصل میں نماز جنازہ ہو پھر نہ پڑھیں تو شہید مسلمان اپنے حق سے محروم رہا اور دیگر مسلمان اس کی حق تلفی کے مرتکب ہوئے۔

www.askfatwa.com

باب: 39

میت کے دیگر متفرق احکام

آواز سے بین کئے بغیر رونا اور آنسو بہانا جائز ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَبِىْ سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيْمَ ...... وَإِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرىٰ فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ إِلَّامَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَ إِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ. (بخاری و مسلم).

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے پاس گئے جو (آپ کے صاحبزادے) ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضاعی والد تھے۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کا سانس اس وقت اکھڑ رہا تھا تو (ان کی حالت دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول آپ بھی (رو رہے ہیں۔ آپ تو بڑے صبر والے ہیں پھر یہ رونا کیسا؟) آپ ﷺ نے فرمایا اے (عبدالرحمٰن) ابن عوف یہ تو رحم (کے جذبہ کا اثر) ہے۔ اس کے بعد آپ کی آنکھوں سے دوبارہ آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ہماری) آنکھ آنسو بہاتی ہے اور (ہمارا) دل غم کرتا ہے لیکن ہم (زبان سے) صرف وہ بات کہتے ہیں جو ہمارا رب پسند کرتا ہے اور اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے واقعی (بہت) غمگین ہیں۔

میت کو بوسہ دینا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَبْكِيْ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے روتے ہوئے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا جبکہ وہ وفات پا چکے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهٖ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا۔

مردے کی کانٹ چھانٹ کرنا منع ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ ﷺ قَالَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کی ہڈی توڑنا اسی طرح (جرم) ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا (جرم) ہے۔

صرف میت کے گھر والوں کو ایک دن کھانا کھلانا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِصْنَعُوْا لِأَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهٗ قَدْ جَاءَ هُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کو ایسا (طبعی) رنج پہنچا ہے جس نے ان کو (کھانا پکانے سے) بے پروا کیا ہوا ہے۔

گھر والوں کے علاوہ اور لوگوں کو کھانا کھلانا منع ہے

عَنْ جَرِيْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَرَى الْاِجْتِمَاعَ إِلٰى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعِهِ الطَّعَامَ مِنَ النِّيَاحَةِ (ابن ماجہ)

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میت کے گھر والوں کے پاس لوگوں کے جمع ہونے کو (بھی) اور گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرنے کو (بھی) نوحہ میں سے سمجھتے تھے (جو کہ شرع میں ممنوع ہے)۔

قبرستان کی زیارت کو جانا مستحب ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ (مسلم و ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اس سے پہلے) میں نے تم کو قبرستان جانے سے منع کیا تھا (اب اس ممانعت کی مدت ختم ہوگئی ہے) تو تم قبرستان کی زیارت کو جایا کرو کیونکہ وہ (زیارت) تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے۔

عورتوں میں جہاں خرابی کا اندیشہ ہو مثلاً وہ جوان ہوں یا بے پردہ ہوں یا رونا دھونا

www.askfatwa.com

کریں تو ان کا قبرستان جانا منع ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قبرستان کی زیارت کو جانے والیوں پر لعنت (یعنی رحمت سے دوری کی بددعا) فرمائی۔

جہاں خرابی کا اندیشہ نہ ہو مثلاً عورت بوڑھی ہو اس صورت میں بھی عورت کا قبرستان جانا پسندیدہ نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ تُوُفِّیَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ بَکْرٍ بِالْحُبْشٰی قَالَ فَحُمِلَ إِلٰی مَکَّةَ فَدُفِنَ فِیْهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَکْرٍ ...... ثُمَّ قَالَتْ ...... لَوْ شَهِدْتُ مَا زُرْتُکَ. (ترمذی)

عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا (مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلہ پر) حُبْشٰی (نامی مقام) میں انتقال ہوا تو ان کو مکہ (مکرمہ) لا کر دفن کیا گیا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا (مکہ مکرمہ) آنا ہوا تو چونکہ وہ ام المومنین تھیں اور ان کے قبرستان جانے میں کچھ خرابی کا اندیشہ نہ تھا اس لئے) وہ حضرت عبدالرحمٰن کی قبر پر بھی حاضر ہوئیں اور فرمایا اگر میں آپ کی وفات کے وقت موجود ہوتی تو اب آپ کی قبر کی زیارت کو نہ آتی۔

فائدہ: موجودہ زمانہ میں بوڑھیوں کے قبرستان جانے میں بھی بہت سی خرابیوں کا ہونا تقریباً یقینی ہے۔ اس لئے ان کا جانا بھی جائز نہیں۔

قبرستان جا کر کیا کہے

عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ کَیْفَ أَقُوْلُ لَهُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُوْلِیْ اَلسَّلَامُ عَلٰی أَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَإِنَّا إِنْشَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول (میں اگر قبرستان جاؤں تو) میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہا کرو اَلسَّلَامُ عَلٰی أَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ یَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِیْنَ وَإِنَّا إِنْشَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ (اے قبرستان والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں ہم میں سے پہلے جانے والوں پر اور بعد میں جانے والوں پر اور ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں)

جہاں وفات ہو وہیں دفن کرنا اولیٰ ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ تُوُفِّیَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ بَکْرٍ بِالْحُبْشٰی قَالَ فَحُمِلَ إِلٰی مَکَّةَ فَدُفِنَ فِیْهَا. فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ ؓ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَکْرٍ ...... ثُمَّ قَالَتْ لَوْ حَضَرْتُکَ مَا دُفِنْتَ إِلَّا حَیْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُکَ مَا زُرْتُکَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر ؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن ؓ کا (مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلہ پر) حُبشٰی (نامی مقام) میں انتقال ہوا تو ان کو مکہ مکرمہ لاکر دفن کیا گیا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا (مکہ مکرمہ) آنا ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن ؓ کی قبر پر بھی حاضر ہوئیں اور فرمایا اگر میں ہوتی تو (اے بھائی) جہاں آپ کی وفات ہوئی وہیں آپ کو دفن کیا جاتا اور اگر میں اس وقت موجود ہوتی تو اب آپ کی قبر کی زیارت نہ کرتی۔

قبر پر بیٹھنا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... أَنْ یُقْعَدَ عَلَیْهِ (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَأَنْ یَّجْلِسَ أَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَةٍ فَتَحْرِقُ ثِیَابَهٗ فَتَخْلُصَ إِلٰی جِلْدِهٖ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ أَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی انگارے پر بیٹھ جائے جو اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس کی کھال تک پہنچ جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِیِّ قَالَ رَآنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مُتَّکِئٌ عَلٰی قَبْرٍ فَقَالَ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ (احمد)

حضرت عمرو بن حزم انصاری ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے دیکھا تو فرمایا کہ قبر والے کو (اپنے اس طرح بیٹھنے سے) تکلیف مت دو۔

رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کرنا مستحب ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ. (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی (اور کسی نہ کسی مرحلہ میں اس کو میری شفاعت ضرور حاصل ہوگی)

حالت احرام میں وفات پانے سے غسل اور کفن میں کچھ تبدیلی نہیں ہوتی

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَفَّنَ ابْنَهٗ وَاقِدًا وَمَاتَ بِالْجُحْفَةِ مُحْرِمًا وَ خَمَّرَ رَاْسَهٗ وَ وَجْهَهٗ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّا حُرُمٌ تَطَیَّبْنَاهُ (مالک فی الموطا)

www.askfatwa.com

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے واقد کا حالت احرام میں مقام جحفہ میں انتقال ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے (ان کو کفن پہنایا تو) اس کے سر اور چہرے کو بھی (کفن میں) چھپا دیا اور فرمایا اگر ہم (خود بھی) حالت احرام میں نہ ہوتے تو ہم ان کو خوشبو بھی لگاتے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الْمُحْرِمِ يَمُوْتُ فَقَالَتْ اِصْنَعُوْا بِهٖ كَمَا تَصْنَعُوْنَ بِمَوْتَاكُمْ

(ابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ محرم (اگر حالت احرام میں مر جائے تو اس) کے ساتھ (غسل اور کفن وغیرہ کا) کیا معاملہ کیا جائے۔ انہوں نے فرمایا اس کے ساتھ (بعینہ) وہی معاملہ کرو جو تم اپنے (اور) مردوں کے ساتھ کرتے ہو (اور ان کے غسل اور کفن میں کچھ فرق نہیں ہے)۔

www.askfatwa.com

باب: 40

زکوٰۃ کے احکام

زکوٰۃ کی فرضیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ إِنَّکَ تَأْتِیْ قَوْمًا أَھْلَ کِتَابٍ فَادْعُھُمْ إِلٰی شَھَادَۃِ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَإِنْ ھُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَأَعْلِمْھُمْ أَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَإِنْ ھُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَأَعْلِمْھُمْ أَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِیَائِھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِھِمْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) معاذ (رضی اللہ عنہ) کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا تم ایسے لوگوں میں جاؤ گے جو (عام طور سے) اہل کتاب (یعنی یہود و نصاری) ہوں گے۔ تو تم ان کو لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دینے کی دعوت دینا۔ جب وہ تمہاری اس بات کو قبول کرلیں تو پھر ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان (سب کے) اوپر ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ اس کی پابندی قبول کرلیں (اور اس کے پابند ہو جائیں) تو پھر ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان ہی کے فقراء میں تقسیم کردی جائے گی۔

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّۃٍ لَایُؤَدِّیْ مِنْھَا حَقَّھَا إِلَّا إِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ صُفِّحَتْ لَہٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِیَ عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَیُکْوٰی بِھَا جَنْبُہٗ وَجَبِیْنُہٗ وَظَھْرُہٗ کُلَّمَا رُدَّتْ أُعِیْدَتْ لَہٗ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ أَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیُرٰی سَبِیْلَہٗ إِمَّا إِلَی الْجَنَّۃِ وَإِمَّا إِلَی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَالْإِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْھَا حَقَّھَا ...... إِلَّا إِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بُطِحَ لَھَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَمَا

www.askfatwa.com

كَانَتْ لَا يَفْقُدُ مِنْهَا فَصِيْلاً وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعُضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّعَلَيْهِ أُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ كُلَّمَا مَرَّعَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَ إِمَّا إِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقُدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ﷜ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونے یا چاندی کا مالک جو شخص بھی اس میں سے اس کا حق (یعنی اس کی زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس شخص کے لئے سونے چاندی کو (گویا) آگ کی تختیاں بنا دیا جائے گا پھر ان کو جہنم کی آگ میں (مزید) تپایا جائے گا پھر ان کے ذریعہ سے اس آدمی کے پہلو کو اور اس کی پیشانی کو اور اس کی پشت کو داغا جائے گا۔ جب بھی ان تختیوں کو (تپش کم ہونے پر) ہٹایا جائے گا تو (جہنم کی آگ میں دوبارہ تپا کر داغنے کے لئے دوبارہ) لوٹایا جائے گا اور یہ ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی (اور یہ سزا ملتی رہے گی) یہاں تک کہ (دیگر) بندوں کا فیصلہ دے دیا جائے گا۔ پھر اس کو اس کا رستہ دکھایا جائے گا یا تو جنت کی طرف (اگر اس کا کوئی اور قابل سزا گناہ نہ ہوگا اور مذکورہ سزا زکوٰۃ نہ دینے کے جرم کے لئے کافی ہوگی) یا جہنم کی طرف (اگر اس کا کوئی اور قابل سزا گناہ ہوگا) پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول (یہ سزا تو سونا چاندی اور نقدی والے کی ہوئی) تو اونٹوں میں (کیا سزا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا اونٹوں کا مالک جو ان میں سے ان کا (شرعی) حق (یعنی زکوۃ) ادا نہ کرتا ہو جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک وسیع ہموار زمین پر اونٹوں کے سامنے آدمی اوندھا لٹا دیا جائے گا اور اونٹ اس زیادہ سے زیادہ عدد اور قوت کے ہوں گے جو دنیا میں ان کو حاصل تھی اور آدمی ان میں سے ایک بچہ بھی کم نہ پائے گا۔ وہ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور (اس پر سے گزرتے ہوئے) اس کو اپنے منہ (کے دانتوں) سے کاٹیں گے (اور گزرتے گزرتے) جب بھی اس پر سے ان کا آخری اونٹ گزرے گا تو اس پر ان کا پہلا اونٹ لوٹایا جائے گا (اور دوبارہ وہی گردش شروع ہو جائے گی اور سزا کا یہ سلسلہ اس دن میں ہوگا جس کی مقدار (دنیا کے حساب سے) پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی (اور یہ سزا چلتی رہے گی) یہاں تک کہ (دیگر) بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا پھر اس کو اس کا رستہ دکھایا جائے گا یا تو جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول تو گائے اور بکری (والوں) میں (کیا سزا ہوگی) آپ ﷺ نے فرمایا جو

www.askfatwa.com

گایوں کا مالک اور بکریوں کا مالک ان میں ان کا (شرعی) حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرتا ہوگا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک وسیع ہموار زمین میں ان چوپایوں کے سامنے اس کو اوندھا لٹا دیا جائے گا اور ان میں سے وہ کسی ایک کو بھی غائب نہ پائے گا اور نہ ان میں کوئی لپٹے ہوئے سینگوں والی ہوگی، نہ بے سینگ ہوگی اور نہ ٹوٹے ہوئے سینگ والی ہوگی (بلکہ سب کے سینگ ہوں گے اور سیدھے اور نوکیلے ہوں گے) وہ اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اس کو اپنے کھروں سے روندیں گی جب بھی (گزرتے گزرتے) اس پر سے ان (چوپایوں) میں سے آخری گزرے گا پہلے کو اس پر دوبارہ لوٹایا جائے گا (اور یہی گردش چلتی رہے گی) ایسے دن میں جس کی مقدار (دنیا کے حساب سے) پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی یہاں تک کہ (دیگر) بندوں کا فیصلہ کردیا جائے گا پھر اس کو اس کا رستہ دکھایا جائے گا یا تو جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکَاتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثُمَّ یَاخُذُ بِلِهْزِمَتَیْهِ یَعْنِیْ شِدْقَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ أَنَا مَالُکَ أَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس شخص نے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کے مال کو ایسے سانپ کی صورت دی جائے گی جو (انتہائی زہریلے ہونے کی وجہ سے) گنجا ہو اور (بہت سخت ہو جس کی نشانی یہ ہے کہ) اس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں۔ قیامت کے دن اس سانپ کو اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اپنے منہ کے کناروں سے آدمی کو پکڑے گا (اور کاٹے گا) اور کہے گا میں ہی تیرا مال ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (جو لوگ اس مال پر بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا تم اس کو ان کے لئے خیر خیال نہ کرو بلکہ وہ ان کے لئے شر ہے۔ جس مال پر انہوں نے بخل کیا وہ قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ کَبُرَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ عُمَرُ أَنَا أُفَرِّجُ عَنْکُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ إِنَّهٗ کَبُرَ عَلٰی أَصْحَابِکَ هٰذِهِ الْآیَةُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَفْرِضِ الزَّکَاةَ إِلَّا لِیُطَیِّبَ مَا بَقِیَ مِنْ أَمْوَالِکُمْ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں جب آیت وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا

يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (جولوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے رستہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے) نازل ہوئی تو (اس وجہ سے کہ کچھ نہ کچھ مال تو لوگوں کے پاس جمع رہتا ہی ہے) مسلمانوں پر یہ بات بڑی بوجھل ہوئی (کیونکہ اس طرح تو ہر شخص اس وعید کا مستحق بن جاتا ہے۔ان کی پریشانی کو دیکھا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم لوگوں کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سو وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) گئے اور کہا اے اللہ کے نبی یہ آیت تو آپ کے ساتھیوں پر بڑی بوجھل ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (مال جمع کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ زکوٰۃ نہ دینے سے روکا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے) زکوٰۃ کو اس لئے فرض کیا ہے تاکہ تمہارے باقی (جمع شدہ) مال پاک ہوجائیں۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحاً مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكُنزٌ هُوَ فَقَالَ مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدّٰى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنزٍ (مالک و ابوداؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں سونے کے بنے ہوئے زیور پہنتی تھی تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا یہ (وہی) کنز (خزانہ) ہے (جس پر قرآن میں وعید آئی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سونے چاندی کا) جو (زیور) اتنی مقدار کو پہنچ جائے کہ اس کی زکوٰۃ نکالنی چاہئے اور اس کی زکوٰۃ دے دی گئی تو وہ کنز نہیں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرَأٰى فِي يَدَيَّ فَتَخَاتٌ وَرِقٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ فَقُلْتُ صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ بِهِنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَتُؤَدِّيْنَ زَكَاتَهُنَّ فَقُلْتُ لَا قَالَ هُنَّ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے آپ نے میرے ہاتھوں میں چاندی کی بڑی بڑی انگوٹھیاں دیکھیں تو پوچھا اے عائشہ یہ کیسی ہیں میں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول یہ میں نے بنوائی ہیں تاکہ ان سے میں آپ (کی خوشی) کے لئے زینت کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا (اگر اور مال کے ساتھ مل کر یہ زکوۃ کے نصاب کو پہنچ جائیں تو) کیا تم نے ان کی زکوٰۃ (دینے کے بارے میں سوچا ہے کہ کیسے) دوگی۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں (میں نے تو اس بارے میں نہیں سوچا) آپ نے فرمایا (یہ جان لو کہ ان کی زکوٰۃ کی ادائیگی سے غفلت کروگی تو جہنم کی) آگ (میں پہنچانے) میں یہی تمہارے لئے کافی ہوں گی۔

زکوٰۃ کا انکار کفر ہے اور اس پر اسلامی حکومت کا جنگ کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوبَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ

www.askfatwa.com

الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِیْ بَکْرٍ کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُ عَلَی اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْبَکْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّکَاةِ فَإِنَّ الزَّکَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْمَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ إِلَّا رَأَیْتُ أَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر ؓ خلیفہ بنائے گئے اور عربوں میں سے بہت سوں نے کفر اختیار کیا (اور مرتد ہوگئے۔ یہ دو نوع کے لوگ تھے۔ پہلی نوع کے لوگ وہ تھے جنہوں نے سرے سے اسلام ہی ترک کر دیا تھا اور دوبارہ کفر میں چلے گئے تھے۔ اس نوع کی دو قسمیں تھیں ایک قسم ان لوگوں کی تھی جو جھوٹے نبیوں مثلاً مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو نبی مان بیٹھے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ مسیلمہ جنگ یمامہ میں قتل ہوا اور اسود عنسی صنعاء میں قتل ہوا اور ان کی جمعیت بکھر گئی۔ دوسری قسم ان لوگوں کی تھی جنہوں نے نماز، روزہ اور دین کی دیگر باتوں کا انکار کیا۔ دوسری نوع کے لوگ وہ تھے جنہوں نے اگرچہ مجموعی طور سے اسلام کو تو ترک نہیں کیا لیکن دیگر فرائض کا اقرار کرتے ہوئے زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کر بیٹھے۔ یہ بھی بہرحال کفر کی بات تھی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے دوسری نوع کے لوگوں سے بھی جنگ کرنے کا ارادہ کیا) حضرت عمر ؓ کو اس سے اتفاق نہ ہوا تو حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آئے اور انہوں) نے حضرت ابوبکر ؓ سے کہا کہ آپ (ان) لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جبکہ (ان سے جنگ کرنے کے خلاف دلیل موجود ہے اور وہ یہ کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ میں (عرب کے) لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں (اور مسلمان ہو جائیں) اور جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو بچالیا (کہ میں اب ان سے تعرض نہیں کروں گا) الا یہ کہ (تعرض کرنا) اسلام ہی کے کسی حق کی وجہ سے ہو (مثلاً کوئی کسی کو جان بوجھ کر ناحق قتل کر دے تو اسلام کے حق اور حکم کی وجہ سے قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے) اور باقی معاملات میں اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (تو چونکہ ان لوگوں نے کلمہ اسلام کا اقرار کیا ہے اور ابھی تک اسی کے اقراری ہیں اور کلمہ کے علاوہ دیگر معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں اور زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار بھی اسی میں شامل ہے اور اللہ کے سپرد ہے تو ان کے خلاف آپ کے اقدام کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ حضرت عمر ؓ کے ذہن میں صرف اتنی ہی دلیل آئی اور حق اسلام پر بھی مزید غور نہ کیا ورنہ ایک حدیث میں یہ مضمون بھی ہے حَتّٰی یَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَیُؤْمِنُوْا بِمَا جِئْتُ بِهٖ یعنی یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کریں اور جو کچھ میں

www.askfatwa.com

لایا ہوں اس پر ایمان لائیں۔ چونکہ زکوٰۃ کا حکم بھی نبی ﷺ کے واسطہ سے ملا ہے لہٰذا اس کی فرضیت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور حق اسلام ہے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (تفصیلی دلیل سے سمجھانے کے بجائے یوں) کہا اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں (کہ نماز کی فرضیت کے قائل ہیں اور زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرتے ہیں حالانکہ جیسے نماز کی فرضیت کا انکار کفر ہے اسی طرح زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار بھی کفر ہے اور ارتداد ہے اور ایسوں سے جنگ ضروری ہے اس لئے) اللہ کی قسم ایک بکری کا بچہ بھی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو (زکوٰۃ میں) ادا کرتے تھے اگر وہ مجھے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نے سمجھ لیا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ (کو دلیل سمجھا دی ہے اور ان) کے سینے کو جنگ کے لئے کھول دیا ہے اور پھر (میری توجہ بھی دلیل کی طرف ہوئی اور) میں نے جان لیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات ہی حق ہے۔

نصاب پر سال گذر جائے پھر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَإِذَا كَانَتْ لَکَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَيْسَ عَلَيْکَ شَيْءٌ يَعْنِي فِي الذَّهَبِ حَتَّى يَكُونَ لَکَ عِشْرُونَ دِينَارًا فَإِذَا كَانَتْ لَکَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ (ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس (چاندی کے) دوسو درہم (611 گرام) ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان میں پانچ درہم (15.30 گرام) زکوٰۃ واجب ہوگی اور سونے میں تم پر کچھ زکوٰۃ واجب نہیں یہاں تک کہ تمہارے پاس (سونے کے) بیس دینار (87.30 گرام) ہو جائیں تو جب تمہارے پاس بیس دینار ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان میں نصف دینار (2.20 گرام) زکوٰۃ واجب ہوگی۔

سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِي تَعْجِيلِ الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذٰلِکَ. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ان کو اس کی اجازت دی۔

کسی پر قرض ہو تو وہ قرض منہا کر کے باقی سال کی زکوٰۃ دے

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ هٰذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ

دَیْنٌ فَلْیُؤَدِّ دَیْنَہٗ حَتّٰی تَحْصُلَ أَمْوَالُکُمْ فَتُؤَدُّوْا مِنْهَا الزَّکَاةَ (محمد فی مؤطاہ)

سائب بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (جب رمضان کا مہینہ آتا تھا تو) حضرت عثمان ﷺ فرماتے تھے یہ تمہاری زکوٰۃ کا مہینہ ہے تو جس شخص کے ذمہ قرض ہو وہ اپنا قرض ادا کرے تا کہ تمہارے اصل مال تمہارے پاس رہ جائیں پھر تم ان کی زکوٰۃ نکالو۔

www.askfatwa.com

باب: 41

کس مال پر زکوٰۃ فرض ہے اور کس حساب سے

چاندی کا نصاب

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِيْ تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چاندی کی زکوٰۃ (اس حساب سے) ادا کرو کہ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔ اور ایک سو نوے (اور مزید نو) درہم میں زکوٰۃ نہیں البتہ جب وہ دو سو ہو جائیں تو ان میں (زکوٰۃ کے) پانچ درہم ہوں گے۔

فائدہ: ابوداؤد کی اس حدیث میں یہ الفاظ مزید مذکور ہیں فَمَا زَادَ فَعَلٰى حِسَابِ ذٰلِكَ اور جو درہم دو سو سے زائد ہوں تو ان میں اسی (چالیسویں حصہ کے) حساب سے زکوٰۃ ہوگی۔

سونے کا نصاب

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ...... وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ يَعْنِيْ فِي الذَّهَبِ حَتّٰى يَكُوْنَ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا فَإِذَا كَانَتْ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا نِصْفُ دِيْنَارٍ فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ (ابو داؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا تم پر سونے میں کچھ زکوٰۃ نہیں یہاں تک کہ اس کی مقدار بیس دینار ہو جائے۔ پھر جب تمہارے پاس بیس دینار ہو جائیں اور ان پر پورا سال گزر جائے تو ان میں (زکوٰۃ) نصف دینار ہوگی (جو کہ بیس دینار کا چالیسواں حصہ ہے) اور جو سونا زائد ہو تو اس میں اسی کے حساب سے (یعنی چالیسواں حصہ) واجب ہے۔

مال تجارت میں زکوٰۃ

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ

مِنْ الَّذِيْنَ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ (ابوداؤد)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا حمد وصلوٰۃ کے بعد بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اس مال میں سے زکوٰۃ نکالیں جو ہم تجارت کے لئے تیار کریں۔

عَنْ حَمَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَبِيْعُ الْأَدَمَ وَالْجِعَابَ فَمَرَّ بِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَدِّ صَدَقَةَ مَالِكَ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّمَا هُوَا الْأَدَمُ قَالَ قَوِّمْهُ وَأَخْرِجْ صَدَقَتَهُ (عبدالرزاق)

حماس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں چمڑا اور ترکش بیچا کرتا تھا (ایک مرتبہ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ میں نے کہا اے امیر المومنین یہ تو محض چمڑا ہے (اس کی زکوٰۃ کیسے نکالوں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی قیمت لگاؤ اور اس کی زکوٰۃ (میں قیمت کا چالیسواں حصہ) نکالو۔

سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَّهَا وَفِيْ يَدِ ابْنَتِهَا مِسْكَتَانِ غَلِيْظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهَا أَتُعْطِيْنَ زَكَاةَ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالَ أَيَسُرُّكِ أَنْ يُّسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا وَأَلْقَتْهُمَا وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی اور لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی سے پوچھا کہ تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ ان کے بدلہ اللہ تمہیں قیامت کے دن آگ کے کڑے پہنائیں اس پر اس لڑکی نے وہ کڑے اتارے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیئے اور کہا یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔

جواہرات اور موتیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لَيْسَ فِيْ حَجَرِ اللُّؤْلُؤِ وَلَا حَجَرِ الزُّمُرُّدِ زَكَاةٌ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ لِلتِّجَارَةِ فَإِنْ كَانَتْ لِلتِّجَارَةِ فَفِيْهِ الزَّكَاةُ (ابن ابی شیبہ)

(مشہور تابعی) حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں موتی میں اور زمرد میں زکوٰۃ نہیں ہے الا یہ کہ وہ تجارت کے لئے ہوں۔ اگر وہ تجارت کے لئے ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

جنگل میں چرنے والے جانوروں میں زکوٰۃ

www.askfatwa.com

ایک سو بیس تک اونٹوں میں زکوٰۃ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ إِلٰى عُمَّالِهٖ حَتّٰى قُبِضَ فَقَرَنَهٗ بِسَيْفِهٖ فَلَمَّا قُبِضَ عَمِلَ بِهٖ أَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى قُبِضَ وَعُمَرُ حَتّٰى قُبِضَ وَكَانَ فِيْهِ فِيْ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاةٌ وَفِيْ عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِيْ خَمْسَ عَشَرَةَ ثَلَاثُ شِيَاهٍ وَفِيْ عِشْرِيْنَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ وَفِيْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ إِلٰى خَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ إِلٰى خَمْسٍ وَّأَرْبَعِيْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا حِقَّةٌ إِلٰى سِتِّيْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا جَذْعَةٌ إِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا ابْنَتَا لَبُوْنٍ إِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ

(ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کے بارے میں ایک تحریر لکھوائی اور ابھی اپنے حکام کو نہ بھجوائی تھی کہ آپ مرض وفات میں مبتلا ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے اس کو اپنی تلوار کے ساتھ (اس کی نیام میں) رکھ لیا۔ جب آپ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی وفات تک عمل کیا اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی وفات تک عمل کیا۔ اس تحریر میں یہ حکم تھا کہ پانچ اونٹوں میں ایک بکری (بطور زکوٰۃ) واجب ہے اور دس اونٹوں میں دو بکریاں ہیں اور پندرہ اونٹوں میں تین بکریاں ہیں اور بیس اونٹوں میں چار بکریاں ہیں اور پچیس سے پینتیس اونٹوں میں ایک سالہ اونٹنی ہے اور جب (پینتیس سے) زائد ہو جائیں تو پینتالیس تک ایک دو سالہ اونٹنی ہے اور جب (پینتالیس سے) بڑھ جائیں تو ساٹھ تک ایک تین سالہ اونٹنی ہے اور جب (ساٹھ سے) بڑھ جائیں تو پچھتر تک ایک چار سالہ اونٹنی ہے اور جب (پچھتر سے) زائد ہو جائیں تو نوے تک دو دو سالہ اونٹنیاں ہیں۔ اور جب (نوے سے) بڑھ جائیں تو ایک سو بیس تک دو تین سالہ اونٹنیاں ہیں۔

ایک سو بیس سے زائد اونٹوں پر زکوٰۃ

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے جو تحریر بھیجی تھی اس میں یہ لکھا تھا

فَإِذَا كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَعُدِّ فِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةً وَمَا فَضَلَ فَإِنَّهٗ يُعَادُ إِلٰى أَوَّلِ فَرِيْضَةٍ مِنَ الْإِبِلِ وَمَا كَانَ أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ فَفِيْهِ الْغَنَمُ فِيْ كُلِّ خَمْسِ ذَوْدٍ شَاةٌ

(مراسیل ابی داؤد)

اور جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ہر پچاس میں ایک حقہ (یعنی تین سالہ اونٹنی) شمار کرو اور جو زائد ہوں ان میں اونٹوں کی زکوٰۃ کا ابتدائی حساب جاری ہوگا اور جو وہ پچیس اونٹ سے کم ہوں تو ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری (واجب) ہوگی۔

www.askfatwa.com

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ إِذَا زَادَتِ الْإِبِلُ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ يَسْتَقْبِلُ بِهَا الْفَرِيْضَةَ (ابن ابی شیبہ)

حضرت علی ﷺ نے فرمایا جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو زکوٰۃ کا حساب نئے سرے سے کریں۔

فائدہ: زکوٰۃ کے بارے میں جو نبی ﷺ کی لکھائی ہوئی تحریر حضرت عمر ﷺ کے خاندان کے پاس تھی اور جو اوپر نقل ہوئی اس میں یہ الفاظ ہیں۔

فَإِنْ كَانَتِ الْإِبِلُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ اِبْنَةُ لَبُوْنٍ (ابو داؤد)

جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ہر زائد پچاس پر ایک تین سالہ اونٹنی ہوگی اور ہر زائد چالیس پر ایک دو سال اونٹنی ہوگی (اس طرح سے ایک سو اکیس میں تین دو سالہ اونٹنیاں ہوگی اور ایک سو تیس پر ایک تین سالہ اونٹنی اور دو دو سالہ اونٹنیاں ہوگی اور ایک سو چالیس پر دو تین سالہ اونٹنیاں اور ایک دو سالہ اونٹنی ہوگی وغیرہ)

اس نظام کے برعکس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نئے سرے سے حساب والے نظام کو ترجیح دی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ایک سو بیس اونٹوں پر تین سالہ دو اونٹنیوں کا وجوب اجماعی ہے اور سب حدیثوں میں یکساں پایا جاتا ہے لہٰذا ایک سو بیس سے اوپر حساب میں تین سالہ دو انٹنیوں کا باقی رہنا ضروری ہے اور جس نظام میں یہ حساب باقی رہے وہی اولیٰ ہے۔

گائے بھینسوں میں

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَعَثَنِيَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَأَمَرَنِيْ أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ بَقَرَةً تَبِيْعًا أَوْتَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً (ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل ﷺ کہتے ہیں نبی ﷺ نے مجھے (گورنر بنا کر) یمن بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر تیس گایوں میں ایک سالہ نر یا مادہ بچہ لوں اور چالیس گایوں پر ایک دو سالہ گائے لوں۔

بھیڑ بکریوں میں

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَابَكْرٍ كَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَه...... وَفِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِيْنَ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِأَةٍ إِلٰى مِأَتَيْنِ شَاتَانِ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى مِأَتَيْنِ إِلٰى ثَلَاثِ مِأَةٍ فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلَاثِ مِأَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِأَةٍ شَاةٌ فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِيْنَ شَاةً

وَاحِدَةٌ فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب ان کو بحرین (عامل بنا کر) بھیجا تو یہ تحریر لکھ کر دی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ زکوٰۃ کا وہ نصاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر مقرر کیا اور جس کا اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا...... جنگل میں چرنے والی بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ چالیس سے ایک سو بیس بکریوں میں ایک بکری (واجب) ہوتی ہے اور جب وہ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو دو سو تک دو بکریاں ہوتی ہیں اور جب وہ دو سو سے بڑھ جائیں تو تین سو تک تین بکریاں ہوتی ہیں اور جب وہ تین سو سے بڑھ جائیں تو ہر سو میں ایک بکری ہوگی اور جب کسی شخص کی جنگل میں چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ بکریوں کا مالک نفل میں کچھ دینا چاہے۔

گھوڑوں میں

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ اِبْتَاعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أُمَيَّةَ مِنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَرَسًا أُنْثٰى بِمِائَةِ قَلُوْصٍ فَنَدِمَ الْبَائِعُ فَلَحِقَ بِعُمَرَ فَقَالَ غَصَبَنِيْ يَعْلٰى وَأَخُوْهُ فَرَسًا لِّيْ فَكَتَبَ إِلٰى يَعْلٰى أَنْ أَلْحِقْ بِيْ فَأَتَاهُ وَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ إِنَّ الْخَيْلَ لَتَبْلُغُ هٰذَا عِنْدَكُمْ مَاعَلِمْتُ أَنَّ فَرَسًا يَبْلُغُ هٰذَا فَنَاخُذُ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةً وَلَا نَاخُذُ مِنَ الْخَيْلِ شَيْئًا خُذْ مِنْ كُلِّ فَرَسٍ دِيْنَارًا فَقَدَّرَ عَلَى الْخَيْلِ دِيْنَارًا (عبدالرزاق)

یعلی بن امیہ کہتے ہیں (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن امیہ نے ایک یمنی شخص سے ایک گھوڑی سو اونٹنیوں کے عوض میں خریدی۔ بعد میں فروخت کنندہ کو (گھوڑی بیچنے پر) افسوس ہوا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور (جھوٹی شکایت کرتے ہوئے) کہا کہ یعلی اور ان کے بھائی نے میری گھوڑی (مجھ سے) چھین لی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یعلی کو (یعنی مجھے) خط لکھا کہ مجھ سے ملو۔ یعلی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو اصل قصہ سنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر کہ ایک گھوڑی سو اونٹنیوں کے عوض میں خریدی ہے) فرمایا تمہارے ہاں گھوڑے اتنی (زیادہ) قیمت کو پہنچ گئے ہیں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ ایک گھوڑا اتنی قیمت کا بھی ہوسکتا ہے۔ (یہ تو بڑا قیمتی مال ہوگیا اور اس پر کوئی زکوٰۃ نہ ہو یہ متصور نہیں) ہم چالیس بکریوں میں ایک بکری لیتے ہیں اور گھوڑوں میں کچھ بھی نہ لیں۔ تو اب ہر گھوڑے پر ایک دینار (بطور زکوٰۃ کے) لو۔ اس طرح سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں پر فی گھوڑا ایک دینار زکوٰۃ مقرر کی۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ يُقِيْمُ الْخَيْلَ ثُمَّ يَرْفَعُ صَدَقَتَهَا إِلٰى عُمَرَ (دارقطنی)

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑوں کی قیمت لگاتے تھے پھر ان کی زکوٰۃ (میں قیمت کا چالیسواں حصہ) حضرت عمرؓ کے پاس لے جاتے تھے۔

کام میں لگے جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے

عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ لَیْسَ عَلَی الْعَوَامِلِ شَیْءٌ (ابوداؤد)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کام میں (مثلاً ہل جوتنے میں، رہٹ چلانے میں، باربرداری میں اور سواری کے کام میں) لگے جانوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

رکاز یعنی معدن اور کافروں کے دفینہ میں

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الرِّکَازُ قَالَ الْمَالُ الَّذِیْ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْاَرْضِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ فِیْ ھٰذِہِ الْمَعَادِنِ فَفِیْھَا الْخُمُسُ (مؤطا محمد)

پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول رکاز سے کیا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ مال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے معادن (یعنی کانوں) میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے دن پیدا کیا اور ان معدنیات میں خمس یعنی پانچواں حصہ بطور زکوٰۃ واجب ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ...... وَفِی الرِّکَازِ الْخُمُسُ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکاز میں خمس (یعنی پانچواں حصہ واجب) ہے۔

عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّ غُلَامًا مِنَ الْعَرَبِ وَجَدَ سَتُّوْقَۃً فِیْھَا عَشَرَۃُ آلَافٍ فَاَتٰی بِھَا عُمَرَؓ فَاَخَذَ مِنْھَا خُمُسَھَا اَلْفَیْنِ وَاَعْطَاہُ ثَمَانِیَۃَ آلَافٍ (ابن ابی شیبہ)

شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک عرب جوان نے (جاہلیت کے زمانے کی زیرِ زمین دفن کی ہوئی) ایک تھیلی پائی جس میں دس ہزار درہم تھے۔ وہ جوان اس کو لے کر (اس وقت کے خلیفہ) حضرت عمرؓ کے پاس آیا (اور سارا قصہ سنایا) حضرت عمرؓ نے اس کا خمس (پانچواں حصہ) یعنی دو ہزار درہم لے لئے (اور بیت المال میں جمع کرا دیئے) اور اس کو باقی آٹھ ہزار درہم دے دیئے۔

زرعی پیداوار میں زکوٰۃ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ فِیْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُیُوْنُ اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس پیداوار کو بارش نے اور چشموں نے سیراب کیا ہو یا ایسا درخت ہو جو اپنی جڑوں سے گڑھوں میں موجود بارش کے پانی سے سیرابی حاصل

www.askfatwa.com

کرتا ہے تو اس کاشت (اور پیداوار) میں عشر یعنی دسواں حصہ (بطور زکوۃ) واجب ہے اور جس کو رہٹ سے سینچا گیا ہو (یعنی جس کے پانی کے لئے کاشتکار نے اپنا خرچہ یا اپنی محنت کی ہو اس) میں نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ بطور زکوۃ) واجب ہے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ فِیْمَا سَقَتِ الْاَنْهَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشُوْرُ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس پیداوار کو دریاؤں (اور قدرتی نہروں) اور بارش نے سیراب کیا ہو اس میں عشر (یعنی دسواں حصہ) ہے اور جس کو رہٹ (وغیرہ) کے ذریعے پانی دیا گیا ہو اس میں نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں مَا سَقَتْ کا لفظ استعمال ہوا ہے، ما کا لفظ عام ہے جو قلیل وکثیر ہر مقدار کی پیداوار کو شامل ہے لہٰذا مطلب یہ ہے کہ جو بھی پیداوار ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اس کی آبپاشی اگر بارش سے یا دریائی پانی سے ہو تو عشر واجب ہوگا اور اگر رہٹ سے (یا ٹیوب ویل سے یا نہری پانی خرید کر) سینچا گیا ہو تو نصف عشر واجب ہوگا۔ اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

عَنْ سِمَاکِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ فِیْمَا اَنْبَتَتِ الْاَرْضُ مِنْ قَلِیْلٍ اَوْ کَثِیْرٍ الْعُشْرُ (عبدالرزاق)

سماک بن فضل سے روایت ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا زمین جو پیداوار بھی اگائے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو اس میں عشر واجب ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں یہی حکم مجاہد رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ جیسے تابعین سے بھی منقول ہے۔

شہد میں زکوۃ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ هِلَالٌ اَحَدُ بَنِیْ مَتْعَانَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعُشُوْرِ نَحْلٍ لَّهٗ وَکَانَ سَاَلَهٗ اَنْ یَّحْمِیَ وَادِیًا یُقَالُ لَهٗ سَلَبَةُ فَحَمٰی لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِکَ الْوَادِیَ فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ کَتَبَ سُفْیَانُ بْنُ وَهْبٍ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِکَ فَکَتَبَ عُمَرُ اِنْ اَدّٰی اِلَیْکَ مَا کَانَ یُؤَدِّیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عُشُوْرِ نَحْلِهٖ فَاحْمِ لَهٗ سَلَبَةَ وَاِلَّا فَاِنَّمَا هُوَ ذُبَابُ غَیْثٍ یَاکُلُهٗ مَنْ یَّشَاءُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں بنی متعان کے ایک شخص ہلال رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے

www.askfatwa.com

شہد کا عشر (دسواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر) لائے اور آپ ﷺ سے سلبہ نامی وادی ان کے لئے خاص کرنے کا مطالبہ کیا۔ نبی ﷺ نے وہ وادی ان کے لئے لکھ دی۔ جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو متعلقہ افسر سفیان بن وہب نے اس وادی کے بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھا اور آپ سے آئندہ کے لئے لائحہ عمل مانگا۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ ہلال شہد کا دسواں حصہ جو وہ نبی ﷺ کو دیتے تھے اگر وہ تمہیں بھی ادا کریں تو سلبہ وادی ان کے نام لکھ دو اور اگر وہ دینے پر تیار نہ ہوں تو پھر شہد تو ایک بارش (کی طرح) ہے جو چاہے اس کو (نکالے اور) کھائے۔

مال ضمار (یعنی جس مال کے ملنے سے مایوسی ہو اس) کی زکوٰۃ

عَنْ أَيُّوبَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ فِيْ مَالٍ قَبَضَهُ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا يَامُرُهُ بِرَدِّهِ إِلٰى أَهْلِهِ وَ تُؤْخَذُ زَكٰوتُهُ لِمَا مَضٰى مِنَ السِّنِيْنَ ثُمَّ عَقَبَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِكِتَابٍ أَنْ لَا تُؤْخَذُ مِنْهُ إِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ فِإِنَّهُ كَانَ ضِمَارًا (مالک فی موطاه)

ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے روایت ہے (کہ تابعی) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک شخص کا جو مال کسی حاکم نے ظلم سے لے لیا تھا اس کے بارے میں یہ حکم لکھا کہ وہ مال اس کے مالک کو لوٹایا جائے اور گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس میں سے کاٹی جائے لیکن پھر اس کے بعد ایک اور فرمان لکھا کہ اس میں سے (گذشتہ سالوں کی نہیں بلکہ) صرف (موجودہ) ایک سال کی زکوٰۃ کاٹی جائے کیونکہ (ان سالوں میں) وہ مال ضمار کی صورت میں تھا۔

عَنِ الْحَسَنِ الْبِصْرِيِّ قَالَ إِذَا حَضَرَ الْوَقْتُ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ فِيْهِ الرَّجُلُ زَكٰوتَهُ أَدّٰى عَنْ كُلِّ مَالٍ وَعَنْ كُلِّ دَيْنٍ إِلَّا مَا كَانَ مِنْهُ ضِمَارًا لَا يَرْجُوْهُ (کتاب الاموال لابی عبید)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا جب وہ وقت آ جائے جس میں آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو وہ اپنے پاس موجود ہر مال کی زکوٰۃ دے اور ہر وصول کئے جانے والے قرض کی زکوٰۃ دے سوائے اس قرض کے جو ضمار ہو اور اس کے ملنے کی امید نہ رہی ہو۔

www.askfatwa.com

باب: 42

زکوٰۃ کی وصولی

زکوٰۃ میں درمیانہ جانور لے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْغَاضِرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ وَأَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَعْطٰى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ عَامٍ وَلَا يُعْطِى الْهَرِمَةَ وَلَا الدَّرِنَةَ وَلَا الْمَرِيْضَةَ وَلَا الشَّرَطَ اللَّئِيْمَةَ وَلٰكِنْ مِنْ وَسَطِ أَمْوَالِكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَسْئَلْكُمْ خَيْرَهُ وَلَا يَأْمُرُكُمْ بِشَرِّهِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن معاویہ غاضری ﷛ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ہیں جس نے ان کو کیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا (اور اس کی لذت و بشاشت کو حاصل کرلیا) وہ شخص جس نے تنہا اللہ کی عبادت کی (اور اس کی ذات و صفات اور اس کے افعال میں کچھ بھی شرک نہ کیا) اور اعتقاد رکھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور ہر سال اپنے مال کی زکوٰۃ دل کی خوشی سے اور دل کی مدد کر کے نکالی۔ اور زکوٰۃ میں آدمی نہ بوڑھا جانور دے اور نہ خارش زدہ اور نہ بیمار اور نہ گھٹیا ونکما دے بلکہ (اے لوگو) تم اپنے درمیانے جانوروں میں سے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہ تمہارے بہترین مال کا مطالبہ کیا ہے اور نہ ہی (انہوں نے) تمہیں حکم دیا تمہارے گھٹیا مال کا (کہ تم وہ زکوٰۃ میں دو)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ...... فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت معاذ ﷛ کو یمن کی طرف بھیجتے ہوئے ہدایات دیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ زکوٰۃ وصول کرنے کے بارے میں) فرمایا (زکوٰۃ میں) لوگوں کے بڑھیا قسم کے مال لینے سے اجتناب کرو اور (اگر ایسا نہ کرو گے تو شرعی حد سے تجاوز کرو گے جو ظلم ہوگا اس پر مظلوم تمہارے خلاف بددعا کرسکتا ہے جو بڑی خطرناک بات ہے لہٰذا)

www.askfatwa.com

مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا (جو اس کو قبول ہونے سے روک سکے)۔

اپنی خوشی سے بڑھیا مال زکوٰۃ میں دے تو جائز ہے

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُصَدِّقًا فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمَّا جَمَعَ لِي مَالَهُ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ فِيْهِ إِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ فَقُلْتُ لَهُ أَدِّ ابْنَةَ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا صَدَقَتُكَ فَقَالَ ذٰلِكَ مَا لَا لَبَنَ فِيْهِ وَلَا ظَهْرَ وَلٰكِنْ هٰذِهِ نَاقَةٌ عَظِيْمَةٌ سَمِيْنَةٌ فَخُذْهَا فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنَا بِآخِذٍ مَالَمْ أُوْمَرْ بِهِ وَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْكَ قَرِيْبٌ فَإِنْ رَدَّهُ عَلَيْكَ رَدَدْتُهُ قَالَ فَإِنِّيْ فَاعِلٌ فَخَرَجَ مَعِيْ وَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِيْ عَرَضَ عَلَيَّ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَتَانِيْ رَسُوْلُكَ لِيَاخُذَ مِنِّيْ صَدَقَةَ مَالِيْ وَأَيْمُ اللّٰهِ مَا قَامَ فِيْ مَالِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا رَسُوْلُهُ قَطُّ قَبْلَهُ فَجَمَعْتُ لَهُ مَالِيْ فَزَعَمَ أَنَّ مَاعَلَيَّ فِيْهِ ابْنَةُ مَخَاضٍ وَذٰلِكَ مَالَا لَبَنَ فِيْهِ وَلَا ظَهْرَ وَقَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِ نَاقَةً عَظِيْمَةً فَتِيَّةً لِيَاخُذَهَا فَأَبٰى عَلَيَّ وَهَا هِيَ ذِهْ قَدْجِئْتُكَ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُذْهَا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاكَ الَّذِيْ عَلَيْكَ فَإِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَيْرٍ آجَرَكَ اللّٰهُ فِيْهِ وَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ قَالَ فَهَا هِيَ ذِهْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا فَخُذْهَا قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَبْضِهَا وَدَعَا لَهُ فِيْ مَالِهِ بِالْبَرَكَةِ (ابوداؤد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے بھیجا (اس سلسلہ میں) میں ایک شخص کے پاس پہنچا۔ جب اس نے اپنے چوپائے اکٹھے کئے تو اس مال میں اس کے ذمہ میں نے صرف ایک ایک سالہ اونٹنی پائی (یعنی حساب لگایا تو اس کے مال میں صرف ایک سالہ ایک اونٹنی بنتی تھی) میں نے اس سے کہا کہ تم (مجھے) ایک سالہ ایک اونٹنی دے دو کیونکہ یہی تمہاری زکوٰۃ بنتی ہے۔ اس نے کہا اس میں نہ تو دودھ ہوتا ہے اور نہ ہی وہ سواری کے کام آتی ہے۔ البتہ یہ ایک (اور) بڑی اور فربہ اونٹنی ہے تو آپ یہ لے لیجئے۔ میں نے کہا میں ایسا جانور نہیں لوں گا جس (کے لینے) کا مجھے حکم نہیں ہے اور (اگر تمہارا شوق یہی دینے کا ہے تو) یہ رسول اللہ ﷺ تم سے قریب (ہی مقام) میں ہیں اگر تم چاہو تو آپ کے پاس چلے جاؤ اور جو تم نے مجھے پیشکش کی وہ آپ ﷺ کو پیشکش کرو۔ اگر وہ تم سے (تمہاری پیشکش کو) قبول کرلیں تو میں بھی لے لوں گا اور اگر اس کو تم پر لوٹا دیں تو میں بھی نہ لوں گا۔ اس شخص نے کہا (مجھے منظور ہے اور) میں ایسے ہی کرتا ہوں۔ تو وہ میرے ساتھ چلا اور اپنی وہ اونٹنی بھی ساتھ لے لی جس کی اس نے مجھے پیشکش کی تھی یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس شخص نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ اے اللہ کے نبی میرے پاس آپ کے قاصد آئے

www.askfatwa.com

تا کہ مجھ سے میرے مال کی زکوٰۃ وصول کریں اور اللہ کی قسم (ان کا آنا تو میری بڑی خوش نصیبی اور سعادت کی بات تھی کیونکہ میرے مال میں (سے کچھ لینے کے لئے) اس سے پہلے نہ تو اللہ کے رسول ﷺ آئے اور نہ ہی ان کا کوئی قاصد آیا۔ غرض (آپ کے قاصد کے آنے کو اپنی سعادت کا موقع سمجھتے ہوئے) میں نے ان کے سامنے اپنا سارا مال اکٹھا کر دیا تو انہوں نے کہا کہ اس مال میں مجھ پر صرف ایک سالہ ایک اونٹنی لازم ہے حالانکہ وہ نہ تو دودھ کے کام کی ہوتی ہے اور نہ سواری کے کام کی ہوتی ہے۔ میں نے ان کے سامنے ایک بڑی جوان اونٹنی پیش کی تا کہ وہ اس کو لے لیں لیکن انہوں نے مجھ سے انکار کر دیا اور اے اللہ کے رسول یہ رہی وہ اونٹنی میں اس کو آپ کے پاس لایا ہوں آپ اس کو (قبول فرمالیجئے اور) لے لیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا یہ تو تمہاری خوشی پر ہے۔ اگر نیکی میں زائد کام کرو تو اللہ (تعالی) اس میں اجر دیں گے اور ہم تم سے اس کو قبول کرلیں گے۔ اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسول یہ رہی وہ اونٹنی میں آپ کے پاس اس کو (اسی غرض سے) لایا ہوں لہٰذا آپ اس کو لے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ اونٹنی لینے کا حکم دیا اور اس شخص کے لئے اس کے مال میں برکت کی دعا کی۔

اکٹھے کو متفرق کرنا اور متفرق کو اکٹھا کرنا

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذِهِ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهُ ...... وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا تو ان کو یہ تحریر لکھ کر دی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ فرض زکوٰۃ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے (اللہ کے حکم سے) مسلمانوں پر فرض قرار دیا اور جس کا حکم اللہ نے اپنے رسول کو دیا (اس زکوٰۃ کے بارے میں دو حکم یہ ہیں (اول یہ کہ) زکوٰۃ کے خوف سے نہ تو متفرق کو جمع کیا جائے اور نہ جمع شدہ کو متفرق کیا جائے اور (دوسرے یہ کہ) جو دو شریکوں میں (مشترکہ) ہو تو وہ (اپنے اپنے حصہ کے بقدر) انصاف کے ساتھ ایک دوسرے پر رجوع کریں۔

پہلا حکم: زکوٰۃ کے خوف سے متفرق کو جمع نہ کیا جائے اور جمع شدہ کو متفرق نہ کیا جائے۔ یہ حکم دو اعتبار سے ہے:

مالک کے اعتبار سے مثالیں

متفرق کو جمع کرنا:

www.askfatwa.com

زیداور خالد دونوں کے پاس چالیس چالیس بکریاں ہیں اور ہر ایک پر حساب سے ایک ایک بکری کی زکوٰۃ بنتی ہے۔اب یہ دونوں سرکاری کارندے کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کل اسی بکریاں مثلاً زید کی ہیں۔ چونکہ اسی بکریوں پر بھی زکوٰۃ صرف ایک بکری بنتی ہے اس لئے سرکاری کارندے نے صرف ایک بکری لی۔اس طرح سے دونوں نے آدھی آدھی بکری بچالی۔

جمع کو متفرق کرنا:

زید کے پاس چالیس بکریاں ہیں جن پر زکوٰۃ میں ایک بکری بنتی ہے۔زید بیس بیس بکریاں علیحدہ کر دیتا ہے اور کارندے کو دکھاتا ہے کہ بیس اس کی ہیں اور بیس کسی دوسرے کی ہیں اور اس طرح زکوٰۃ سے اپنے آپ کو بچالیتا ہے۔

سرکاری کارندے کے اعتبار سے مثالیں

متفرق کو جمع کرنا:

زیداور خالد کی مشترکہ چالیس بکریاں ہیں چونکہ ہر ایک کی ملکیت نصاب سے کم ہے اس لئے کسی پر زکوٰۃ نہیں آتی۔کارندہ ان کو مشترکہ تسلیم کرنے سے انکار کردے اور سب کسی ایک کی مان کر زکوٰۃ میں ایک بکری وصول کرلے۔

جمع شدہ کو متفرق کرنا:

زید کی ایک سو بیس بکریاں ہیں جن پر زکوٰۃ ایک بکری بنتی ہے۔کارندہ وہ سب زید کی تسلیم کرنے سے انکار کرے اور ان کو تین آدمیوں کی مشترکہ مان کر ہر ایک کی چالیس بکریاں بنائے اور اس طرح زکوٰۃ میں تین بکریاں لے لے۔

دوسرا حکم:

لی ہوئی جو زکوٰۃ دو شریکوں میں مشترکہ ہو تو حساب سے ایک دوسرے پر رجوع کرے مثلاً ایک بھائی بہن کو اپنے والد کے ترکہ میں ایک سو بیس بکریاں ملیں ان کو ابھی تقسیم نہیں کیا گیا۔ بھائی کے دو حصے ہیں جس کی اسی بکریاں بنتی ہیں اور بہن کا ایک حصہ ہے جس کی چالیس بکریاں بنتی ہیں۔دونوں کے حصوں میں ایک ایک بکری کی زکوٰۃ بنتی ہے۔سرکاری کارندے نے زکوٰۃ میں کل دو بکریاں لے لیں۔ چونکہ بکریاں مشترکہ تھیں لہٰذا ہر بکری کا دو تہائی بھائی کا حصہ تھا اور ایک تہائی بہن کا حصہ تھا۔دو بکریوں میں بہن کا حصہ دو تہائی اور بھائی کا حصہ چار تہائیاں ہوا۔اس طرح سے بہن کا ایک تہائی کم گیا جو بھائی کے ایک تہائی سے وصول کیا گیا لہٰذا بھائی ایک تہائی بکری کی قیمت کے لئے بہن سے رجوع کرے گا۔

www.askfatwa.com

زکوٰۃ وصول کرنے میں ظلم نہ کرے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمُعْتَدِیْ فِی الصَّدَقَۃِ کَمَانِعِھَا (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ کی وصولی میں زیادتی کرنے والا سرکاری کارندہ ایسا ہی گناہگار ہے جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا۔

جانوروں کی زکوٰۃ ان کی جگہوں پر وصول کرے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ تُؤْخَذُ صَدَقَاتُ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی مِیَاھِھِمْ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں (کے چوپایوں) کی زکوٰۃ ان کے پانیوں پر (جہاں جانور جمع ہوتے ہیں) وصول کی جائے (یہ نہیں کہ سرکاری کارندہ کسی ایک جگہ پر بیٹھ جائے اور لوگوں کو مجبور کرے کہ وہ اپنے جانور دور دور سے اس کے پاس لائیں)۔

زکوٰۃ دینے والے بھی وصول کرنے والے کارندے کو تنگ نہ کریں

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِیْکٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ سَیَاتِیْکُمْ رَکْبٌ مُبَغَّضُوْنَ فَإِذَا جَاءُوْکُمْ فَرَحِّبُوْا بِھِمْ وَخَلُّوْا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَا یَبْتَغُوْنَ فَإِنْ عَدَلُوْا فَلِأَنْفُسِھِمْ وَإِنْ ظَلَمُوْا فَعَلَیْھَا وَأَرْضُوْھُمْ فَإِنَّ تَمَامَ زَکَاتِکُمْ رِضَاھُمْ (ابوداؤد)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس ایسے سوار آئیں گے جو (تم سے تمہارے مالوں کی زکوٰۃ طلب کریں گے اور مال کی طبعی محبت کی وجہ سے وہ تمہیں) ناپسند ہوں گے۔ لیکن (تم دین کے حکم کو مقدم رکھنا اور یہ سوچنا کہ اس میں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے لہٰذا) جب وہ آئیں تو تم ان کو خوش آمدید کہنا اور ان کے اور جو مال وہ زکوٰۃ میں لینا چاہیں اس کے درمیان سے ہٹ جانا۔ پھر اگر وہ (زکوٰۃ وصول کرنے میں) عدل وانصاف کریں تو اس میں ان کا فائدہ ہے (کہ دین کے احکام کے مطابق کام کرنے میں ثواب ہوگا) اور اگر وہ ظلم و زیادتی کریں تو اس کا وبال انہی پر ہوگا لہٰذا تم ان کو راضی کرنا کیونکہ ان کی رضامندی تمہاری (کامل) زکوٰۃ کا ایک حصہ ہے۔

زکوٰۃ وصول کرنے والا دینے والے کو دعا دے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِیْکٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ...... وَلْیَدْعُوْا لَکُمْ (ابوداؤد)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جب سرکاری کارندے زکوٰۃ وصول کریں تو) ان کو چاہیئے کہ وہ تمہارے لئے (خیر کی) دعا کریں۔

www.askfatwa.com

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ أَوْفٰی قَالَ كَانَ أَبِیْ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ وَكَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ فُلَانٍ قَالَ فَأَتَاهُ أَبِیْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ أَبِیْ أَوْفٰی (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ میرے والد ابو اُوفی بیعت رضوان کرنے والے صحابہ میں سے تھے اور نبی ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ کے پاس کچھ لوگ اپنی زکوٰۃ لے کر آتے تو آپ ان کو یہ دعا دیتے اے اللہ آل فلاں پر رحمت نازل فرما۔ کہتے ہیں میرے والد بھی آپ ﷺ کے پاس اپنی زکوٰۃ لے کر گئے تو آپ نے دعا دی کہ اے اللہ ابو اُوفی کی آل پر رحمت نازل فرما۔

زکوٰۃ میں ضرورتمندوں کی ضرورت کی چیزیں دینے کی ترغیب دینا

عَنْ طَاؤسٍ قَالَ قَالَ مُعَاذٌ لِأَهْلِ الْيَمَنِ آتُوْنِیْ بِعَرْضٍ ثِيَابٍ خَمِيْصٍ أَوْ لَبِيْسٍ مَكَانَ الشَّعِيْرَةِ وَالذُّرَّةِ أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ وَ خَيْرٌ لِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ (بخاری)

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت معاذ ؓ نے اہل یمن سے کہا کہ تم (زکوٰۃ میں) جو اور مکئی کی جگہ مجھے چادریں اور سلے ہوئے کپڑے دو کیونکہ ان کا دینا تمہارے لئے آسان ہے اور مدینہ (منورہ) میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے لئے ان میں بہتری ہے (کیونکہ ان کو ان کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے)۔

اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ میں زکوٰۃ کی وصولی

کسی مال کے اموال ظاہرہ میں سے ہونے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔

1......ان اموال کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مالکان کے نجی مقامات کی تفتیش نہ کرنی پڑے۔

2......وہ اموال حکومت کے زیر حمایت ہوں۔

مندرجہ ذیل اموال ظاہرہ ہیں۔

1- جنگل میں چرنے والے (یعنی سائمہ) جانور

2- کھیتیاں

3- باغات

4- مال تجارت یا سونا چاندی جب اس کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جاتے ہوئے زکوٰۃ وصول کرنے والے کارندے (یعنی عاشر) کے پاس سے گذرے۔

مندرجہ ذیل اموال باطنہ ہیں۔

1- گھروں میں رکھا ہوا سونا چاندی اور روپیہ۔

www.askfatwa.com

2- وہ تجارتی مال جو دکان وغیرہ یا تجارتی جگہ پر رکھا ہو۔

3- وہ رقم جو بطور قرض عوام میں سے ایک دوسرے کے ذمہ میں ہوں۔

اموال ظاہرہ میں حکومت کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حق ہے۔ چوپایوں میں سے زکوٰۃ کی وصولی کے بارے میں حدیثیں اوپر گذری ہیں۔

باغات کے بارے میں یہ حدیث ہے

عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيْدٍ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّخْرَصَ الْعِنَبُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ وَتُؤْخَذُ زَكَاتُهُ زَبِيْبًا كَمَا تُؤْخَذُ صَدَقَةُ النَّخْلِ تَمَرًا (ابو داؤد)

حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ انگور (کی پیداوار) کا اندازہ کیا جائے جیسا کہ کھجور (کی پیداوار) کا اندازہ کیا جاتا ہے اور (بیت المال میں) انگور کی زکوٰۃ کشمش کی صورت میں لی جائے جیسا کہ کھجور کی زکوٰۃ چھوہاروں کی شکل میں لی جاتی ہے۔

عاشر کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم

عِنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْدٍ قَالَ اِسْتَعْمَلَنِىْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى الْعُشُوْرِ وَأَمَرَنِىْ أَنْ آخُذَ مِنْ تُجَّارِ أَهْلِ الْحَرْبِ الْعُشْرَ وَمِنْ تُجَّارِ أَهْلِ الذِّمَّةِ نِصْفَ الْعُشْرِ وَمِنْ تُجَّارِ الْمُسْلِمِيْنَ رُبْعَ الْعُشْرِ (سعید بن منصور)

زیاد بن حدید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے سرحدوں پر زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں دار الحرب سے آئے ہوئے تاجروں سے دس فیصد ٹیکس وصول کروں (جیسا کہ اس وقت کے اہل حرب مسلمانوں سے دس فیصد ٹیکس وصول کرتے تھے) اور ذمی تاجروں سے پانچ فیصد ٹیکس وصول کروں اور مسلمان تاجروں سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ وصول کروں۔

حکومت سے وظیفہ (تنخواہ) ملے تو اس میں سے زکوٰۃ کی کٹوتی ہو سکتی ہے

عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ إِذَا أَعْطَى النَّاسَ أَعْطِيَاتِهِمْ يَسْأَلُ الرَّجُلَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ فِيْهِ الزَّكٰوةُ فَإِنْ قَالَ نَعَمْ أَخَذَ مِنْ عَطَائِهٖ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الْمَالِ وَإِنْ قَالَ لَا سَلَّمَ إِلَيْهِ عَطَاءَهٗ (مؤطا محمد)

(حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پوتے) قاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو ان کے وظائف دیتے تھے تو (ہر) آدمی سے پوچھتے تھے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس میں زکوٰۃ واجب ہو۔ اگر وہ کہتا کہ ہاں ہے تو اس کے وظیفہ میں سے اس مال کی زکوٰۃ کاٹ لیتے تھے اور اگر وہ کہتا کہ نہیں تو اس کو اس کا پورا وظیفہ دے دیتے تھے۔

www.askfatwa.com

عَنْ قُدَامَۃَ بْنِ مَظْعُوْنٍ قَالَ کُنْتُ إِذَا قَبَضْتُ عَطَائِیْ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ سَأَلَنِیْ هَلْ عِنْدَکَ مَالٌ وَجَبَ عَلَیْکَ فِیْهِ الزَّکٰوۃُ فَإِنْ قُلْتُ نَعَمْ أَخَذَ مِنْ عَطَائِیْ زَکٰوۃَ ذٰلِکَ الْمَالِ وَإِلَّا دَفَعَ إِلَیَّ عَطَائِیْ (مؤطا محمد)

حضرت قدامہ بن مظعون ﷺ کہتے ہیں کہ میں جب حضرت عثمان بن عفان ﷺ سے اپنا وظیفہ وصول کرتا تو وہ مجھ سے پوچھتے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس میں تم پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر میں کہتا کہ ہاں ہے تو وہ میرے وظیفہ سے اس مال کی زکوٰۃ کاٹ لیتے ورنہ مجھے میرا پورا وظیفہ دے دیتے۔

اموال باطنہ کی زکوٰۃ ان کے مالکوں کے ذمہ ہے کہ وہ چاہے بیت المال میں جمع کرائیں چاہے ضرورت مندوں میں خود تقسیم کردیں۔

www.askfatwa.com

باب: 43

کن لوگوں کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں

مالدار کو جائز نہیں

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْلِغَارِمٍ أَوْلِرَجُلٍ اِشْتَرَاهَا بِمَالِهٖ أَوْ لِرَجُلٍ كَانَ لَهٗ جَارٌ مِسْكِيْنٌ فَتَصَدَّقَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ فَأَهْدَاهَا الْمِسْكِيْنُ الْغَنِيَّ (ابو داؤد)

عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مالدار کے لئے زکوٰۃ جائز نہیں مگر پانچ صورتوں میں (1) وہ اللہ کے رستے میں جہاد میں ہو (اور اس کے پاس مال نہ رہے اور فوری طور پر گھر سے منگوانا بھی ممکن نہ ہو تو وقتی ضرورت کے لئے وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے) (2) زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر ہو (3) جس نے دو گروہوں کے درمیان دیت یا قرض کے مسئلہ میں صلح صفائی کرانے کے لئے قرض لیا ہو۔ (4) وہ شخص جو اپنے مال سے کسی فقیر سے اس کو زکوٰۃ میں ملی ہوئی چیز خرید لے (5) جس کا کوئی غریب پڑوسی ہو اس غریب کو زکوٰۃ میں کچھ ملا اور اس غریب نے زکوٰۃ میں سے اپنے مالدار پڑوسی کو ہدیہ کیا۔

بنی ہاشم کو جائز نہیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كِخْ كِخْ اِرْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَاكُلُ الصَّدَقَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ إِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے چھوہاروں میں سے ایک چھوہارہ اٹھایا اور وہ اپنے منہ میں ڈال لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اخ اخ اس کو تھوکو کیا تمہیں پتہ نہیں کہ ہم زکوٰۃ کی چیز نہیں کھاتے اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا کہ ہم بنی ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی چیز حلال نہیں

www.askfatwa.com

ہے۔

کافروں کو جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهٗ إِلَى الْيَمَنِ ...... فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا (ایک بات یہ ہے کہ) اسلام قبول کرنے والوں کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان (مسلمانوں) کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان (ہی مسلمانوں) کے فقیروں پر خرچ کی جائے گی۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهٗ قَالَ لَيْسَ لِوَلَدٍ وَلَا لِوَالِدٍ حَقٌّ فِيْ صَدَقَةٍ مَفْرُوْضَةٍ (بیہقی فی المختصر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اولاد (خواہ وہ بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ ہو اس) کے لئے اور والدین (خواہ وہ بلا واسطہ ہوں یا بالواسطہ ہوں جیسے دادا دادی اور نانا نانی ان) کے لئے فرض زکوٰۃ میں حصہ نہیں ہے۔

www.askfatwa.com

باب: 44

صدقہ فطر

صدقہ فطر کا وجوب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمَرٍ أَوْصَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر جو کہ ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کلو) چھوہارے ہوں یا ایک صاع جو ہو اس کو فرض بتایا غلام پر (کہ اس کا مالک اس کی طرف سے ادا کرے) اور آزاد پر اور مرد پر اور عورت پر اور بچے پر (کہ اس کا والد اس کی طرف سے ادا کرے) اور بالغ پر جبکہ یہ مسلمان ہوں۔

صدقہ فطر کی مقدار

عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ خَطَبَ فِيْ آخِرِ رَمَضَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِالْبَصْرَةِ إِلٰى أَنْ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ تَمَرٍ أَوْشَعِيْرٍ أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ (ابوداؤد و نسائی)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رمضان کے آخر میں بصرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے خطبہ دیا اور اس میں یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ فطر چھوہاروں کا یا جو کا ایک صاع یا گندم کا نصف صاع (پونے دو کلو) فرض کیا۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ. قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ وَكَانَ طَعَامُنَا الشَّعِيْرَ وَالزَّبِيْبَ وَالْأَقِطُ وَالتَّمَرَ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے زمانے میں عید الفطر کے دن طعام کا ایک صاع (صدقہ فطر میں) نکالتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہمارا طعام جو اور کشمش اور پنیر اور چھوہارے ہوتے

www.askfatwa.com

تھے۔

ادائیگی کا وقت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ...... وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُوَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَی الصَّلَاةِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں...... اور رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کے بارے میں حکم دیا کہ وہ لوگوں کے عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

عید کے دن سے پہلے بھی دے سکتے ہیں

عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُؤَدِّيهَا قَبْلَ ذٰلِکَ بِالْيَوْمِ وَالْيَوْمَيْنِ (ابو داؤد)

نافع کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ صدقہ فطر عید سے ایک دو دن پہلے ہی ادا کر دیا کرتے تھے۔

عید کی نماز سے پہلے نہ دیا تو بعد میں دے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ فَمَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر واجب قرار دیا روزہ دار کی لغو اور فحش باتوں سے تطہیر کے لئے اور مسکینوں کے کھلانے کے لئے۔ تو جس نے اس کو عید کی نماز سے پہلے ادا کیا تو اس کا صدقہ (کامل طور پر) مقبول ہے اور جس نے اس کو عید کی نماز کے بعد ادا کیا اس کو عام صدقہ کا ثواب ملے گا۔

www.askfatwa.com

باب: 45

روزے کا بیان

رمضان کے روزوں کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ (بخاری)

حضرت ابوہرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان (کا مہینہ) شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور (سرکش) شیطانوں کو زنجیریں ڈال دی جاتی ہیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِیْمَانًا وَّاِحْتِسَاباً غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ إِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے گزشتہ (تمام صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور جس نے ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے سابقہ (تمام صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

کثرت سے روزے رکھنے والے کی فضیلت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ أَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ یُسَمّٰی الرَّیَّانُ لَا یَدْخُلُهٗ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ (بخاری و مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت سہل بن سعد ﷜ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے کو ریّان (یعنی خوب سیرابی کا دروازہ) کہا جاتا ہے۔ اس دروازے سے صرف (ایسے) روزہ دار داخل ہوں گے (جو کثرت سے روزے رکھنے والے ہیں)۔

ابتداء میں عاشورہ کا روزہ فرض ہوا جو رمضان کے روزوں سے منسوخ ہوا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِىْ تَصُوْمُوْنَهُ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ أَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ (منورہ) تشریف لائے اور یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے پایا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا اس دن کی وہ کیا بات ہے جو تم اس دن میں روزہ رکھتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ بڑی عظمت والا دن ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے شکرانہ کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا اور (ان باتوں کی وجہ سے) ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم تو تمہارے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہیں (کیونکہ ہمارا ان پر ایمان صحیح ہے جب کہ تمہارا ایمان صحیح نہیں ہے کیونکہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بتائی ہوئی پیشنگوئیوں پر عمل نہیں کرتے اور ان کی لائی ہوئی تورات میں تحریف کرتے ہو)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا (وجوبی) حکم دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُهُ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں دور جاہلیت میں قریش عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور نبوت سے پہلے رسول اللہ ﷺ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے جب آپ مدینہ (منورہ) تشریف لائے (اور یہود سے مذکورہ بالا گفتگو ہوئی) تو (آپ ﷺ نے) خود بھی (حسب سابق لیکن اب وجوب کے ساتھ) اس دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کے دن کے روزے (کے وجوب) کو ترک کر دیا گیا۔ پھر جو چاہتا عاشورہ کا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

www.askfatwa.com

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ عليه الصلاة والسلام أَمَرَ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ (بخاری)

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (یہود سے عاشورہ کے بارے میں گفتگو کے بعد) قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ آواز لگائے کہ جس نے (آج) کچھ کھا لیا ہے تو وہ باقی دن کچھ نہ کھائے اور جس نے کچھ کھایا نہیں ہے تو وہ روزہ رکھ لے کیونکہ آج عاشورہ کا دن ہے۔

فائدہ: عربوں کو ایک آدھ ہی روزہ رکھنے کی عادت تھی۔ رمضان کا پورا مہینہ روزہ سے گزاریں اس کی انہیں کچھ عادت نہ تھی اور یہ ان کے لئے بالکل نیا تجربہ تھا۔ اس لئے شروع شروع میں ان کو یہ رعایت دی گئی کہ اگر وہ روزہ رکھنے کی قدرت نہ پائیں تو فدیہ دے دیں۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ كَانَ مَنْ شَاءَ مِنَّا صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ وَيَفْتَدِيْ فُعِلَ ذٰلِكَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کہتے ہیں جب یہ آیت وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (یعنی جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں اگر نہ رکھیں تو ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ دیں) نازل ہوئی تو (اس کے مطابق) ہم میں سے جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور (اس کی جگہ) فدیہ دیتا۔ اور یہی سلسلہ چلتا رہا یہاں تک اس سے اگلی آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (یعنی جو تم میں سے رمضان کا مہینہ پائے وہ اس کے روزے رکھے) نازل ہوئی اور اس نے پچھلی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا۔

www.askfatwa.com

باب: 46

رویت ہلال

چاند کی رویت ضروری ہے حساب کافی نہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ صُوْمُوا لِرُؤْيَتِهٖ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَإِنْ أُغْمِیَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر عید کرو۔ اور اگر (چاند) تم پر چھپارہ جائے تو شعبان کے (مہینے کے) تیس کے عدد کو پورا کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ ثُمَّ قَالَ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وهٰكَذَا يَعْنِیْ تَمَامَ الثَّلَاثِيْنَ يَعْنِیْ مَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلَاثِيْنَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم تو ایک ان پڑھ امت ہیں نہ لکھنا جانیں نہ حساب کرنا جانیں (مطلب یہ کہ ہمارے دینی امور کی بنیاد علمی تحقیقات و تدقیقات پر نہیں ہے بلکہ ایسی باتوں پر ہے جن کو ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے اور جن تک ہر شخص کی رسائی ممکن ہے۔ پھر آپ نے انگلیوں سمیت اپنے دونوں ہاتھ کھولے اور فرمایا) مہینے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے اور (تیسری مرتبہ میں) ایک انگوٹھا بند کر لیا پھر فرمایا مہینہ اس طرح اور اس طرح اور اس طرح (بھی) ہوتا ہے (اس مرتبہ آخر میں انگوٹھا بند نہیں کیا) یعنی پورے تیس (گنائے) مطلب یہ کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔

اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟

اس بارے میں مندرجہ ذیل دو حدیثیں ہیں:

1- عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ ﷜ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر عید کرو۔

2- عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بَعَثَتْهُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ فَقَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتٰى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَنْتَ رَأَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوْا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لٰكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُوْمُ حَتّٰى نُكَمِّلَ ثَلَاثِيْنَ أَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ أَلَا تَكْتَفِيْ بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَ صِيَامِهٖ فَقَالَ لَا هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (ترمذی و ابوداؤد)

کریب رحمہ اللہ کو حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے اپنے کسی کام سے حضرت معاویہ﷜ کے پاس شام بھیجا۔ کہتے ہیں میں شام پہنچا اور میں نے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کا کام پورا کیا۔ میں ابھی شام میں ہی تھا کہ رمضان کا چاند ہو گیا اور (خود) میں نے جمعہ کی رات میں چاند دیکھا۔ میں رمضان کے آخر میں مدینہ (منورہ) پہنچا تو حضرت عبداللہ بن عباس﷜ نے مجھ سے (شام کے حالات کے بارے میں) پوچھ گچھ کی۔ پھر رمضان کے چاند کا ذکر ہوا تو انہوں نے پوچھا تم (سمیت شام کے لوگوں) نے (شام میں) چاند کس دن دیکھا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ ہم نے اس کو جمعہ کی رات میں دیکھا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا تم نے خود دیکھا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں اور لوگوں نے بھی اس کو دیکھا تھا اور لوگوں نے بھی روزہ رکھا اور (حضرت) معاویہ﷜ نے بھی روزہ رکھا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس﷜ نے فرمایا لیکن ہم نے اس کو ہفتہ کی رات میں دیکھا لہٰذا ہم روزہ رکھتے رہیں گے یہاں تک ہم یا تو تیس روزے پورے کرلیں یا خود چاند ہی کو دیکھ لیں۔ میں نے کہا کہ کیا آپ حضرت معاویہ﷜ کی رویت اور ان کے روزہ رکھنے کو کافی نہیں سمجھتے (کہ آپ بھی رمضان کی ابتداء جمعہ کے دن سے مانیں) فرمایا کہ نہیں (بلکہ) اسی طرح (کرنے کا) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا۔

فائدہ: ان حدیثوں میں سے کوئی بھی اختلاف مطالع کا اعتبار کرنے نہ کرنے میں صریح نہیں ہے لہٰذا اختلاف مطالع کا اعتبار کرنے نہ کرنے میں اختلاف ہوا ہے۔ جو حضرات اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے ان کی اصل دلیل پہلی حدیث ہے کہ اس میں تمام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ جب کچھ لوگوں نے چاند دیکھ لیا تو بس اس کی بنیاد پر پوری دنیا کے مسلمان روزہ رکھ سکتے ہیں۔ دوسری حدیث کا وہ لوگ یہ مطلب بتاتے ہیں کہ چونکہ حضرت معاویہ﷜ کی جانب سے شرعی شہادت کے مطابق رویت مدینہ منورہ نہیں پہنچائی گئی لہٰذا مدینہ منورہ والے اپنی رویت کا اعتبار کریں گے

www.askfatwa.com

شام کی رویت کا نہیں۔

جو حضرات اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں ان کی اصل دلیل دوسری حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے اس کہنے کا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طرح کرنے کا حکم دیا وہ یہ مطلب لیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیں اپنے اپنے مطالع کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا اور پہلی حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ہر ہر مطالع والے اپنے علاقے میں چاند دیکھ کر روزہ رکھیں۔

ایک مسلمان کی خبر پر رمضان کے چاند کو تسلیم کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَرَائَ النَّاسُ الْهِلَالَ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنِّیْ رَأَيْتُهٗ فَصَامَ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهٖ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں لوگوں نے (رمضان کا) چاند دیکھنے کی کوشش کی۔ (لیکن ابر وغیرہ کی وجہ سے صرف میں ہی دیکھ پایا) تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو (جا کر) بتایا کہ میں نے چاند دیکھا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے (خود بھی) روزہ رکھا اور لوگوں کو (بھی) روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّیْ رَأَيْتُ الْهِلَالَ يَعْنِیْ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا بِلَالُ أَذِّنْ فِی النَّاسِ فَلْيَصُوْمُوْا غَدًا (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں (مدینہ منورہ میں لوگوں کو ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا۔ پھر رات ہی میں) ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہوئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ آپ نے پھر پوچھا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے (یہ تسلی کر کے کہ یہ شخص مسلمان ہے) فرمایا اے بلال لوگوں میں اعلان کر دو کہ (رمضان کا چاند ہو گیا ہے اور) لوگوں کو چاہئے کہ وہ کل روزہ رکھیں۔

عیدالفطر کے چاند کیلئے ابر وغیرہ میں کم از کم دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہے

عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ فَقَدِمَ أَعْرَابِيَّانِ فَشَهِدَا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ بِاللّٰهِ لَأَهَلَّا الْهِلَالَ أَمْسِ عَشِيَّةً فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّفْطِرُوْا (احمد و ابوداؤد)

ربعی بن حراش رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان کی تیسویں تاریخ کا روزہ (لوگ رکھ چکے تھے کیونکہ مدینہ منورہ میں ابر وغیرہ کی وجہ سے کسی کو انتیس روزوں پر عید کا

www.askfatwa.com

چاند نظر نہیں آیا) تھا کہ دو دیہاتی (مدینہ منورہ) آئے اور نبی ﷺ کے پاس آ کر گواہی دی کہ اللہ کی قسم انہوں نے گذشتہ شام عید کا چاند دیکھا تھا۔ (ان کی گواہی قبول کر کے) رسول اللہ ﷺ نے روزہ توڑنے کا حکم دیا۔

www.askfatwa.com

باب: 47

روزے کے احکام

شک کے دن کے روزہ سے ممانعت

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ مَنْ صَامَ یَوْمَ الشَّکِّ فَقَدْ عَصٰی أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ (بخاری)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس شخص نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

عَنْ صِلَةَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ یُشَکُّ فِیْهِ فَأُتِیَ بِشَاةٍ فَتَنَحّٰی بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ عَمَّارٌ مَنْ صَامَ هٰذَا الْیَوْمَ فَقَدْ عَصٰی أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ (ابوداؤد)

صلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم کچھ لوگ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس اس دن تھے جس میں شک کیا جاتا ہے (کہ وہ رمضان کا دن ہے یا شعبان کا دن ہے یعنی ابر وغیرہ کی وجہ سے شعبان کے انتیسویں دن چاند نظر نہیں آیا لہٰذا شک ہوا کہ کہیں چاند ہو گیا اور ہمیں ابر کی وجہ سے نظر نہ آیا ہو)۔ اس دوران ان کے پاس ایک (بھنی ہوئی) بکری لائی گئی۔ (حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے موجود لوگوں کو کھانے میں شریک ہونے کا کہا۔ کچھ لوگ کھانے سے علیحدہ ہی رہے۔ (جب معلوم ہوا کہ کھانے میں شریک نہ ہونے کی وجہ شک کے دن کا روزہ ہے) تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے اس (شک کے) دن کا روزہ رکھا اس نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی (کیونکہ آپ ﷺ کی طرف سے اس کی ممانعت ہے)

جس کی عادت نہ ہو وہ شعبان کے آخری دنوں میں روزہ نہ رکھے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُکُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ یَوْمٍ أَوْیَوْمَیْنِ إِلَّا أَنْ یَّکُوْنَ رَجُلٌ کَانَ یَصُوْمُ صَوْمَهٗ فَلْیَصُمْ ذٰلِکَ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے (تاکہ رمضان کے روزوں کا استقبال پوری مستعدی اور توانائی سے کرے)

سوائے اس کے کہ کسی آدمی کو کوئی روزہ رکھنے کی عادت ہو تو وہ روزہ رکھ لے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْسَأَلَ رَجُلًا ...... فَقَالَ يَا أَبَا فُلَانٍ صُمْتَ سَرَرَ شَعْبَانَ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ (بخاری)

حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے یا کسی اور شخص سے پوچھا کہ (تمہاری تو ہر مہینے کے آخری دو دن روزے رکھنے کی عادت ہے) تو اے ابوفلاں کیا تم نے شعبان کے آخری دنوں کا روزہ رکھا۔ انہوں نے جواب دیا نہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم عید کر چکو تو (اپنے روزوں کا معمول پورا کرنے کے لئے اس کی جگہ) دو دن روزہ رکھ لینا۔

روزہ کا اول وقت

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَغُرَّنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ ...... بَيَاضُ الْأُفُقِ الْمُسْتَطِيْلُ هٰكَذَا حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ هٰكَذَا وَحَكَاهُ حَمَّادٌ بِيَدَيْهِ يَعْنِيْ مُعْتَرِضًا (مسلم)

حضرت سمرہ بن جندب ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا تمہیں اس طرح سے طول میں پھیلنے والی سفیدی سحری کھانے سے نہ روک دے (کیونکہ وہ فجر کاذب ہے) یہاں تک کہ وہ سفیدی (افق کی چوڑائی میں) اس طرح سے پھیل جائے۔ (ایک راوی) حماد رحمہ اللہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چوڑائی میں اشارہ کیا (کہ اس سے مراد فجر صادق ہے)۔

افطاری کا وقت سورج کے غروب ہوتے ہی ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ (بخاری)

حضرت عمر بن خطاب ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات یہاں (یعنی مشرق کی جانب) سے آجائے اور دن یہاں (یعنی مغرب کی جانب سے چلا جائے) اور سورج (کی ٹکیہ) غروب ہو جائے تو روزہ دار کی افطاری کا وقت ہو گیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ بِشَيْءٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ الشَّمْسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ وَقَالَ لَوْ تَرَاآهَا أَحَدٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ لَرَآهَا يَعْنِي الشَّمْسَ. (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے موجود لوگوں میں سے ایک شخص سے کہا کہ (اپنی سواری پر سے) اترو اور میرے لئے ستو گھول لو کیونکہ آپ روزے سے تھے۔ آپ ﷺ زمین پر کھڑے تھے اور اس حالت میں آپ کو سورج افق پر نظر

نہیں آ رہا تھا لہٰذا آپ کے حق میں سورج غروب ہو گیا تھا وہ شخص چونکہ اونٹ پر سوار تھا اور اس کو ابھی سورج کا کنارہ نظر آ رہا تھا اس لئے) اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسول سورج تو ابھی نظر آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا (میرے لئے تمہارے دیکھنے کا اعتبار نہیں اس لئے) تم اتر آؤ اور میرے لئے کچھ ستو گھولو۔ وہ شخص نیچے اترا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ستو گھولے اور آپ نے ان کو پیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (اس وقت یہ صورتحال تھی کہ) اگر کوئی اپنے اونٹ پر چڑھ کر دیکھتا تو وہ سورج کو دیکھ لیتا۔

فرض روزے کی نیت کب تک کی جا سکتی ہے؟

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ (بخاری)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (رمضان سے پہلے عاشورہ کے دن کے روزے کی فرضیت کا حکم تھا تو) نبی ﷺ نے (صبح کے وقت) قبیلہ بنو اسلم کے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں یہ آواز لگاؤ کہ جس نے (آج صبح کچھ) کھا پی لیا ہے تو وہ باقی دن کھانے پینے سے بچے اور جس نے (کچھ) نہیں کھایا تو وہ روزہ رکھے کیونکہ آج عاشورہ کا دن ہے (اور اس دن کا روزہ فرض ہے)

فائدہ: فرض روزہ خواہ عاشورہ کا ہو یا رمضان کا فرض ہونے کی حیثیت سے اس کا حکم ایک ہی ہوگا۔

نفلی روزے کی نیت کب تک کی جا سکتی ہے؟

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا قُلْنَا لَا قَالَ إِنِّيْ صَائِمٌ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ جب میرے ہاں آتے تو (کبھی) پوچھتے تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ جب ہم کہتے نہیں تو آپ فرماتے (چلو) میں نے روزہ رکھ لیا۔

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ كَانَ أَبُوا الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَإِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّيْ صَائِمٌ يَوْمِيْ هٰذَا (بخاری)

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ (کبھی دن میں مجھ سے) پوچھتے کیا تمہارے ہاں کھانا ہے۔ اگر ہم کہتے نہیں تو فرماتے (چلو) میں نے آج کے دن کا روزہ رکھ لیا۔

فائدہ: جب دن شروع ہونے کے بعد فرض یا نفلی روزے کی نیت کرنا ثابت ہے تو اس کی آخری حد کیا ہوگی؟ اس بارے میں نبی ﷺ سے کچھ منقول نہیں۔ دین کے اصول کی روشنی میں فقہاء نے روزہ

کا آدھا وقت ہونے سے پہلے پہلے نیت کرنے کو ضروری بتایا تا کہ اکثر حصہ میں روزہ کی نیت موجود ہو۔

رخصت سے فائدہ نہ اٹھانا اور اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا نیکی نہیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَرَأٰى زِحَامًا وَرَجُلاً قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (اپنے ہمراہیوں کے ساتھ) سفر میں تھے کہ آپ نے (ایک موقع پر اپنے ہمراہیوں کی) بھیڑ دیکھی اور ایک شخص کو دیکھا کہ اس پر سایہ کیا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ لوگوں نے جواب دیا ایک روزہ دار ہے (جو سفر میں روزے کے ضعف کی وجہ سے غشی کھا کر گر گیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا (جبکہ اس کی طاقت نہ ہو) کوئی نیکی نہیں ہے۔

دوسرے کی طرف سے نہ نماز پڑھنا جائز ہے نہ روزہ رکھنا جائز ہے

عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُوْمُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْ يُصَلِّيْ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّيْ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ (مؤطا)

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا ایک شخص دوسرے کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے یا ایک شخص دوسرے کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ وہ (جواب میں) فرماتے کہ کوئی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور کوئی دوسرے کی طرف سے نماز نہ پڑھے۔

دوسرے کے روزہ کا فدیہ دے سکتے ہیں

عَنْ عُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ لِعَائِشَةَ إِنَّ أُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ رَمَضَانَ أَيَصْلُحُ أَنْ أَقْضِيَ عَنْهَا فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ تَصَدَّقِيْ عَنْهَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ عَلٰى مِسْكِيْنٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِكِ (بخاری)

عمرہ بنت عبدالرحمان رحمہا اللہ کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میری والدہ وفات پا گئی ہیں جبکہ ان کے ذمہ پورے رمضان کے روزے تھے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں ان کی طرف سے روزہ کی قضا رکھ لوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ نہیں (تم ان کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتیں) البتہ تم ان کی طرف سے صدقہ کر دو۔ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو (دو وقت) کھانا کھلاؤ۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کی طرف سے روزہ رکھو (کیونکہ اس کا تو کچھ فائدہ نہیں)

حائضہ کو روزہ رکھنا جائز نہیں قضا ہی کرنا ہے

عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ

قَالَتْ كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِکَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُؤمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ (بخاری و مسلم)

معاذہ رحمہا اللہ کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا بات حائضہ عورت روزے کی قضا کرتی ہے نماز کی قضا نہیں کرتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں اور ہمیں حیض آتا تھا تو (رسول اللہ ﷺ کی جانب سے) ہمیں روزہ قضا رکھنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

کن کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھیں اور قضاء کریں

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلٰوةِ وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ (ترمذی و ابو داؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ (ادا) رکھنے کو اور آدھی نماز کو معاف فرما دیا ہے اور (اسی طرح) حاملہ اور دودھ پلانے والی سے بھی روزے کی (ادا) ادائیگی کو معاف فرما دیا۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَلَا يَجِدُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ يَرَوْنَ أَنَّ مَنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَإِنَّ ذٰلِکَ حَسَنٌ وَيَرَوْنَ أَنَّ مَنْ وَجَدَ ضُعْفًا فَأَفْطَرَ فَإِنَّ ذٰلِکَ حَسَنٌ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں غزوے (کے لئے سفر) میں نکلتے تو ہم میں سے کوئی روزہ رکھتا اور کوئی نہ رکھتا۔ اور روزہ رکھنے والا نہ رکھنے والے پر غصہ نہ کرتا اور نہ ہی روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے پر غصہ کرتا۔ سب کی رائے یہ تھی کہ جس نے اپنے اندر قوت پائی اور روزہ رکھا تو یہ بھی اچھی بات ہے اور سب کی یہ بھی رائے تھی کہ جس نے اپنے اندر ضعف محسوس کیا اور روزہ نہ رکھا تو یہ بھی ٹھیک ہے۔

www.askfatwa.com

باب:48

روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا مدار

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ مِنْ كَسْرَةٍ فَأَتَيْتُهُ بِقُرْصٍ فَوَضَعَهُ عَلٰى فِيْهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ دَخَلَ بَطْنِيْ مِنْهُ شَيْءٌ؟ كَذٰلِكَ قُبْلَةُ الصَّائِمِ إِنَّمَا الْإِفْطَارُ مِمَّادَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ (مسند ابی یعلی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور پوچھا اے عائشہ کیا روٹی کا کوئی ٹکڑا ہے۔ میں آپ کے پاس ایک ٹکیہ لے آئی۔ آپ نے اس کو اپنے منہ پر رکھا اور پوچھا اے عائشہ کیا (اتنی بات سے) اس کا کچھ حصہ میرے پیٹ میں گیا (ظاہر ہے کہ نہیں) تو روزہ دار کے بوسہ لینے کا بھی یہی حال ہے (کہ چونکہ اس کے پیٹ میں کچھ نہیں جاتا لہٰذا اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) روزہ تو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس سے نہیں جو جسم سے باہر نکلے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَلْفِطْرُ فِي الصَّوْمِ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ (بخاری) .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں روزہ تو ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہوں ان چیزوں سے نہیں جو جسم سے خارج ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِنَّمَا الْوُضُوْءُ مِمَّا خَرَجَ وَلَيْسَ مِمَّا دَخَلَ وَالفِطْرُ فِي الصَّومِ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وضو تو محض ان چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو جسم سے خارج ہوں جبکہ روزہ ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہوں ان سے نہیں جو جسم سے خارج ہوں۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم میں کوئی چیز بھی داخل ہو خواہ کسی قدرتی یا مصنوعی مخرق (Opening) سے داخل ہو یا مسام کے ذریعہ سے داخل ہو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن

www.askfatwa.com

مندرجہ ذیل حدیث نے مسام سے داخل ہونے والی شے کو مستثنیٰ کر دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِكْتَحَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا۔

آنکھ اور کان کے درمیان ایک قدرتی نلکی **Nasolacrimal duct** ہوتی ہے جو عام حالت میں بند ہوتی ہے اور بالکل مسام کی طرح ہوتی ہے۔ سرمہ کے کچھ ذرات واثرات اس نلکی کے ذریعہ حلق میں آتے ہیں۔ جب نبی ﷺ نے روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا تو معلوم ہوا کہ آپ نے مسام کے ذریعہ سرمہ کے ذرات کے نفوذ کا اعتبار نہیں کیا۔

مذکورہ بالا دو باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ کسی مخرق **(Opening)** سے خواہ وہ قدرتی ہو یا مصنوعی **(Artificial)** ہو اگر کوئی شے کسی جوف **(Cavity)** کے اندر داخل ہو کر قرار پکڑ لے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا الا یہ کہ ضرورت یا مجبوری کسی موقع پر روزہ نہ ٹوٹنے کا تقاضا کرے۔

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بھولے سے کھانا پینا

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِذَا نَسِیَ فَأَكَلَ أَوْشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب کوئی (اپنا روزہ) بھول جائے اور کھالے یا پی لے تو وہ (یہ نہ سمجھے کہ روزہ ٹوٹ گیا بلکہ وہ) اپنا روزہ پورا کرے یہ تو اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

بھولے سے جماع کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ أَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ نَاسِيًا فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ (حاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان میں بھول کر (کھا پی کر یا جماع کر کے) روزہ توڑ دیا تو حقیقت میں اس کا روزہ نہیں ٹوٹا اور) اس پر نہ قضا ہے اور نہ کفارہ ہے۔

قے اور احتلام

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ لَا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ الْحِجَامَةُ

وَالْقَیْءُ وَالْاِحْتِلَامُ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں روزہ دار کا روزہ نہیں توڑتیں۔ خون نکلوانا، قے کرنا اور احتلام ہونا۔

خون نکلوانا

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پچھنے لگوائے (اور خون نکلوایا) جبکہ آپ روزہ سے تھے۔

عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِکٍ أَکُنْتُمْ تَکْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضُّعْفِ (بخاری)

ثابت بنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت انس بن مالک ؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں روزہ دار کیلئے پچھنے لگانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ کہا کہ نہیں مگر جبکہ اس کی کمزوری کا خوف ہو (کیونکہ اس صورت میں ڈر ہوتا ہے کہ روزہ دار اپنی کمزوری کی وجہ سے کہیں روزہ نہ توڑ دے)۔

فائدہ: جب ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پچھنے لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو ذیل کی حدیث میں مجازی معنی مراد ہونا متعین ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰی رَجُلاً بِالْبَقِیْعِ وَهُوَ یَحْتَجِمُ وَهُوَ آخِذٌ بِیَدِیْ لِثَمَانِیْ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ (ابوداؤد)

حضرت شداد بن اوس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع میں ایک شخص کے پاس آئے جو کہ پچھنے لگوا رہا تھا۔ وہ رمضان کی اٹھارویں تاریخ تھی اور آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا پچھنے لگانے والے اور پچھنے لگوانے والے (دونوں) کا روزہ (تو گویا) ٹوٹ گیا۔

اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ محض پچھنے لگانے سے ان کا روزہ ٹوٹ گیا تھا بلکہ یہ مجازی معنی مراد ہے کہ ان کا روزہ خطرہ میں پڑ گیا اور اس کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہوگیا کیونکہ پچھنے لگوانے والا کمزور تھا اور لگانے والا اپنے منہ سے خون کھینچنے میں پوری احتیاط نہیں کر رہا تھا۔

سرمہ لگانا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ أَنَّهٗ کَانَ یَکْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے۔

www.askfatwa.com

بوسہ لینا اور بیوی سے چمٹنا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُقَبِّلُ وَیُبَاشِرُ وَھُوَ صَائِمٌ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ روزہ کی حالت میں (بیوی کا) بوسہ لیتے تھے اور چمٹ بھی جاتے تھے۔

مسواک کرنا

عَنْ رَبِیْعَۃَ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ مَالَا اُحْصِیَ یَتَسَوَّکُ وَھُوَ صَائِمٌ (ترمذی)

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو روزہ کی حالت میں بے شمار مرتبہ مسواک کرتے دیکھا۔

www.askfatwa.com

باب: 49

کن صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں ہیں

جان بوجھ کر جماع کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَالَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَی امْرَأَتِیْ وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا. قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا. قَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا قَالَ لَا. قَالَ فَمَكَثَ النَّبِیُّ ﷺ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ أَیْنَ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا. قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلٰی أَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَابَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ أَهْلُ بَیْتٍ أَفْقَرَ مِنْ أَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی بَدَتْ أَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ وَفِیْ رِوَایَةِ أَبِیْ دَاؤُدَ كُلْهُ أَنْتَ وَأَهْلُ بَیْتِكَ وَصُمْ یَوْمًا وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهِ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا اے اللہ کے رسول میں تو ہلاک ہوگیا۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ اس نے کہا میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم ایک غلام آزاد کرنے کی استطاعت رکھتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تم دو مہینے متواتر روزے رکھ سکتے ہو اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کچھ دیر ٹھہرے اور ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک تھیلا لایا گیا جس میں چھوہارے تھے۔ آپ نے پوچھا سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں یہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لو اور اس کو (فقراء پر) صدقہ کر دو۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا اپنے سے زیادہ فقیر پر صدقہ کروں (اگر ایسا ہے) تو اللہ کی قسم مدینہ کی مشرقی و مغربی سیاہ چٹانوں کے درمیان کوئی بھی میرے گھر سے زیادہ فقیر نہیں ہے۔ اس پر نبی ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دانتوں کی کچلیاں نظر آنے لگیں پھر فرمایا چلو یہ اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ اور ابوداؤد کی روایت میں اس طرح ہے کہ تم اور تمہارے

گھر والے یہ کھائیں اور تم ایک دن (قضا کا) روزہ رکھو اور (اپنی کوتاہی پر) استغفار کرو۔

جان بوجھ کر کھانا پینا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَجُلاً أَكَلَ فِیْ رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ النَّبِیُّ ﷺ أَنْ یُّعْتِقَ رَقَبَةً أَوْ یَصُوْمَ شَهْرَیْنِ أَوْ یُطْعِمَ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا (دارقطنی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے روزہ رکھنے کے بعد (جان بوجھ کر) کچھ کھا لیا تو نبی ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ یا تو ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینے کے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے (یعنی ترتیب میں جس کی اس کو قدرت ہو اس کو کرے)۔

www.askfatwa.com

باب: 50

کن صورتوں میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ ذرعَهُ الْقَیْءُ فَلَیْسَ عَلَیْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْیَقْضِ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس پر قے غالب ہو جائے (جو منہ بھر کر ہوتی ہے) تو (چونکہ اس کا روزہ نہیں ٹوٹا لہٰذا) اس پر قضا نہیں ہے اور جو خود عمداً قے لائے تو (اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور) وہ روزے کی قضا کرے۔

فائدہ: پیچھے یہ حدیث ذکر ہوئی إِنَّمَا الْإِفْطَارُ مِمَّا دَخَلَ (مسند ابویعلی)

روزہ تو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں (کسی قدرتی یا مصنوعی مخرق سے کسی جوف میں) داخل ہو (کر قرار پکڑ لے)۔

یہ بات کان میں، سینہ کے جوف میں، مثانہ میں، رحم میں، فرج داخل میں اور پیشاب کی نالی میں کسی چیز کے داخل ہونے اور ٹھہرنے سے ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا ان صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔ لیکن چونکہ یہ کھانے پینے اور جماع کرنے کی طرح کامل جنایت نہیں ہے لہٰذا اس میں کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

سورج کے غروب ہو جانے کے خیال سے غلطی سے پہلے روزہ کھول لیا

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِی بَکْرٍ قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ فِی یَوْمِ غَیْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِیْلَ لِهِشَامٍ فَأُمِرُوْا بِالْقَضَاءِ قَالَ بُدٌّ مِنْ قَضَاءٍ (بخاری)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک ابر آلود دن میں (یہ خیال کر کے کہ سورج غروب ہو گیا ہوگا) ہم نے روزہ کھول لیا۔ پھر (بادل ہٹا تو) سورج نظر آنے لگا۔ ایک راوی جو ہشام ہیں ان سے پوچھا گیا کہ کیا پھر ان لوگوں کو قضا رکھنے کا حکم ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ

www.askfatwa.com

کیا قضا سے چھٹکارا بھی ہے (یعنی قضا تو ناگزیر تھی)۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَصْحَابُهُ فِي يَوْمٍ غَيْمٍ ظَنُّوا أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ غَابَتْ قَالَ فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ عُمَرُ مَا تَعَرَّضْنَا لِجَنَفٍ نُتِمُّ هٰذَا الْيَوْمَ ثُمَّ نَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ (كتاب الآثار لمحمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک ابر آلود دن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو خیال ہوا کہ سورج غروب ہو چکا ہے (اور انہوں نے روزہ کھول لیا) لیکن (پھر ابر کچھ صاف ہوا تو) سورج نظر آنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے (اندازہ میں خطا کرنے سے روزہ کھولا ہم نے) گناہ اور زیادتی کی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ تو ہم آج کا روزہ بھی پورا کریں گے پھر اس کی جگہ ایک دن کے روزہ کی قضا بھی کریں گے۔

نفلی روزہ توڑنے پر

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ لَنَا طَعَامٌ فَأَفْطَرْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صُومَا مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ (صحيح ابن حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا نفلی روزے سے تھیں۔ ہدیہ میں ہمارے پاس کچھ کھانا آیا تو (بھوک کے قوی تقاضے کی وجہ سے) ہم نے روزہ توڑ دیا (اور کھانا کھالیا) رسول اللہ ﷺ (کو جب یہ بات بتائی تو آپ) نے فرمایا اس روزے کی جگہ ایک اور دن کا روزہ رکھو۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَعَطِشَ عَطَشًا شَدِيدًا فَأَفْطَرَ فَسَأَلَ عِدَّةً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرُوهُ أَنْ يَقْضِيَ يَوْمًا مَكَانَهُ (ابن ابی شیبه)

انس بن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نویں ذوالحجہ کو روزہ رکھ لیا۔ پھر پیاس کا اتنا غلبہ ہوا کہ روزہ توڑنا پڑا۔ پھر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا حکم پوچھا تو سب نے یہی کہا اس کی جگہ کسی اور دن قضا رکھو۔

www.askfatwa.com

باب: 51

نفلی روزے کے احکام

اگر کوئی عذر نہ ہو تو نفلی روزہ نہ توڑے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دُعِیَ أَحَدُكُمْ فَلْیُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْیُصَلِّ وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْیَطْعَمْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوت پر بلایا جائے تو وہ اس کو قبول کرے پھر اگر وہ روزہ سے ہو تو (میزبان کے ہاں) نماز پڑھے (اور اس کے لئے دعا کرے) اور اگر وہ روزہ سے نہ ہو تو کھانا کھائے۔

مہمان اگر میزبان کے بغیر کھانا نہ کھائے تو یہ روزہ توڑنے کا عذر ہے

عَنْ أَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ آخَی النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ سَلْمَانَ وَأَبِی الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَیٰ أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوْكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَیْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّیْ صَائِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰی تَأْكُلَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّیْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ فَصَلَّیَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ صَدَقَ سَلْمَانُ (بخاری)

حضرت ابو جحیفہ ؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے حضرت سلمان فارسی ؓ اور حضرت ابو درداء ؓ کے درمیان مواخات قائم کی۔ (ایک مرتبہ) حضرت سلمان فارسی حضرت ابو درداء کی ملاقات کے لئے (ان کے گھر) گئے اور (ان کی اہلیہ) ام درداء کو بوسیدہ حالت میں دیکھا تو ان سے پوچھا آپ کو کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے بھائی ابو درداء کو دنیا کی کوئی حاجت (و رغبت نہیں ہے اور ان کا میلان

www.askfatwa.com

صرف اپنی عبادت کی طرف ہے ہم سے بھی کوئی غرض نہیں رکھتے تو ہم کس کے لئے اپنے آپ کو صاف ستھرا اور بنا سنوار کر رکھیں۔ کچھ دیر میں) حضرت ابودرداء آئے اور حضرت سلمان کے اکرام میں کھانا تیار کرایا اور (حضرت سلمان سے) کہا آپ کھانا کھائیے میں تو روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان نے کہا جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا (اس پر حضرت ابودرداء نے مہمان کی خاطر داری سے کھانا کھایا) جب رات ہوئی تو حضرت ابودرداء نماز کے لئے کھڑے ہونے لگے۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا سو جائیے۔ حضرت ابودرداء سو گئے۔ کچھ دیر بعد (دوبارہ) اٹھنے لگے تو حضرت سلمان نے کہا سو جائیے۔ حضرت ابودرداء (پھر) سو گئے۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا تو حضرت سلمان نے کہا اب اٹھ جائیے۔ پھر دونوں نے (تہجد کی) نماز پڑھی۔ پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ کے رب کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کی جان کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کی اہلیہ کا بھی آپ پر حق ہے تو آپ ہر حقدار کو اس کا حق دیا کیجئے۔ پھر حضرت سلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوری بات ذکر کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان نے بالکل درست کہا۔

شوہر جب اپنے وطن میں ہو تو عورت اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت کا شوہر (اپنے وطن میں) موجود ہو تو عورت اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

بیچ میں کچھ کھائے پیئے بغیر متواتر روزے رکھنا

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَأَیُّكُمْ أَرَادَ أَنْ یُّوَاصِلَ فَلْیُوَاصِلْ حَتّٰی السَّحَرِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَسْتُ كَهَیْئَتِكُمْ إِنِّیْ أَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُّطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ یَّسْقِیْنِیْ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ میں وصال نہ کرو (جس کی صورت یہ ہے کہ روزہ کھول کر کچھ نہ کھاؤ اور اسی طرح کچھ کھائے پیئے بغیر دوسرے دن کا روزہ رکھ لو) تم میں سے جو وصال کرنا چاہے تو بس سحری تک وصال کرے (پھر سحری کھا کر دوسرا روزہ رکھے) لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ بھی تو وصال کرتے ہیں (ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی پیروی کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گذارتا ہوں اس حال میں کہ کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور پلانے والا مجھے پلاتا ہے۔

عیدین اور ایام تشریق کے روزوں سے ممانعت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰی (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے دو روزوں سے یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کے روزوں سے منع کیا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ أَمَرَنِیَ النَّبِیُّ ﷺ أَنْ أُنَادِیَ أَيَّامَ مِنٰی أَنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَلَاصَوْمَ فِيْهَا يَعْنِیْ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ (احمد)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں منیٰ (میں قیام) کے دنوں میں یہ آواز لگاؤں کہ منیٰ کے ایام (یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذوالحجہ) کھانے اور پینے کے دن ہیں اور ان ایام تشریق میں روزہ (رکھنا جائز) نہیں ہے۔

حاجی کے لئے عرفہ کے دن کا روزہ

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن عرفات میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا (تاکہ روزہ کے ضعف کی وجہ سے عرفہ کے دن کے اعمال میں خلل اور سستی نہ آئے)۔

روزہ کو جمعہ کے ساتھ خاص کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِیْ وَلَا تَخْتَصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ فِیْ صَوْمٍ يَصُوْمُهٗ أَحَدُكُمْ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا راتوں میں سے شب جمعہ کو قیام کے لئے خاص نہ کرو اور دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزے کے ساتھ خاص نہ کرو الا یہ کہ وہ ایسے روزے میں ہو جو تم میں سے کوئی رکھتا ہے (مثلاً پندرہویں شعبان کا روزہ جمعہ کے دن پڑ رہا ہو۔ اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ نفلی روزہ کسی دن کی تخصیص کے ساتھ صرف اس جگہ جائز ہے جہاں شریعت نے ایسا بتایا ہو۔ جہاں شریعت نے ایسا نہیں بتایا وہاں اپنی طرف سے تخصیص کرنا بدعت ہے)۔

فائدہ: اپنی ایجاد کردہ تخصیص کی خرابی سے بچ سکیں اس کے لئے نبی ﷺ کی ہدایت۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَصُوْمُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَّصُوْمَ قَبْلَهٗ أَوْيَصُوْمَ بَعْدَهٗ (بخاری مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

فائدہ : تخصیص کے عقیدے کے بغیر اگر کبھی کسی نے صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھ لیا تو یہ

بھی جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ جمعہ کے ساتھ ایک اور دن کا روزہ ملا لے۔

عاشورہ کا روزہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَارَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهٗ عَلٰى غَيْرِهٖ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی ایسے روزے کی طلب میں مبالغہ کیا ہو جس کو آپ نے دوسرے دنوں پر فضیلت دی ہو سوائے اس دن کے یعنی یوم عاشورہ کے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حِيْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهٗ يَوْمٌ يُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَئِنْ بَقِيْتُ إِلٰى قَابِلٍ لَأَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں جب (عاشورہ کے دن کی فرضیت منسوخ ہو چکی اور) رسول اللہ ﷺ نے (محض مستحب ہونے کی وجہ سے) عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا (صحابہ کو بھی استحبابی) حکم دیا۔ (ایک مرتبہ) کچھ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول عاشورہ کا دن تو وہ ہے جس کی تعظیم یہود و نصاری (بھی) کرتے ہیں (اور ہمیں ان کے ساتھ مشابہت نہ کرنے اور مخالفت کرنے کا حکم بھی ہے تو اس دن کی تعظیم میں ہم ان کے ساتھ کیسے موافقت کریں) آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو میں نویں کا (یا گیارہویں کا) روزہ بھی ضرور رکھوں گا (تاکہ یہود و نصاری کے ساتھ مشابہت نہ رہے)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَخَالِفُوا الْيَهُوْدَ صُوْمُوْا قَبْلَهٗ وَبَعْدَهٗ يَوْمًا (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عاشورہ کے دن کا روزہ رکھو اور یہود (کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ لہٰذا ان) کی (اس طرح سے) مخالفت کرو کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں بھی روزہ رکھو۔

مہینے کے تین روزے

عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُوْمُ (مسلم)

www.askfatwa.com

معاذہ رحمہا اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہاں۔ کہتی ہیں میں نے پھر پوچھا کہ مہینے کے کون سے دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کی فکر نہیں کرتے تھے کہ مہینے کے (خاص) کون سے دنوں میں روزہ رکھیں (بلکہ مختلف دنوں میں رکھ لیتے تھے)۔

یہ تین کبھی مہینے کے ابتدائی دن ہوتے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے شروع میں تین دن کے روزے رکھتے تھے۔

کبھی مہینے کی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں تاریخیں ہوتی تھیں

عَنْ أَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَبَاذَرٍّ إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ وَأَرْبَعَ عَشَرَةَ وَخَمْسَ عَشَرَةَ (ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) فرمایا کہ اے ابوذر جب تم مہینے میں تین دن روزے رکھو تو تیرہویں، چودہویں، اور پندرہویں تاریخوں میں روزہ رکھو۔

کبھی اور دن ہوتے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَالإِثْنَيْنِ وَمِنَ الشَّهْرِ الْآخِرِ الثَّلَاثَاءَ وَالْأَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيْسَ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مہینے ہفتہ، اتوار اور پیر کے دنوں کا روزہ رکھتے اور دوسرے مہینے منگل، بدھ اور جمعرات کے دنوں کا روزہ رکھتے۔

ان تین روزوں میں پہلا پیر کا یا جمعرات کا ہو تو یہ بھی اچھا ہے

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَامُرُنِىْ أَنْ أَصُوْمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلُهَا الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسُ (ابوداؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیتے تھے کہ میں ہر مہینے کے تین دن روزہ رکھوں جن میں سے پہلا دن پیر کا ہو یا جمعرات کا ہو۔

فائدہ: 1-...... پیر اور جمعرات کے دن کی یہ وجوہات مذکور ہیں

i...... پیر کے دن نبی علیہ السلام کی ولادت ہوئی

ii...... پیر کے دن نبی علیہ السلام پر وحی کے نزول کی ابتداء ہوئی

iii...... پیراور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہیں

عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْإِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُّ وَفِيْهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ (مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ علیہ السلام سے پیر کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میں میری پیدائش ہوئی اور اسی میں مجھ پر (پہلی) وحی نازل ہوئی۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) پیراور جمعرات کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل اس حالت میں پیش کئے جائیں کہ میں (خود) روزہ سے ہوں۔

2- پیر کے دن نبی علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اس کو بھی پیر کے دن کے روزے کی وجوہات میں سے شمار کیا ہے۔ بارہ ربیع الاول کی تاریخ آپ علیہ السلام کی حیات میں متعدد بار آنے کے باوجود آپ نے اس تاریخ کا روزہ نہیں رکھا۔ تو 12 ربیع الاول کے روزے کے ترک کے یقینی ہوتے ہوئے پیر کے دن پر قیاس کرکے 12 ربیع الاول کا روزہ ثابت کرنا بے اصولی ہوگی۔

نو ذوالحجہ کا روزہ

عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ (مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا نویں ذوالحجہ کے روزے کے بارے میں میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس سے ایک سال پہلے کے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرما دیں گے۔

www.askfatwa.com

باب: 52

شب قدر

شب قدر کا ہونا تو قطعی ہے کیونکہ اس کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔

اِنَّا اَنۡزَلۡنَاهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ (سورہ قدر)

ہم نے قرآن کو (لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک) شب قدر میں اتارا ہے

لیکن یہ کونسی رات ہے؟ اس کے بارے میں کوئی قطعی جواب نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی تعیین کرائی گئی لیکن پھر بھلوا دی گئی۔

عَنْ أَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ...... فَقَدْ أُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (ایک موقع پر) فرمایا مجھے یہ رات (یعنی شب قدر) دکھائی گئی پھر (کسی حکمت سے) مجھے بھلوا دی گئی (مثلاً یہ کہ لوگ کہیں اسی رات پر اکتفا کر کے نہ بیٹھ جائیں)۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ (بخاری)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تا کہ ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتائیں (کہ کب ہوتی ہے) تو دو مسلمان (عبداللہ بن ابی حدرد اور کعب بن مالک) آپس میں (ایک دوسرے پر قرض کی وجہ سے) جھگڑ رہے تھے تو (رسول اللہ ﷺ ان کا جھگڑا نمٹانے لگ گئے اس سے فارغ ہو کر لوگوں سے) فرمایا میں نکلا تھا تا کہ تمہیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتاؤں (لیکن) فلاں اور فلاں آپس میں جھگڑ رہے تھے اور (ان کا جھگڑا نمٹانے کے دوران) وہ بات (میرے دل سے) اٹھالی گئی (اور مجھے بھلوا دی گئی) اور شاید کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہو۔

البتہ عام طور سے حدیثوں میں رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس کو تلاش کرنے کا حکم ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

بعض حضرات نے بعض منقول علامتوں کی وجہ سے خاص متعین رات کا قول کیا ہے لیکن یہ تعین قطعی نہیں۔

ستائیسویں رات

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ حَلَفَ (أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ) لَا يَسْتَثْنِيْ أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ فَقَالَ بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالْآيَةِ أَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا (مسلم)

زر بن جیش رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے انشاء اللہ کہے بغیر (یعنی پختہ قسم کھاتے ہوئے کہا کہ لیلۃ القدر تو ستائیسویں رات ہے۔ (زر کہتے ہیں) میں نے پوچھا اے ابومنذر (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی) آپ یہ بات کس دلیل سے کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اس علامت یا نشانی کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتلائی کہ لیلۃ القدر کے دن میں سورج اس حالت میں نکلتا ہے کہ اس کی شعاع نہیں ہوتی۔ (اور ہمیں ستائیسویں کی صبح کو اس کا مشاہدہ ہوا ہے)۔

اکیسویں رات

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَّطِيْنٍ مِنْ صَبِيْحَتِهَا...... قَالَ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى جَبْهَتِهٖ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صَبِيْحَةِ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے کو دیکھا کہ لیلۃ القدر کی صبح کو گارے اور پانی پر سجدہ کر رہا ہوں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسی رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت چھپر کی تھی لہٰذا چھت ٹپکی اور میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اکیسویں رات کی صبح کو آپ کی پیشانی پر گارے اور پانی کا نشان تھا۔

باب: 53

اعتکاف

مسنون اعتکاف

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَکَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ آپ (کی وفات) کے بعد آپ ﷺ کی ازواج (ان دنوں کا) اعتکاف کرتی رہیں۔

اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّها قَالَتْ اَلسُّنَّةُ أَنْ...... لَا اِعْتِکَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سنت ہے کہ اعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہوتا۔

اعتکاف کہاں ہوسکتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّها قَالَتْ اَلسُّنَّةُ ...... أَنْ ...... لَّا إِعْتِکَافَ إِلَّا فِیْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سنت ہے کہ اعتکاف صرف اس مسجد میں ہوتا ہے جس میں جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہو۔

عَنْ إِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ أَنَّ حُذَیْفَةَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ قَوْمٍ بَیْنَ دَارِکَ وَدَارِ أَبِیْ مُوْسٰی أَنَّهُمْ مُعْتَکِفُوْنَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ أَصَابُوْا وَأَخْطَأْتُ أَوْحَفِظُوْا وَنَسِیْتُ قَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهٗ لَا إِعْتِکَافَ إِلَّا فِیْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ (طبرانی)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو ایسے لوگوں پر تعجب نہیں جو آپ کے گھر اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے گھر کے درمیان (اپنے گھروں میں) اعتکاف کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید وہ درست کرتے

www.askfatwa.com

ہوں اور میں ہی خطا پر ہوں یا ان کو بات یاد رہی اور میں ہی بھول گیا ہوں لیکن مجھے تو یہی معلوم ہے کہ اعتکاف صرف اسی مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں جماعت (کے ساتھ نماز) ہوتی ہو۔

اعتکاف کے احکام

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اَلسُّنَّةُ عَلَی الْمُعْتَکِفِ أَنْ لَّا یَعُوْدَ مَرِیْضًا وَلَا یَشْھَدَ جَنَازَةً وَلَا یَمُسَّ امْرَأَةً وَلَا یُبَاشِرَھَا وَلَا یَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اعتکاف کرنے والے کیلئے سنت سے حکم یہ ہے کہ وہ کسی مریض کی عیادت کے لئے نہ نکلے اور نہ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے نکلے اور نہ کسی عورت کو (شہوت سے) چھوئے اور نہ اس سے چمٹے اور سوائے ناگزیر حاجت کے کسی حاجت کے لئے نہ نکلے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اِعْتَکَفَ أَدْنٰی إِلَیَّ رَاسَهٗ وَھُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهٗ وَکَانَ لَا یَدْخُلُ الْبَیْتَ إِلا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو مسجد میں ہوتے ہوئے آپ اپنا سر میرے قریب کر دیتے اور میں (اپنے کمرے میں ہوتے ہوئے) آپ کے کنگھی کر دیتی اور آپ سوائے انسانی طبعی ضرورت کے گھر میں داخل نہ ہوتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَھُوَ مُعْتَکِفٌ فَیَمُرُّ کَمَا ھُوَ فَلَا یُعَرِّجُ یَسْأَلُ عَنْهُ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں ہوتے ہوئے جب اپنی کسی طبعی ضرورت سے مسجد سے نکلتے تو) گذرتے گذرتے مریض کی عیادت کر لیتے ٹھہر کر اس کی حالت نہ پوچھتے۔

اعتکاف کب شروع کیا جائے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ یَعْتَکِفَ صَلَّی الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَکَفَهٗ وَأَنَّهٗ أَمَرَ بِخِبَائِهٖ فَضُرِبَ لَمَّا أَرَادَ الْإِعْتِکَافَ فِی الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ من رمضان (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو (بیسویں تاریخ کو) فجر پڑھتے پھر (ضروری کام کاج سے فارغ ہو کر مغرب سے پہلے) اپنے معتکف میں داخل ہو جاتے اور آپ جب رمضان کے آخری دس دن کا اعتکاف کرتے تو اپنا خیمہ لگانے کا حکم دیتے جو لگا دیا جاتا۔

معتکف کے لئے چارپائی یا بستر بچھانا

www.askfatwa.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اِعْتَكَفَ طُرِحَ لَهُ فِرَاشُهُ أَوْ يُوْضَعُ لَهُ سَرِيْرُهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو آپ کے لئے (مسجد میں) ستون توبہ کے پیچھے بستر بچھا دیا جاتا یا چارپائی لگا دی جاتی۔

مسنون اعتکاف شب قدر حاصل کرنے کیلئے ہے

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأُوَلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِيْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ ثُمَّ أَطْلَعَ رَاسَهُ فَقَالَ إِنِّيْ أَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأُوَلَ أَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيْتُ فَقِيْلَ لِيْ إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ اِعْتَكَفَ مَعِيْ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ شروع میں) رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر ایک ترکی خیمہ میں درمیانے عشرہ کا اعتکاف کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر باہر نکالا اور فرمایا میں نے شب قدر کی تلاش میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر درمیانے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ شب قدر تو آخری عشرہ میں ہے تو جس شخص نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کرے (تاکہ اصل مقصود حاصل ہو)

نبی ﷺ ہر سال صرف آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ...... يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (جب سے آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہوتی ہے اس وقت سے) رسول اللہ ﷺ ہر سال (رمضان کے آخری) دس دن کا اعتکاف کرتے تھے)۔

رسول اللہ ﷺ دو سال اعتکاف نہ کر پائے تو آپ نے بعد میں قضا کی پہلا واقعہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ مَرَّةً أَنْ يَّعْتَكِفَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ قَالَتْ فَأَمَرَ بِبِنَائِهِ فَضُرِبَ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ أَمَرْتُ بِبِنَائِيْ فَضُرِبَ قَالَتْ وَأَمَرَ غَيْرِيْ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ بِبِنَائِهِ فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلَّى الْفَجْرَ نَظَرَ إِلَى الْأَبْنِيَةِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ آلْبِرَّ تُرِدْنَ قَالَتْ فَأَمَرَ بِبِنَائِهِ فَقُوِّضَ وَأَمَرَ أَزْوَاجَهُ بِأَبْنِيَتِهِنَّ فَقُوِّضَتْ ثُمَّ أَخَّرَ الْإِعْتِكَافَ إِلَى الْعَشْرِ الْأُوَلِ يَعْنِيْ مِنْ شَوَّالٍ. (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کا ارادہ کیا تو اپنے لئے خیمہ لگانے کا حکم دیا۔ خیمہ لگا دیا گیا۔ کہتی ہیں جب میں نے آپ ﷺ کے لئے خیمہ لگتے دیکھا تو میں نے بھی (آپ سے اجازت لے کر) اپنے لئے خیمہ لگانے کو کہا جو لگا دیا گیا اور (مجھے دیکھ کر) میرے علاوہ آپ کی دیگر ازدواج (یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے بھی اپنے لئے خیمے لگانے کو کہا جو لگا دیئے گئے۔ جب نبی ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور (اپنے خیمے کے ساتھ اپنی ازواج کے) خیموں کو لگے دیکھا تو فرمایا کہ کیا تمہارا ارادہ نیکی حاصل کرنے کا ہے ؟ (اگر ایسا ہی ہے تو نیکی کمانے کے لئے حالات کو بھی تو دیکھنا چاہئے۔ اگر اور ازواج بھی اپنے خیمے لگانے کو سوچ لیں تو مسجد میں نمازیوں کے لئے جگہ کہاں رہے گی اور بغیر خیمے کے عورتوں کا مسجد میں مستقل ٹھہرنا غیر مناسب اور حیا کے خلاف ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر آپ ﷺ نے (چونکہ ابھی اکیسویں شب شروع نہ ہوئی تھی اور بیسویں تاریخ کا دن تھا اس لئے تاکید کی) خاطر اور اس لئے بھی کہ ازواج پر اس سال اعتکاف کا ترک آسان ہو) اپنے خیمے کے بارے میں حکم دیا اور وہ اکھیڑ دیا گیا اور (پھر) آپ نے اپنی ازواج کو اپنے خیمے اکھیڑنے کا حکم دیا تو وہ اکھیڑ دیئے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے (اس سال رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف نہیں کیا بلکہ) شوال کے پہلے عشرہ کا (یعنی 2 شوال سے 11 شوال تک) اعتکاف کیا۔

دوسرا واقعہ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَسَافَرَ عَامًا فَلَمْ يَعْتَكِفْ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ. (ابن ماجه).

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے۔ ایک سال (یعنی 8 ھ میں فتح مکہ کی وجہ سے) آپ ﷺ سفر میں تھے اس لئے اعتکاف نہ کر سکے جب (آئندہ یعنی 9 ھ کا سال چھوڑ کر) اگلا (10 ھ کا) سال ہوا تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا (دس دن اس سال کے اور دس دن سابقہ سال کے کیونکہ اگرچہ مسنون اعتکاف کی قضا نہیں ہوتی لیکن آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جس عمل کو اختیار کرتے ظاہری صورت میں بھی اس پر مداومت فرماتے)۔

فائدہ: اگرچہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف سن 9 ھ کے رمضان میں کیا ہوگا لیکن چونکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے معمول میں صرف ایک مرتبہ بیس دن کا اعتکاف کرنے کا ذکر کیا ہے اور مندرجہ ذیل حدیث میں نبی ﷺ کا اپنی عمر کے آخری سال 10 ھ کے رمضان میں بیس دن کا اعتکاف کرنے کی تصریح ملتی ہے اس لئے ترجیح اسی کو

حاصل ہے کہ اگلے سال سے مراد 10ھ کا سال ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ...... فَاعْتَكَفَ عِشْرِیْنَ فِیْ الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ. (بخاری).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات والے سال بیس دن کا اعتکاف کیا۔

اعتکاف کی نذر ماننا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَیْلَةً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں نے جاہلیت کے دور میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک (دن) رات کا اعتکاف کروں گا۔(اور وہ نذر میں پوری نہ کرسکا تھا تو کیا اب میں وہ نذر پوری کرسکتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایاہاں تم اپنی نذر پوری کرو۔

www.askfatwa.com

باب: 54

حج کا بیان

حج ایک فریضہ ہے جو عمر میں ایک دفعہ فرض ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا أَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ فَحَجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ أَ کُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو فرمایا اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے تو تم حج کرو۔ ایک شخص (اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور پوچھا اے اللہ کے رسول کیا (آپ ہمیں) ہر سال (حج کرنے کا حکم دیتے ہیں) آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ان صاحب نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا (اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی بھی حاصل ہو جاتی) تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا حالانکہ تم میں اس کی طاقت ہی نہ ہوتی (غرض حج تم پر عمر میں صرف ایک ہی دفعہ فرض ہے)۔

حج کے فضائل

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَیُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسے عمل کی سب سے زیادہ فضیلت ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا۔ پوچھا گیا کہ پھر کونسا ہے آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد۔ پوچھا پھر کونسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مقبول حج۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ . (بخاری و مسلم)

www.askfatwa.com

حضرت ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے محض اللہ کی رضا کے لئے حج کیا اور نہ کوئی بے حیائی کی بات کی اور نہ ہی کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ (اپنے گھر کو واپس) پلٹتا ہے اس دن کی سی حالت میں جس میں اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (یعنی گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہوکر)

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مقبول حج کی جزا تو صرف جنت ہے۔

حج کے لئے شرط وجوب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا یُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ اَلزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ کہتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا اے اللہ کے رسول کیا چیز حج کو واجب کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا زاد راہ اور سواری۔

عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت تین دن رات کے سفر پر نہ نکلے مگر جبکہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَحُجُّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ (بزار)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت حج کے لئے (سفر پر) نہ نکلے مگر جبکہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

فرض ہونے پر حج جلدی ادا کرنا چاہیئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ تَعَجَّلُوْا إِلَی الْحَجِّ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا یَدْرِیْ مَا یَعْرِضُ لَهٗ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (فرض ہونے کے بعد) حج کے لئے جلدی کرو کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ (آئندہ) اس کو کیا (رکاوٹ) پیش آجائے۔

مختلف اطراف کے لوگوں کے لئے میقات

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ذَا الْحُلَیْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ

الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَاكَ وَكَذَاكَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میقات قرار دیا اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو اور اہل شام کیلئے جحفہ اور اہل نجد کے لئے قرن منازل کو اور اہل یمن کے لئے یلملم کو۔ تو یہ مقام میقات ہیں یہاں کے رہنے والوں کے لئے بھی اور دوسرے علاقے والوں کے لئے بھی جو یہاں سے گذریں حج اور عمرہ کے لئے اور جو لوگ میقاتوں کے اندر (یعنی حل میں) رہتے ہیں ان کے احرام باندھنے کی جگہ ان کا گھر ہے اور ایسے ہی جو اور اندر کے ہیں اور جو اور اندر کے ہیں یہاں تک کہ مکہ (یعنی حرم) والے مکہ ہی سے احرام باندھیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تُجَاوِزُوا الْمَوَاقِيْتَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ (ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احرام کے بغیر میقات سے آگے مت بڑھو۔

احرام کے بغیر کوئی میقات پار کر جائے تو وہ واپس آ کر احرام باندھے

عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَرُدُّ مَنْ جَاوَزَ الْمِيقَاتَ غَيْرَ مُحْرِمٍ (مسند شافعی)

ابوشعثاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو دیکھا کہ انہوں نے بغیر احرام کے میقات پار کرنے والے کو واپس میقات کی طرف لوٹایا (تاکہ احرام باندھ کر میقات پار کرے)۔

کوئی اپنے علاقہ اور گھر سے احرام باندھے تو یہ افضل ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ تَمَامِ الْحَجِّ أَنْ تُحْرِمَ مِنْ دُوَيْرَةِ أَهْلِكَ (بیهقی)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج کا کمال تو تب ہے جب تم اپنے گھر سے احرام باندھو۔

کسی کے رستے میں آگے پیچھے دو میقاتیں ہوں تو پہلی سے احرام باندھنا افضل ہے جبکہ دوسری سے باندھنا جائز اور خلاف اولیٰ ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَمْتِعَ بِثِيَابِهِ إِلَى الْجُحْفَةِ فَلْيَفْعَلْ (مؤطا محمد)

حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے مدینہ والو تمہاری میقات ذوالحلیفہ ہے اور تم کو یہاں سے احرام باندھنا افضل ہے لیکن) اگر تم میں سے کوئی چاہے کہ وہ جحفہ تک اپنے کپڑے پہنا رہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔

احرام باندھنے کے وقت غسل کرنا مستحب ہے اگرچہ حیض یا نفاس والی عورت ہو

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ (ترمذی)

حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے احرام کی خاطر (سلے ہوئے) کپڑے اتارے اور غسل کیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَابَكْرٍ أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (حضرت ابوبکر ؓ کی دوسری اہلیہ) اسماء بنت عمیس نے حضرت ابوبکر ؓ کے بیٹے محمد کی شجرہ مقام پر ولادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کو کہا کہ اسماء بنت عمیس غسل کریں اور احرام باندھ لیں۔

احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کی خاطر آپ کے احرام باندھنے سے پہلے عطر لگاتی تھی اور آپ کے احرام سے نکلنے کے بعد آپ کے بیت اللہ کے طواف (زیارت) کرنے سے پہلے (آپ کے عطر لگاتی تھی) ایسا عطر جس میں مشک ملی ہوتی تھی (اور وہ منظر ابھی تک میری نظروں میں ہے) گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں جبکہ آپ احرام میں تھے عطر کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى مَكَّةَ فَنُضَمِّدُ جِبَاهَنَا بِالسُّكِّ الْمُطَيَّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ فَإِذَا عَرِقَتْ إِحْدَانَا سَالَ عَلٰى وَجْهِهَا فَيَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا يَنْهَانَا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ (کی ازواج آپ) کے ساتھ مکہ کی طرف (حج کیلئے) نکلیں۔ ہم نے احرام باندھنے سے پہلے اپنی پیشانیوں پر خوشبودار چیز لگائی۔ جب ہم سے کسی کو پسینہ آتا تو وہ خوشبودار چیز (پسینہ کے ساتھ) بہہ کر اس کے چہرے پر آجاتی۔ نبی ﷺ نے اس کو

www.ahlehadith.com

دیکھا لیکن آپ نے ہمیں منع نہیں کیا۔

احرام کے وقت چادروں کا اور جوتی کا استعمال

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَلْيُحْرِمْ أَحَدُكُمْ فِيْ إِزَارٍ وَّرِدَاءٍ وَّ نَعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے (ہر) ایک (عمرہ یا حج کرنے والے کو) چاہئے کہ وہ ایک چادر اور ایک تہہ بند اور دو جوتیوں میں احرام باندھے اور اس کو جوتیاں میسر نہ ہوں تو وہ چمڑے کے موزے پہن لے اور پشت پا کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے ان کو کاٹ لے۔

احرام باندھنے کے وقت دو رکعت نفل پڑھے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِی الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (احرام باندھنے کے وقت) ذوالحلیفہ میں دو رکعت (نفل) پڑھتے تھے۔

تلبیہ کے الفاظ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ...... أَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (تلبیہ میں) توحید کے کلمات بلند آواز سے کہے (وہ کلمات یہ تھے) لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ.

عَنْ نَافِعٍ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيْدُ فِيْهَا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَ الرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ (بخاری و مسلم).

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (نبی ﷺ سے منقول) تلبیہ پر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ان الفاظ کا اضافہ کرتے تھے لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَ الْعَمَلُ.

احرام کے لئے تلبیہ کس وقت کہے

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی إِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أَوْجَبَ فَقَالَ إِنِّیْ لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِذٰلِكَ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ فَمِنْ هُنَاكَ اخْتَلَفُوْا. خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

www.askfatwa.com

حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰى فِیْ مَسْجِدِہٖ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ رَکْعَتَیْہِ أَوْجَبَ فِیْ مَجْلِسِہٖ فَأَهَلَّ بِالْحَجِّ حِیْنَ فَرَغَ مِنْ رَکْعَتَیْہِ فَسَمِعَ ذٰلِکَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَحَفِظَتْهُ عَنْهُ ثُمَّ رَکِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِہٖ نَاقَتُهُ أَهَلَّ وَأَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْهُ أَقْوَامٌ وَذٰلِکَ أَنَّ النَّاسَ إِنَّمَا کَانُوْا یَاتُوْنَ أَرْسَالاً فَسَمِعُوْهُ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِہٖ نَاقَتُهُ یُهِلُّ فَقَالُوْا إِنَّمَا أَهَلَّ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِہٖ نَاقَتُهُ ثُمَّ مَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا عَلَا عَلٰی شَرَفِ الْبَیْدَاءِ أَهَلَّ وَأَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَقَالُوْا إِنَّمَا أَهَلَّ حِیْنَ عَلَا عَلٰی شَرَفِ الْبَیْدَاءِ وَایْمُ اللّٰہِ لَقَدْ أَوْجَبَ فِیْ مُصَلَّاهُ وَأَهَلَّ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِہٖ نَاقَتُهُ وَأَهَلَّ حِیْنَ عَلَا عَلٰی شَرَفِ الْبَیْدَاءِ (ابو داؤد).

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے پوچھا کہ اے ابوعباس مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے اس بارے میں اختلاف پر تعجب ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ کس وقت کہا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا اس بات کا علم سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک بار حج کیا۔ اس کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ حج کے لئے نکلے جب آپ نے ذوالحلیفہ میں اپنی مسجد میں دو رکعت پڑھیں تو اپنی اسی مجلس میں ایجاب کیا (یعنی تلبیہ کہا) غرض آپ نے دو رکعتیں پڑھتے ہی تلبیہ کہا۔ کچھ لوگوں نے اسی وقت آپ کو (تلبیہ کہتے) سنا اور اس کو یاد رکھا۔ پھر آپ (اپنی اونٹنی پر) سوار ہوئے اور جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ نے (پھر) بلند آواز سے تلبیہ کہا اور کچھ لوگوں نے آپ کو اس وقت تلبیہ کہتے سنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ جماعت در جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے (یعنی ایک جماعت پاس آتی۔ پھر وہ چلی جاتی اور دوسری آ جاتی تو (اس طرح) دوسروں نے آپ کو تلبیہ کہتے اس وقت سنا جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی اور انہوں نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو تلبیہ صرف اس وقت کہا جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوگئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ آگے چلے اور (ذوالحلیفہ کی مسجد کے قریب زمین) بیداء کی بلندی پر چڑھے تو آواز سے تلبیہ کہا۔ کچھ لوگوں نے آپ کو اس وقت تلبیہ کہتے پایا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے (احرام کا) تلبیہ اس وقت کہا جب آپ بیداء کی بلندی پر چڑھے۔ حالانکہ اللہ کی قسم آپ نے (احرام کا) تلبیہ تو اپنی نماز کی جگہ ہی کہہ لیا تھا اور (دوبارہ) تلبیہ اس وقت کہا جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی اور (تیسری مرتبہ) اس وقت کہا جب آپ بیداء کی بلندی پر چڑھے۔

حاجیوں کا استقبال

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ مَکَّۃَ اِسْتَقْبَلَتْهُ أُغَیْلِمَۃُ بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَیْنَ یَدَیْہِ وَ آخَرَ خَلْفَهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو بنوعبدالمطلب کے لڑکوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا تو آپ ﷺ نے ایک لڑکے کو اپنی سواری پر اپنے آگے بٹھالیا اور ایک کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ کے بعد اور کیا کرے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوَّلَ شَيْئٌ بَدَأَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهٗ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو آپ نے پہلا کام یہ کیا کہ وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضٰى (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو (وضو کرنے کے بعد) آپ مسجد (حرام) میں داخل ہوئے اور حجر اسود کا استلام کیا پھر (بیت اللہ کا) طواف کیا۔

حجر اسود کے استلام کے وقت ہاتھ اٹھانا

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ ...... وَعِنْدَ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ (طحاوی)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں رفع یدین (صرف) سات موقعوں پر کیا جائے گا (جن میں سے ایک) حجر اسود کے استلام کا وقت ہے۔

استلام میں حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکے تو ہاتھ سے یا کسی چیز سے اسے چھو کر یا اشارہ کر کے اس چیز کو بوسہ دے لے

عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اِسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهٗ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهٗ (بخاری و مسلم)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے حجر اسود کا استلام کیا پھر اپنے ہاتھ کا بوسہ لے لیا اور کہا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کرتے دیکھا ہے اس وقت سے میں نے (بھی) اس عمل کو ترک نہیں کیا۔

طواف کے ہر چکر میں حجر اسود کا استلام کرے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا أَتٰى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ

بِشَیْءٍ فِیْ یَدِہٖ (بخاری و احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (اس وجہ سے کہ آپ کو کچھ تکلیف بھی تھی اور اس وجہ سے بھی کہ لوگ آپ سے حج کے افعال کو دیکھ کر سیکھ لیں) اونٹ پر طواف کیا (اس وقت مطاف کی زمین بھی کچی تھی اور اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام کو جانور کی نجاست سے بھی پاک رکھا) آپ (طواف کرتے ہوئے) جب بھی حجر اسود کے مقابل آتے تو اپنے ہاتھ میں کسی شے (مثلاً چھڑی) سے اس کی طرف اشارہ کرتے (پھر جیسا کہ مسلم میں ہے وَیُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ کہ اس چھڑی کو بوسہ دیتے تھے)۔

حجر اسود کے استلام کے وقت کیا کہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ لَمَّا اِسْتَلَمَ الْحَجَرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ (بیھقی و طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حجر اسود کا استلام کرتے تو بسم اللہ واللہ اکبر کہتے۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا مَرَّ بِالْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَرَأٰى عَلَيْهِ زِحَامًا اِسْتَقْبَلَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ (بیھقی و طبرانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ حجر اسود کے پاس سے گزرتے اور اس کے پاس ہجوم دیکھتے تو حجر اسود کی طرف رخ کرتے اور تکبیر (یعنی بسم اللہ واللہ اکبر) کہتے پھر یہ کلمات کہتے اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ. (اے اللہ ہم یہ اعمال آپ پر ایمان رکھتے ہوئے اور آپ کی کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے نبی ﷺ کے طریقے کا اتباع کرتے ہوئے کرتے ہیں)۔

حجر اسود کے علاوہ رکن یمانی کا استلام بھی ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کے صرف دو رکن (یعنی حجر اسود اور رکن) یمانی کا استلام کرتے دیکھا۔

فائدہ: حجر اسود پر استلام میں تو اس کو بوسہ بھی دے سکتے ہیں اور ہاتھ سے بھی چھو سکتے ہیں جبکہ رکن یمانی کے استلام میں صرف ہاتھ سے چھونا ہے بوسہ نہیں دینا۔

کسی عذر سے سواری پر طواف کرنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنِّيْ أَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ (بخاری)

www.askfatwa.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں بیمار ہوں تو آپ نے فرمایا تم لوگوں (کے ہجوم) سے باہر باہر سوار ہو کر طواف کرلو۔

طواف کا طریقہ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ بَدَأَ بِالْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ أَخَذَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَرَمَلَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَمَشٰى أَرْبَعًا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو (وضو کرکے) آپ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کا استلام کیا پھر اپنے دائیں کو مڑے اور تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔

طواف میں بات کرنا جائز ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا بِخَيْرٍ (ترمذی و نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ کے گرد طواف مثل نماز کے ہے البتہ اتنا (فرق) ہے کہ تم اس میں بات کرسکتے ہو۔ تو جو کوئی طواف کے دوران بات کرے تو وہ صرف بھلائی کی بات کرے (مثلاً دین کا کوئی مسئلہ بتا دیا یا کوئی نصیحت کردی)

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان منقول دعا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بَيْنَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَالْحَجَرِ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (احمد)

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ کلمات کہتے سنا رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

طواف کے ختم پر مقام ابراہیم کے پاس آ کر طواف کی دو رکعت پڑھے

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا انْتَهٰى إِلٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ قَرَأَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ عَادَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا (مسلم و احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (طواف کے سات چکر پورے کرکے) مقام ابراہیم تک پہنچے تو ان الفاظ کی قراءت کی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى یعنی بناؤ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ (سورہ بقرہ 125) اور دو رکعتیں پڑھیں (جن میں) آپ نے (پہلی رکعت میں) سورہ

فاتحہ اورسورہ قل یاایھا الکافرون پڑھیں اور (دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور) سورہ قل ھو اللہ احد پڑھی پھر حجر اسود کی طرف واپس آئے اور اس کا استلام کیا۔ پھر (سعی کے لئے) صفا کی طرف تشریف لے گئے۔

طواف کی دو رکعتیں مسجد حرام سے اور حرم سے باہر بھی پڑھ سکتے ہیں

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُقِيْمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَطُوْفِىْ عَلٰى بَعِيْرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ فَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَتْ (بخاری)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا جب فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تم اپنے اونٹ پر طواف کر لینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ (مسجد حرام سے) باہر چلی گئیں۔

عمرہ اور حج میں طواف کے بعد سعی

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِىَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْبَيْتَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهٗ وَقَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى إِنْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِىْ بَطْنِ الْوَادِىْ (سَعٰى) حَتّٰى إِذَا صَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا (مسلم).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا (پہاڑی) کے پاس پہنچے تو ان الفاظ کی قراءت کی إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ (بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔ اور فرمایا) میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں جس کو اللہ نے شروع میں ذکر کیا۔ پھر صفا سے آپ نے سعی کو شروع کیا۔ (اس کے لئے) آپ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ آپ بیت اللہ کو دیکھنے لگے۔ آپ نے بیت اللہ کی طرف رخ کیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید وتکبیر بیان کی اور یہ کلمات کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ (تنہا اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کے لئے تمام بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ تنہا اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام جماعتوں کو شکست دی) اور آپ دعا میں مصروف ہوئے پھر آپ نے دعا کی اس حال میں کہ اس

www.askfatwa.com

کے درمیان آپ نے توحید کے کلمات تین مرتبہ کہے۔ پھر آپ صفا سے نیچے اترے اور مروہ کی طرف چلے یہاں تک کہ آپ کے قدم وادی میں اتر گئے۔ پھر آپ تیز تیز قدم چلے یہاں تک کہ جب آپ کے قدم وادی سے اوپر اٹھ گئے تو آپ عام رفتار سے چلے یہاں تک کہ آپ مروہ پر آئے اور مروہ پر بھی ویسے ہی کیا جیسا آپ نے صفا پر کیا تھا۔

حج اور عمرہ میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی واجب ہے

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا إِنِّی لَأَظُنُّ رَجُلاً لَوْلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهُ قَالَتْ لِمَ ؟ قُلْتُ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَقُوْلُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ مَاأَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِءٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْكَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا (مسلم)

عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا میرا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو یہ بات اس کو کچھ نقصان نہ دے گی۔ انہوں نے پوچھا وہ کیوں؟ میں نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا** یعنی بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں تو جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے وہ اگر صفا اور مروہ کا چکر لگائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعی کرنا اختیاری ہے واجب نہیں)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کے نہ حج کو پورا کرتے ہیں اور نہ اس کے عمرے کو پورا کرتے ہیں جو صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے۔ اور اگر بات ویسے ہوتی جیسے تم کہہ رہے ہوں تو پھر آیت کے الفاظ یہ ہوتے **فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا** کہ اگر کوئی ان کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حج کونسا تھا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَجٍّ وَأَهَلَّ بِهٖ نَاسٌ مَعَهٗ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَكُنْتُ فِيْمَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کیلئے) نکلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو حج اور عمرہ (یعنی قرآن) کا احرام باندھنا چاہے تو وہ ایسا کر لے اور جو حج (افراد) کا احرام باندھنا چاہے وہ اس کا احرام باندھ لے اور جو (تمتع کی وجہ سے اس وقت) صرف عمرہ

کا احرام باندھنا چاہے تو وہ اس کا احرام باندھ لے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے (پہلے پہل) حج (افراد) کا (عزم کر کے) احرام باندھا اور آپ کے ساتھ کچھ اور لوگوں نے بھی اس کا احرام باندھا اور کچھ لوگوں نے عمرہ اور حج (یعنی قران) کا احرام باندھا اور کچھ لوگوں نے (تمتع کی خاطر) صرف عمرہ کا احرام باندھا۔ اور میں بھی ان لوگوں میں تھی جنہوں نے (اس وقت) صرف عمرہ کا احرام باندھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرِدًا وَمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَمِنَّا مَنْ تَمَتَّعَ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم (حج کرنے والوں) میں سے بعض نے حج افراد کا احرام باندھا اور ہم میں سے بعض نے قران کا احرام باندھا اور ہم میں سے بعض نے تمتع کا احرام باندھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا تھا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِوَادِي الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَّبِّي فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ (بخاری و احمد)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (مدینہ منورہ سے چار میل دور) وادی عقیق میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج رات میرے رب کی طرف سے میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا آپ اس مبارک وادی میں (دو رکعت) نماز پڑھیئے اور (احرام باندھنے کے لئے یہ) کہیئے عمرہ سمیت حج (یعنی یہ کہ میں قران کی نیت کرتا ہوں)۔

عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَرَنَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ (احمد)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے قران کیا تھا۔

جاہلیت کے ایک غلط عقیدے کی اصلاح کیلئے نبی ﷺ نے ان حضرات کو جن کے ساتھ ہدی کا جانور نہ تھا عمرہ کرنے اور عمرہ کے بعد حلال ہونے کا حکم دیا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ أَفْجَرُ الْفُجُوْرِ وَيَجْعَلُوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ وَيَقُوْلُوْنَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ وَعَفَا الْأَثَرُ وَانْسَلَخَ صَفَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيْحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ حِلٌّ كُلُّهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (دور جاہلیت میں) لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سب برائیوں میں سے بڑی برائی ہے اور محرم کو وہ صفر تک موخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب حج کی سواری کے جانور کے پشت کے زخم مندمل ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گزر جائے تو اس وقت عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ کرنا حلال ہوتا ہے۔ چونکہ وہ حج کے مہینوں میں عمرہ نہ کرتے تھے اس لئے

میقات سے گذرتے ہوئے حج کا احرام باندھتے تھے اور حج سے فارغ ہو کر ہی احرام سے حلال ہوتے تھے۔ اور آپ کے اصحاب چوتھی ذوالحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ میں وارد ہوئے اس حال میں کہ وہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے (کچھ تو افراد کا اور کچھ اس کے ساتھ عمرہ کا کر کے قران کا اور کچھ تمتع کا کر کے صرف عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ پھر ان میں سے بعض قران اور تمتع کرنے والوں کے ساتھ ہدی کا جانور تھا اور بعض کے ساتھ نہ تھا۔ جن کے ساتھ ہدی کا جانور نہ تھا خواہ ان کا احرام حج افراد کا تھا یا حج قران کا) اگرچہ رسول اللہ ﷺ شروع میں فرما چکے تھے کہ جو کوئی تمتع یا قران کے طور پر عمرہ کا احرام باندھنا چاہے باندھ لے لیکن پھر من جانب اللہ یہ طے پایا کہ لوگوں کے دلوں سے دور جاہلیت کا غلط عقیدہ سرے سے مٹا دیا جائے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس احرام کو عمرہ کا کر لیں (اور حلال ہو جائیں) لوگوں کو یہ (یعنی حج کا احرام باندھنے کے بعد حج کرنے سے پہلے حلال ہونا) بڑی بات معلوم ہوئی تو انہوں نے (تعجب سے) پوچھا اے اللہ کے رسول کونسی حلت (کا آپ حکم دے رہے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا پوری پوری حلت (جس میں سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، بیوی سے صحبت کرنا سب کچھ ہی شامل ہے)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ لَّمْ یَکُنْ مَعَهٗ هَدْیٌ فَلْیَطُفْ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْیُقَصِّرْ وَلْیُحَلِّلْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی کا جانور نہ ہو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کا طواف (یعنی سعی) کرے اور بالوں کا قصر (یا حلق) کرے اور حلال ہو جائے۔

فائدہ: جن صحابہ کے ساتھ ہدی کا جانور نہ تھا ان کا حج تمتع کا ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہدی کا جانور تھا اس لئے آپ عمرہ کر کے حلال نہ ہوئے

عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَانُ النَّاسِ حَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِکَ قَالَ إِنِّیْ ...... قَلَّدْتُ هَدْیِیْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰی أَنْحَرَ (بخاری)

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا بات ہے کہ لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے لیکن آپ اپنے عمرہ سے (فراغت کے باوجود) حلال نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنی ہدی کے جانور کے قلادہ ڈالا ہے (اور اسے ساتھ لے کر آیا ہوں) لہٰذا میں اس کو نحر کرنے تک حلال نہیں ہو سکتا۔

چونکہ نبی ﷺ عمرہ کر کے خود حلال نہ ہوئے تھے اس لئے بعض حضرات کو اس حکم

میں کچھ تردد ہوا لیکن سمجھانے پر اطاعت کی

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ فَأَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ قَالَ حِلُّوْا وَأَصِيبُوْا النِّسَاءَ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نُفْضِيَ إِلٰى نِسَائِنَا فَنَأْتِيَ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيْرُنَا الْمَنِيَّ قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ فِيْنَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّيْ أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِيْ لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّوْنَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ فَحِلُّوْا فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح کو مکہ مکرمہ میں وارد ہوئے اور ہمیں حکم دیا کہ ہم (عمرہ کے افعال پورے کرکے) حلال ہو جائیں اور (اختیاری طور پر) اپنی بیویوں سے صحبت (بھی) کرلیں (تا کہ مکمل حلت کی عملی مشق ہو جائے۔ اس پر) ہم نے کہا (تعجب ہے کہ) اب جبکہ ہمارے اور (وقوف) عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن رہ گئے آپ ﷺ نے ہمیں اپنی بیویوں سے صحبت کرنے کا (اختیاری) حکم دیا ہے تو کیا ہم عرفہ اس حال میں جائیں کہ ہماری شرمگاہوں سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں (مراد یہ تھی کہ ابھی تازہ تازہ ہم نے بیویوں سے صحبت کی ہو۔ اس تردد کی بنیاد درحقیقت وہی سابقہ غلط عقیدہ تھا جس کی وجہ سے میقات پار کرنے کے بعد بیوی سے صحبت کرنے کا تصور نہ رہا تھا۔ اس خیال کی بیخ کنی کے لئے عمرہ سے حلال ہونے کا حکم دیا گیا۔ ہمارے اس تردد کی اطلاع پا کر) رسول اللہ ﷺ (ہمارے سمجھانے کے لئے) ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا (تمہیں میرے اس حکم پر تردد کیوں ہے حالانکہ) بلاشبہ تم جانتے ہو کہ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سے زیادہ سچا اور تم سے زیادہ نیکوکار ہوں (تو میں تو تمہیں اللہ تعالیٰ کا صحیح صحیح حکم ہی بتاتا ہوں جس میں تردد کرنے کی کچھ گنجائش نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ اگر میں بھی حلال ہو جاتا تو تمہارے لئے اس حکم پر عمل کرنا آسان ہوتا اور تم تردد میں نہ پڑتے تو یہ بات تو درست ہے لیکن ایک مجبوری اس کے آڑے ہے اور وہ یہ کہ جس کے ساتھ ہدی کا جانور ہو وہ ہدی کے حرم میں ذبح ہونے تک احرام سے حلال نہیں ہو سکتا۔ اس لئے) اگر میرے ساتھ ہدی کا جانور نہ ہوتا تو جیسے تم حلال ہو رہے ہو میں بھی حلال ہو جاتا اور (یہ نہ سمجھو کہ ایک کام جب میں نہیں کر رہا تو تمہیں کوئی غیر مناسب حکم دیا جائے گا بلکہ پوری تسلی رکھو) اور (بات یہ ہے کہ) اگر یہ حکم جو (من جانب اللہ) مجھے بعد میں معلوم ہوا اگر پہلے معلوم ہو جاتا تو میں اپنے ساتھ ہدی کا جانور لے کر ہی نہ چلتا (بلکہ یہیں سے خرید کر ذبح کرتا) لہٰذا (اس تمام وضاحت کے بعد) تم (احرام سے) حلال ہو جاؤ۔ (حضرت جابر ؓ کہتے ہیں) تو ہم (رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق) حلال ہو گئے اور ہم نے سمع واطاعت کو اختیار کیا۔

www.askfatwa.com

منیٰ کی طرف روانگی اور وہاں قیام

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا إِلٰى مِنًى فَأَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلاً حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ ہوئی (جس کو یوم ترویہ بھی کہتے ہیں) تو لوگوں نے منیٰ کا رخ کیا اور حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ بھی سوار ہوئے (اور منیٰ پہنچے) اور وہاں آٹھویں تاریخ کی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور نویں ذوالحجہ کی فجر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ سورج نکلنے تک ٹھہرے۔

عرفات کی طرف روانگی اور وہاں کے مشاغل

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقُصْوَاءِ فَرُحِّلَتْ لَهُ فَأَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ مَوْضُوْعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضِعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوْعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابَ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ أَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقُصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلاً حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ

(بخاری و مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں (نویں ذوالحجہ کو جب سورج طلوع ہوگیا) رسول اللہ ﷺ نے بالوں کا بنا ہوا خیمہ (عرفات کے قریب لیکن اس سے باہر مقام) نمرہ میں لگانے کا حکم دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ (منیٰ سے) چلے اور قریش کو (پورا یقین تھا اور) کچھ بھی شک نہ تھا کہ آپ ﷺ مشعر حرام (یعنی مزدلفہ) میں ٹھہریں گے (اور اس سے آگے عرفات نہ جائیں گے) جیسا کہ قریش جاہلیت میں کرتے تھے (کہ اور لوگ تو عرفات میں جا کر وقوف کرتے تھے لیکن قریش مزدلفہ ہی میں ٹھہر جاتے تھے آگے عرفات نہ جاتے تھے) لیکن رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ عبور کیا یہاں تک کہ آپ عرفات کی طرف آگئے۔ نمرہ نامی جگہ پر آپ نے اپنے لئے خیمہ لگا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے وہاں پڑاؤ کیا یہاں تک کہ جب سورج کا زوال شروع ہوا تو آپ نے (اپنی اونٹنی) قصواء کے بارے میں حکم دیا (کہ اس کو لایا جائے) تو آپ کے لئے اس پر کجاوہ کس دیا گیا (اور آپ کے سامنے پیش کر دی گئی) آپ ﷺ (اس پر سوار ہوئے اور عرفات سے کچھ باہر عرفہ نامی) بطن وادی میں آئے اور لوگوں کو خطبہ دیا اور (اس میں) فرمایا بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے اموال (آپس میں) تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں۔ سنو جاہلیت کے معاملہ کی ہر چیز (آج) میرے قدموں تلے ہے اور جاہلیت کے زمانے کے خون ختم کر دیئے گئے اور ہمارے خونوں میں سے سب سے پہلا خون جس کو میں ختم کرتا ہوں ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے جو بنوسعد کے قبیلہ میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اس کو قتل کر دیا تھا اور جاہلیت کا سود بھی ختم کر دیا گیا ہے اور اپنے سود میں سے پہلا سود جس کو میں ختم کرتا ہوں وہ (میرے چچا) عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے جو سب کا سب ختم کر دیا گیا ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے ان کو اللہ کی امان (کے عہد) کے ساتھ لیا ہے (کہ ان کے ساتھ نرمی اور اچھی معاشرت رکھو گے) اور تم نے اللہ کے حکم سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے اور تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں داخل کر کے) مت بٹھائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔ (اس کے باوجود بھی) اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں ایسی مار مار سکتے ہو جو سخت اور زخمی کرنے والی نہ ہو اور ان کا تم پر اپنے طعام ولباس کا (بھلے) رواج کے موافق حق ہے اور میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے یعنی کتاب الٰہی کو تو اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اور تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا تو تم کیا جواب دو گے۔ صحابہ ؓ نے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے رسالت کو (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچانے والی تمام باتوں کو) پہنچایا اور امانت ادا کر دی اور نصیحت (وخیر خواہی کے پورے حق) کو ادا کیا (اس پر) آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر اس سے لوگوں کی طرف

اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا اے اللہ آپ گواہ رہئے اے اللہ آپ گواہ رہئے۔ پھر بلال ﷺ نے اذان و اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ (بلال ﷺ نے) پھر اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان (یعنی ظہر وعصر کے فرضوں) کے درمیان کچھ (سنت ونفل) نہیں پڑھے پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور وقوف کی جگہ میں آئے اور اپنی اونٹنی قصواء کو (جبل رحمت کے دامن میں پڑی) چٹانوں پر کھڑا کرلیا اور حبل المشاۃ (نامی ریت کے بڑے ٹیلے) کو اپنے آگے کرلیا اور قبلہ رخ ہوگئے اور وقوف کرتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور کچھ زردی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیہ بالکل غائب ہوگئی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنُ يَعْمُرَ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَاتٍ وَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الْحَجُّ فَقَالَ الْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَاءَ عَرَفَةَ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ (احمد)

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر ﷺ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ عرفات میں وقوف کر رہے تھے میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کے پاس نجد کے رہنے والے کچھ لوگ آئے اور پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ حج کیسے ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حج (کا اصل رکن) تو عرفہ (یعنی عرفات میں وقوف) ہے تو جو کوئی مزدلفہ کی رات میں فجر کی نماز (کے وقت شروع ہونے) سے پہلے عرفہ پہنچ گیا تو اس کا حج پورا ہوگیا۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُزْدَلِفَةِ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ جِئْتُ مِنْ جَبَلِ طَيٍّ أَكْلَلْتُ رَاحِلَتِيْ وَأَتْعَبْتُ نَفْسِيْ وَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُ مِنْ جَبَلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ صَلَاتَنَا هٰذِهٖ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتّٰى يَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ (ترمذی)

حضرت عروہ بن مضرس ﷺ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مزدلفہ میں اس وقت پہنچا جب آپ (فجر کی) نماز کے لئے نکلے اور میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں جبل طی سے آیا ہوں میں نے اپنی سواری کو بھی عاجز کر دیا اور اپنے آپ کو بھی تھکا دیا (لیکن) اللہ کی قسم میں نے کوئی پہاڑ نہیں چھوڑا جس پر میں نے (کچھ کچھ) وقوف نہ کیا ہو تو کیا میرا حج ہوگیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہمارے ساتھ اس نماز میں حاضر ہوا اور اس نے ہمارے ساتھ کوچ کرنے تک وقوف کیا اور اس سے پہلے دن میں یا رات میں عرفات میں وقوف کیا تو اس کا حج پورا ہوگیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کرلیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ وَقَفَ بِعَرَفَةَ هٰذَا الْمَوْقِفُ وَكُلُّ عَرَفَةَ

مَوْقِفٌ وَارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ عَرَنَةَ (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب عرفات میں وقوف کر رہے تھے تو فرمایا یہ وقوف کی جگہ ہے اور پورا عرفات وقوف کی جگہ ہے البتہ (عرفات کے ایک حصہ) بطن عرنہ سے ہٹ جاؤ (کیونکہ وہ وقوف کی جگہ نہیں ہے)۔

مزدلفہ کو روانگی اور وہاں کے مشاغل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَأُسَامَةُ رِدْفُهُ قَالَ أُسَامَةُ فَمَا زَالَ يَسِيْرُ عَلٰى هَيْئَتِهٖ حَتّٰى أَتٰى جَمْعًا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس ہوئے اس حال میں کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سواری پر آپ کے پیچھے تھے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنی رفتار سے چلتے رہے یہاں تک کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهٗ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِيْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءً خَفِيْفًا فَقُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى (بخاری)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عرفات سے چلتے ہوئے میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس بائیں گھاٹی پر پہنچے جو مزدلفہ سے پہلے ہے تو آپ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور پیشاب کیا۔ پھر (جب آپ وضو کرنے لگے تو) میں آیا اور آپ کے لئے وضو کا پانی ڈالا۔ آپ نے مختصر سا وضو کیا (جب آپ اس سے فارغ ہوئے) تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ نماز (پڑھ لیجئے) آپ ﷺ نے فرمایا نماز آگے پڑھیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور مزدلفہ پہنچے اور وہاں نماز پڑھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع (کر کے عشاء کے وقت میں ادا) کیا اور ان کے درمیان (سنت اور نفل) کوئی نماز نہیں پڑھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا۔ مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھیں (یعنی مغرب کی نماز کے بعد عشاء کے لیے علیحدہ اقامت نہیں کہی)

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان وقفہ ہو جائے تو کیا کرے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... حَتّٰی غَابَ الْقُرْصُ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَدَفَعَ حَتّٰی أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں (عرفات کے دن) سورج کی ٹکیہ غروب ہوگئی اور نبی ﷺ نے اسامہ ؓ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور چلے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچے اور وہاں مغرب اور عشاء ایک اذان اور (ایک اقامت سے پڑھائی البتہ جو حضرات مغرب کی نماز کے بعد سامان وغیرہ اتارنے میں لگے انہوں نے عشاء کے لئے دوبارہ اقامت کہی۔ اس طرح سے انہوں نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور) دو اقامتوں سے پڑھی اور ان کے درمیان کوئی سنت یا نفل نماز نہیں پڑھی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَجَّ عَبْدُ اللهِ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِيْنَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ رَجُلاً فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى ثُمَّ أَمَرَ أُرٰى (رَجُلاً) فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ (بخاری)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے حج کیا تو (عرفات سے) ہم عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے لگ بھگ مزدلفہ پہنچے۔ وہاں پہنچ کر حضرت ابن مسعود ؓ نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اذان کہی اور اقامت کہی پھر حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور فرضوں کے بعد مغرب کی دو سنتیں پڑھیں پھر کھانا منگوایا اور وہ کھایا۔ اس کے بعد پھر (دونوں نمازوں میں فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے) آدمی کو حکم دیا تو اس نے (عشاء کی نماز کے لئے علیحدہ) اذان اور اقامت کہی اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے عشاء کی دو رکعت (نماز قصر) پڑھائی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَّإِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَحْدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ (مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ کر آپ ﷺ نے فجر کے طلوع ہونے تک آرام فرمایا۔ پھر جب صبح کی سفیدی ظاہر ہوگئی تو اذان اور اقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے اور (مزدلفہ کی خاص جگہ) مشعر حرام پر آئے اور قبلہ رخ ہوئے اور اللہ

www.askfatwa.com

تعالیٰ سے دعا کی اور اسی کی تکبیر و تہلیل کہی اور آپ خوب روشنی ہونے تک وقوف کرتے رہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ ...... فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهَا صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَاتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ بَزَغَ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهٗ (بخاری)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا (ہم آپ کے ساتھ تھے) جب فجر طلوع ہوئی تو فرمایا کہ نبی ﷺ اس وقت میں نماز نہیں پڑھتے تھے مگر صرف اس دن میں اس جگہ میں صرف یہ (فجر کی) نماز۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مزید) فرمایا یہ دو نمازیں ہیں جو اپنے وقت سے ہٹ کر پڑھی جاتی ہیں۔ (ایک) مغرب کی نماز جو لوگوں کے مزدلفہ آنے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور (دوسری) فجر کی نماز کہ وہ (مزدلفہ میں) فجر طلوع ہوتے ہی پڑھی جاتی ہے اور کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا تھا۔

بہتر ہے کہ کنکریاں مزدلفہ سے اکٹھی کرے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ (وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ) الْقِطْ لِيْ فَلَقَطْتُّ لَهٗ حَصَيَاتٍ مِنْ حَصَى الْخَذْفِ فَقَالَ بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ (احمد و نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مزدلفہ کی صبح کو (منہ اندھیرے) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لئے کنکریاں اٹھا لو۔ تو میں نے آپ کے لئے انگلیوں کے سرے سے پھینکنے والی کنکریوں کی طرح کی کنکریاں اٹھائیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اسی طرح کی کنکریاں (مارو) اور دین میں غلو کرنے سے بچو (کہ کہیں بہت موٹی کنکریاں اور پتھر ہی لے کر مارنا شروع کردو)۔

مزدلفہ سے روانگی اور جمرہ عقبہ پر آمد

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ حَتّٰى أَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطٰى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خوب روشنی ہونے تک (مزدلفہ میں) وقوف کیا پھر سورج طلوع ہونے سے کچھ پہلے فضل بن عباس کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر (منیٰ کی طرف) چلے یہاں تک کہ (مزدلفہ اور منی کے درمیان) آپ وادی محسر میں پہنچے (جہاں ابرہہ کے ہاتھی عاجز ہو کر رہ گئے تھے) یہاں (سے جلد نکلنے کیلئے) آپ نے سواری کو کچھ تیز کیا (یہاں تک کہ اس سے نکل گئے) پھر

www.askfatwa.com

(جس راستے سے عرفات گئے تھے اس کو چھوڑ کر) درمیانی رستہ پر چلے جو بڑے جمرہ (یعنی جمرہ عقبہ) پر نکلتا ہے۔

کمزور افراد طلوع فجر کے بعد اندھیرے میں مزدلفہ کے وقوف کے بغیر منیٰ جا سکتے ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ أَنْ يَّقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَّدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمَ رَامُوا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ أَرْخَصَ فِيْ أُولٰئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے خاندان کے کمزور افراد کو پہلے ہی منیٰ بھیج دیتے تھے۔ وہ کمزور لوگ رات کے وقت مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس وقوف کرتے اور جتنا ہو سکتا اللہ عز وجل کا ذکر کرتے (اور اس سے دعا کرتے) پھر امام کے وقوف کے کرنے اور چلنے سے پہلے واپس منیٰ پہنچ جاتے۔ تو ان میں سے کچھ تو منیٰ پہنچ کر فجر کی نماز پڑھتے اور کچھ اس کے بعد پہنچتے۔ پھر جب (سب) آ جاتے تو جمرہ (عقبہ) کی رمی کرتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کمزوروں کو (مزدلفہ سے امام سے پہلے لوٹنے کی) رخصت عطا فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَدِّمُ ضُعَفَاءَ أَهْلِهِ بِغَلَسٍ وَيَأْمُرُهُمْ يَعْنِيْ لَا يَرْمُوْنَ الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے خاندان کے کمزوروں کو منہ اندھیرے (منیٰ کی طرف) بھیج دیتے اور ان کو حکم دیتے کہ وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ (عقبہ) کی رمی نہ کریں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ أَهْلِهِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں (اس وقت چھوٹی عمر کا تھا تو) ان لوگوں میں سے تھا جن کو رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ سے رات میں (مراد ہے فجر طلوع ہونے کے بعد منہ اندھیرے میں کیونکہ کوئی چار حدیثیں پہلے یہ بات گذری ہے کہ صبح صبح منہ اندھیرے میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے کنکریاں چننے کو کہا تھا اور) اپنے خاندان کے کمزوروں (مثلاً عورتوں اور بچوں) کے ساتھ پہلے ہی (منیٰ) بھیج دیا تھا۔

منیٰ واپس آنے پر حج کے احکام

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ

مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَا ثًا وَّسِتِّيْنَ بَدَنَةً بِيَدِهٖ ثُمَّ أَعْطٰى عَلِيًّا فَنَحَرَمَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهٗ فِىْ هَدْيِهٖ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِىْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے چلے) یہاں تک کہ آپ جمرہ (عقبہ) پر آئے جو (اس وقت) ایک درخت کے پاس تھا اور اس جمرہ کو وادی کے نشیبی جانب سے ایسی سات کنکریاں ماریں جو انگلیوں کے سروں سے پکڑ کر مارے جانے والی (چنے کے دانے کے برابر) کنکریوں کی مانند تھیں اور ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہی۔ پھر آپ ﷺ قربان گاہ گئے اور وہاں آپ نے اپنے ہاتھوں سے تریسٹھ اونٹوں کا نحر کیا اور (سو میں سے) باقی (سینتیس) اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے جوانہوں نے نحر کئے اور (اس طرح سے) ان کو اپنی ہدی میں شریک کیا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا جائے۔ وہ لے کر ایک دیگ میں ڈالے گئے اور پکائے گئے۔ پھر آپ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دیگ کا گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔

جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کا مستحب مقام

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهٗ حَجَّ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ (مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ) وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَّسَارِهٖ وَمِنٰى عَنْ يَّمِيْنِهٖ (مسلم)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (وادی کے نشیب میں کھڑے ہو کر) بیت اللہ کو اپنے بائیں جانب کیا اور منیٰ کو دائیں طرف کیا اور جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔

جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد رکنا نہیں ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب جمرہ عقبہ کی رمی کرتے تو اس کو سات کنکریاں مارتے (اور) ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے پھر (وہاں سے فوراً) پلٹتے اور جمرہ کے پاس کھڑے نہ رہتے۔

بال منڈوانا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى مِنٰى فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتٰى مَنْزِلَهٗ بِمِنًى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَأَشَارَ إِلٰى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيْهِ النَّاسَ

www.askfatwa.com

(مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مزدلفہ سے) منیٰ آئے تو (پہلے) جمرہ (عقبہ) پر آئے اور اس کی رمی کی پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر آئے اور اونٹوں کا نحر کیا پھر سر مونڈ نے والے (جو اس موقع پر معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے ان) سے فرمایا کہ لو (میرا سر مونڈ دو) اور اپنے (سر کے) دائیں جانب اشارہ کیا پھر بائیں جانب (اشارہ) کیا پھر (بال کٹنے پر) لوگوں کو اپنے بال (مبارک) دینے لگے (اور حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیئے اور پاس موجود لوگوں میں ایک ایک دو دو کر کے اپنے بال تقسیم کیے)۔

بال کترانے کے مقابلے میں بال مونڈوانا افضل ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ سر مونڈوانے والوں کو بخش دیجئے۔ لوگوں نے کہا (اے اللہ کے رسول یہ بھی فرما دیجئے کہ) اور بال کترانے والوں کو بھی (بخش دیجئے) آپ ﷺ نے (پھر) کہا اے اللہ سر مونڈوانے والوں کو بخش دیجئے۔ لوگوں نے (پھر درخواست کی اور) کہا (یہ بھی فرما دیجئے کہ) اور بال کترانے والوں کو بھی (بخش دیجئے) آپ ﷺ نے وہی دعا تین مرتبہ کہی پھر (اس کے بعد) فرمایا اور بال کترانے والوں کو بھی (بخش دیجئے)

حجۃ الوداع کے موقع پر بعض صحابہ نے بال کتروائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَّقَ رَاسَهٗ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بہت سے لوگوں نے بال مونڈوائے اور بعض حضرات نے بال کتروائے۔

ایک عمرہ کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بال کتروائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ لِیْ مُعَاوِیَةُ اِنِّیْ قَصَّرْتُ مِنْ رَاسِ النَّبِیِّ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جب ایک مرتبہ نبی ﷺ عمرہ کر کے فارغ ہوئے تو) میں نے مروہ کے پاس نیزے کے پھل سے آپ ﷺ کے بال کترے تھے۔

عورتوں کو سر کے بال مونڈوانا جائز نہیں

عَنۡ عَلِيٍّ وَّعَائِشَةَ قَالَا نَهٰى رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ أَنۡ تُحَلِّقَ الۡمَرۡأَةُ رَاسَهَا (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا کہ عورت اپنا سر مونڈوائے۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ لَيۡسَ عَلَى النِّسَاءِ الۡحَلۡقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقۡصِيۡرُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کو سر نہیں مونڈوانا بلکہ ان کو (صرف) بال کتروانے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک رمی، ذبح اور حلق کی ترتیب کے خلاف کرنے سے دم واجب ہونے کی دلیل

عَنۡ إِبۡرَاهِيۡمَ قَالَ مَنۡ حَلَقَ قَبۡلَ أَنۡ يَّذۡبَحَ أَهۡرَقَ دَمًا فَقَرَأَ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡهَدۡيُ مَحِلَّهٗ (ابن ابی شیبہ)

(بڑے تابعی) حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا جس نے ذبح سے پہلے سر مونڈوایا یا بال کٹوائے تو وہ ایک دم دے اور اس کی دلیل کے طور پر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡهَدۡيُ مَحِلَّهٗ (سورہ بقرہ: 196 یعنی پھر اگر کسی دشمن کی جانب سے یا کسی مرض کے سبب سے حج وعمرہ کے پورا کرنے سے روک دیئے جاؤ تو اس حالت میں یہ حکم ہے کہ قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو حرم میں پہنچا کر ذبح کرو اور احرام کھولنے کے لئے) اپنے سروں کو اس وقت تک نہ مونڈواؤ جب تک قربانی کا جانور حرم پہنچ کر ذبح نہ ہو جائے۔

فائدہ: اگرچہ آیت کا یہ حکم کہ قربانی کا جانور جب تک حرم میں پہنچ کر ذبح نہ ہو جائے اس وقت تک سر نہ مونڈواؤ بظاہر اس شخص کے لئے ہے جو حج وعمرہ پورا کرنے سے روک دیا گیا ہو لیکن حج پورا کرنے والے کے لئے بھی یہی حکم قیاس کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوے سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنۡ قَدَّمَ شَيۡئًا مِنۡ حَجِّهٖ أَوۡ أَخَّرَهٗ فَلۡيُهۡرِقۡ لِذٰلِكَ دَمًا (ابن ابی شیبہ و طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے اپنے حج کا کوئی فعل مقدم کیا یا موخر کیا تو وہ اس پر دم دے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا یہ فتویٰ ان کی روایت کردہ اس حدیث کے باوجود ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّاخِيرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ذبح حلق اور رمی اور (ان میں) تقدیم و تاخیر کے بارے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (ان کی تقدیم و تاخیر میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے نزدیک حرج سے مراد گناہ ہے اور بھول چوک یا ابتدائے اسلام کی لاعلمی کی وجہ سے تقدیم و تاخیر میں گناہ تو نہیں البتہ دم دینا ہوگا۔ جن صحابہ ؓ سے تقدیم و تاخیر ہوئی انہوں نے دم دیا تھا یا نہیں اس کے بارے میں کوئی صراحت نہیں ملتی، ہو سکتا ہے انہوں نے دم دیا ہو اور ہو سکتا ہے شروع شروع کی وجہ سے دم بھی معاف کر دیا گیا ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتٰى عَلٰى بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُوْنَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوْا بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوْهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں (نحر اور حلق کے بعد) پھر رسول اللہ ﷺ (اپنی سواری پر) سوار ہوئے اور تیزی سے بیت اللہ کی طرف لوٹے (اور زوال سے پہلے طواف زیارت کو ادا کیا) اور مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ ﷺ عبدالمطلب کے خاندان والوں کے پاس آئے جو (لوگوں کو) زمزم (کا پانی نکال نکال کر) پلا رہے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا اے بنو عبدالمطلب تم ہی پانی نکالو۔ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ (میں نے پانی کھینچا تو میری اتباع کی وجہ سے اور لوگ بھی پانی کھینچنا چاہیں گے اور اس طرح دوسرے) لوگ تمہارے پانی پلانے میں تم پر غالب آ جائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا۔ پھر بنو عبدالمطلب نے پانی (نکال کر) آپ کو ایک ڈول پیش کیا اور آپ نے اس ڈول میں سے (کھڑے کھڑے) پانی پیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ آخِرِ يَوْمٍ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مِنٰى فَمَكَثَ بِهَا لَيَالِيَ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَرْمِى الْجَمْرَةَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ...... (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ طواف زیارت سے ظہر کا وقت (قریب) ہونے پر فارغ ہوئے پھر (ظہر کی نماز پڑھ کر) آپ منیٰ کو واپس ہوئے اور ایام تشریق وہیں گذارے اور سورج کا زوال ہونے پر آپ جمرات کی رمی کرتے۔

عذر کی وجہ سے رات مکہ مکرمہ میں گذارنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ اِسْتَاذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنٰى لِأَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَأَذِنَ لَهٗ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ لوگوں کو زمزم پلانے کی وجہ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزار لیں تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

عَنْ عَاصِمٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ (ابو داؤد)

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں والوں کو رخصت دی کہ وہ (ایام تشریق کی) راتیں منیٰ کے علاوہ (کہیں اور مثلاً مکہ) میں گذار لیں۔

ایام تشریق میں رمی جمرات

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَمَى الْجَمَرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحٰى ثُمَّ لَمْ يَرْمِ فِيْ سَائِرِ الْأَيَّامِ حَتّٰى زَالَتِ الشَّمْسُ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دسویں ذوالحجہ کو جمرہ (عقبہ) کی رمی چاشت کے وقت کی پھر باقی ایام میں سورج کے زوال سے پہلے رمی نہیں کی۔

عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمِي الْجَمَرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ إِثْرِ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمَرَةَ الْوُسْطٰى كَذٰلِكَ فَيَاخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِيْ الجَمَرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَلَا يَقِفُ وَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهٗ (بخاری).

سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (مسجد خیف سے) قریب کے جمرہ کی سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔ پھر وہ آگے بڑھ کر نشیب میں آجاتے اور قبلہ رخ ہو کر بہت طویل قیام کرتے جس میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ پھر وسطی جمرہ کی بھی اسی طرح رمی کرتے اور بائیں طرف ہو کر نشیب میں آتے اور قبلہ رخ ہو کر طویل قیام کرتے جس میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ پھر بطن وادی سے جمرہ عقبہ کی رمی کرتے اور (وہاں) نہ ٹھہرتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

عَنْ عَدِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَّرْمُوْا يَوْمًا وَيَدَعُوْا يَوْمًا (ابو داؤد)

www.askfatwa.com

حضرت عدی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں والوں کو رخصت دی کہ وہ ایک دن (یعنی دسویں ذوالحجہ کو) رمی کرلیں اور ایک دن (یعنی گیارہویں کی) رمی کو ترک کر دیں (پھر بارہویں کو اس دن کی اور گذشتہ دن دونوں کی رمی کرلیں)۔

منیٰ سے مکہ مکرمہ کو واپسی

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمُرَ ...... فَأَمَرَ مُنَادِيًا يُنَادِيْ فَنَادٰى ...... أَيَّامُ مِنٰى ثَلَاثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ (مسلم)

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر ﷺ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک پکارنے والے کو پکارنے کا حکم دیا تو اس نے یہ پکار لگائی (کہ) منیٰ کے ایام تین ہیں تو جس نے دو دنوں میں جلدی کی (اور بارہویں کو مکہ مکرمہ واپس چلا گیا) تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور جس نے واپسی کو (ایک دن) موخر کیا تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں ہے۔

منیٰ سے مکہ مکرمہ کو واپسی میں محصب میں پڑاؤ کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْأَبْطَحَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر ﷺ اور عمر ﷺ یہ سب ابطح (یعنی وادی محصب) میں پڑاؤ کرتے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ (بخاری)

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محصب میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور (پھر) کچھ دیر سوئے پھر سوار ہو کر بیت اللہ گئے اور اس کا طواف کیا۔

طواف وداع

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَّكُوْنَ آخِرَ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ عباس ﷺ کہتے ہیں لوگوں کو حکم دیا گیا کہ (مکہ مکرمہ میں) ان کا آخری کام بیت اللہ کا (طواف) ہونا چاہئے البتہ حائضہ عورت سے اس حکم کو ہٹا دیا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ قَالَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ ؟ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ قَالَ فَلْتَنْفِرْ إِذَنْ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ طواف زیارت کرنے کے بعد (ام المومنین) حضرت صفیہ بنت حیی کو حیض شروع ہو گئے کہتی ہیں میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا اب ہمیں ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا (کہ وہ طواف زیارت کریں پھر ہم یہاں سے مدینہ کو روانہ ہوں) میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ طواف زیارت کر چکی ہیں اس کے بعد ان کو حیض شروع ہوئے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا (خیر پھر کوئی بات نہیں) وہ اب (ہمارے ساتھ) واپس چلیں (طواف وداع کرنا ان پر واجب نہیں)۔

واپسی میں اپنے ساتھ زمزم لے جانا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَحْمِلُهُ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے ساتھ زمزم کا پانی (مدینہ منورہ) لے جاتی تھیں اور بتاتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی زمزم کا پانی (مدینہ) لے جاتے تھے۔

www.askfatwa.com

باب: 55

حج سے متعلق عورتوں کے مسائل

عورت کیلئے محرم یا شوہر کے بغیر حج کا سفر جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَۃُ اِلَّا مَعَ ذِیْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ ...... فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَخْرُجَ فِیْ جَیْشِ کَذَا وَکَذَا وَامْرَأَتِیْ تُرِیْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اُخْرُجْ مَعَهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت (اپنے) ذی رحم محرم (یا شوہر) کے بغیر سفر نہ کرے...... ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول میں (جہاد کیلئے) فلاں فلاں لشکر میں نکلنا چاہتا ہوں جبکہ میری بیوی (اپنے فرض) حج کے لئے جانا چاہتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (وہ محرم یا شوہر کے بغیر سفر نہ کرے اور) تم (جہاد پر جانے کے بجائے) اس کے ساتھ جاؤ۔

عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ اَذِنَ عُمَرُ لِاَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ (بخاری).

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابراہیم کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو آخری حج کیا اس میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج کو بھی حج پر چلنے کو کہا اور (ان کے امور کی نگرانی کے لئے) ان کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو بھیجا۔ (اور اگرچہ ان سے بھی حجاب کا حکم تھا لیکن چونکہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کو قرآن پاک میں امہات المومنین کہا گیا ہے اور کسی امتی کا ان سے نکاح کرنا ممنوع ہے اس لئے وہ ازواج مطہرات کے محرم تھے اور اس طرح سے ان کا سفر بغیر محرم کے نہیں ہوا)۔

عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَۃٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فَرِیْضَةَ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّسْتَوِیَ عَلٰی

www.askfatwa.com

الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِیْ عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حجتہ الوداع کے موقع پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت (آپ کے پاس) آئی اور کہا اے اللہ کے رسول حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا جو فرض اس کے بندوں کے ذمہ ہے وہ میرے والد پر ایسی حالت میں آیا ہے کہ وہ انتہائی بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کرلوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

عورت کا عورت کی طرف سے حج

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّیْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ حُجِّیْ عَنْهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے وفات پا گئی ہیں تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) تم ان کی طرف سے حج کرلو۔

عورت کا احرام

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ إِحْرَامٌ إِلَّا فِیْ وَجْهِهَا (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت پر احرام نہیں ہے لہٰذا وہ کپڑے اتار کر جسم کا کوئی حصہ نہ کھولے) سوائے اس کے چہرے میں (کہ اس کو کپڑا نہ لگنے دے)۔

غیر محرموں سے چہرے کو چھپانا بھی ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حَاذَوْنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَاسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں (سفر میں) تھیں اور قافلے ہمارے پاس سے گذرتے تھے۔تو جب قافلے والے ہمارے سامنے آتے تھے تو ہم میں سے (ہر) ایک اپنی چادر کو اپنے سر سے اپنے چہرے پر (چہرہ سے کچھ دور رکھ کر) لٹکا لیتی تھی۔ (تاکہ ان کے سامنے ہمارا چہرہ نہ کھلے) پھر جب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم (کسی کا سامنا نہ ہونے کی وجہ سے) اپنے چہرے کھول لیتیں۔

عورت رمل نہ کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ رَمَلٌ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں پر نہ تو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے رمل ہے اور نہ

صفا و مروہ کے درمیان (سعی کرتے ہوئے سبز ستونوں کے درمیان) دوڑنا ہے۔

عورت تلبیہ کے لئے آواز بلند نہ کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِيَةِ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا عورت تلبیہ کہنے میں اپنی آواز بلند نہ کرے (بلکہ آہستہ آواز سے کہے)۔

عورتوں کیلئے طواف کا علیحدہ وقت نہ رکھا جائے

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ إِذْ مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَيْفَ يَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ بَعْدَ الْحِجَابِ أَوْقَبْلُ قَالَ إِىْ لَعَمْرِىْ لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوْفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ اِنْطَلِقِىْ نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اِنْطَلِقِىْ عَنْكِ وَأَبَتْ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلٰكِنَّهُنَّ إِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حِيْنَ يَدْخُلْنَ وَأُخْرِجَ الرِّجَالُ (بخاری)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں جب (خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے مقرر کئے ہوئے امیر حج ہشام بن عبدالملک کے ماموں) ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے روک دیا تو عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا کہ (یہ) ابن ہشام عورتوں کو کیسے روکتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج نے مردوں کے ساتھ طواف کیا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیا انہوں نے ایسا حجاب کا حکم آنے کے بعد کیا تھا یا پہلے کیا تھا۔ عطاء نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں نے تو حجاب کا حکم آنے کے بعد (ہی) ایسا کرتے پایا۔ میں نے پوچھا کہ وہ مردوں کے ساتھ کیسے ملی جلی ہوتی تھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ مردوں کے ساتھ مل جل کر نہیں چلتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے علیحدہ ایک کنارے میں ہو کر طواف کرتی تھیں ان کے ساتھ مل جل کر نہیں کرتی تھیں۔ (اسی طرح) ایک عورت نے (غالباً یہ دیکھ کر کہ مردوں کا ہجوم کم ہے ان سے) کہا اے ام المومنین چلئے ہم مل کر حجر اسود کو بوسہ دے آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فرمایا کہ تم خود ہی چلی جاؤ اور خود جانے سے انکار کر دیا (کہ اس میں مردوں کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ ہے) اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج جب بیت اللہ میں داخل ہوتی تھیں تو داخلہ کے وقت ٹھہر جاتی تھیں یہاں تک کہ مردوں کو باہر نکال دیا جاتا تھا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنِّىْ أَشْتَكِىْ فَقَالَ

طُوْفِی مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ (بخاری)

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا کہ تم سوار ہو کر لوگوں کے پرے پرے طواف کرلو تو میں نے لوگوں کے پرے پرے طواف کیا۔

عورت بال کتروائے سر نہ منڈائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں پر سر منڈانا نہیں ہے عورتوں پر تو صرف بال کترانا ہے۔

حائضہ عورت بیت اللہ کے طواف کے علاوہ تمام افعال حج وقت پر ادا کرے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا لَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفٍ حِضْتُ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِيْ فَقَالَ مَالَكِ أَ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے چلے۔ جب ہم سرف (نامی مقام پر) پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گئے (مجھے یہ ڈر ہوا کہ اس وجہ سے کہیں میرا حج نہ رہ جائے اس لئے مجھے رونا آیا) رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا (پھر خود ہی اندازہ کر کے) کہا تمہیں حیض آ گیا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں (یعنی عورتوں) پر مقرر فرمائی ہے (تو دل چھوٹا نہ کرو) جیسے حاجی کرتے ہیں تم بھی کرتی رہو البتہ پاک ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

تمتع کرنے والی عورت کو جب عمرہ کے طواف سے پہلے حیض آ جائیں اور اسی دوران حج آ جائے تو عمرہ کا احرام چھوڑ دے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ...... فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ انْقُضِيْ رَاسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَ أَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِيَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِكِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ہم نے عمرہ کا احرام باندھا...... میں مکہ (مکرمہ) پہنچی تو حیض شروع ہو چکے تھے اور میں نے (عمرہ کے لئے) بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا تھا اور صفا و مروہ کی سعی بھی نہ کی تھی (کیونکہ وہ تو طواف کے بعد ہوتی ہے۔ جب حج کا وقت آیا) تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تم (عمرہ کا احرام چھوڑ دو اور اس کے لئے) اپنے سر کے بال کھول لو اور کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ کو ترک کر دو۔ کہتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم بھیجا (اور میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (لو) یہ عمرہ تمہارے اس عمرہ کی جگہ ہوگیا۔

www.askfatwa.com

باب: 56

بچے کے حج کے مسائل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَقِیَ رَکْباً بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا الْمُسْلِمُوْنَ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَعَتْ إِلَیْهِ امْرَأَةٌ صَبِیًّا فَقَالَتْ أَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَکِ أَجْرٌ (احمد و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مقام روحاء میں ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی تو پوچھا تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں (اور آپ بتائیں کہ) آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (میں) اللہ کا رسول ہوں۔ (یہ سنتے ہی) ایک عورت نے اپنا بچہ آپ کے سامنے کیا اور پوچھا کہ کیا اس کا حج ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور تمہیں اس کا اجر ملے گا۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ حُجَّ بِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِیْنَ (بخاری)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سات سال کا تھا جب (اپنے والدین کے ساتھ) مجھے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَنَا النِّسَاءُ وَالصِّبْیَانُ فَلَبَّیْنَا عَنِ الصِّبْیَانِ وَرَمَیْنَا عَنْهُمْ (احمد).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے اور ہم نے بچوں کی طرف سے تلبیہ بھی کہا اور ان کی طرف سے رمی بھی کی۔

باب:57

حجر اسود

عَنْ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِلرُّكْنِ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ فَاسْتَلَمَهٗ (بخاری)

اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جب حجر اسود کا استلام کرنے لگے تو انہوں) نے اس سے فرمایا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو (بذات خود) نہ نقصان دیتا ہے اور نہ فائدہ دیتا ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا استلام کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تیرا استلام نہ کرتا پھر آپ نے اس کا استلام کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود جنت سے اس حال میں اترا تھا کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا پھر انسانوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِهٰذَا الْحَجَرِ لِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ يَشْهَدَانِ لِمَنْ اِسْتَلَمَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَقِّهٖ (ابن خزیمہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ (اس) حجر اسود کے لئے (قیامت کے دن) ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے جو قیامت کے دن (ہر) اس شخص کے لئے گواہی دیں گے جس نے حق کے ساتھ اس کا استلام کیا ہوگا۔

www.askfatwa.com

باب: 58

احصار

احصار کے اسباب

1- بیماری وغیرہ

عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ أَوْمَرِضَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ (ابوداؤد)

حضرت حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہو یا کسی سبب سے اسے لنگڑاہٹ ہوگئی ہو یا مرض ہوگیا تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ حلال ہو جائے اور اس کے ذمہ ہوگا کہ وہ آئندہ سال حج کی قضا کرے۔

2- دشمن حج وعمرہ کیلئے جانے سے روک دے

6ھ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرہ کے لئے احرام باندھ کر چلے لیکن مشرکین مکہ نے ان کو مقام حدیبیہ پر روک دیا اور مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ پھر مسلمانوں اور مشرکوں میں یہ طے پایا کہ مسلمان آئندہ سال آکر عمرہ کریں۔

3- مخالف اجازت نہ دیں

عَنْ مَيْمُوْنَ بْنِ مَهْرَانَ قَالَ خَرَجْتُ مُعْتَمِرًا عَامَ حَاصَرَ أَهْلُ الشَّامِ ابْنَ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَبَعَثَ مَعِيْ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِيْ بِهَدْيٍ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا أَهْلَ الشَّامِ مَنَعُوْنَا أَنْ نَدْخُلَ الْحَرَمَ فَنَحَرْتُ الْهَدْيَ مَكَانِيْ ثُمَّ أَحْلَلْتُ ...... (ابوداؤد)

میمون بن مہران رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس سال اہل شام (یعنی حجاج اور اس کے لشکر) نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا مکہ (مکرمہ) میں محاصرہ کیا میں عمرہ کی غرض سے نکلا۔ میری قوم کے کچھ لوگوں نے میرے ساتھ ہدی کے جانور بھی کردیئے۔ جب ہم شامی فوج تک پہنچے تو انہوں نے ہمیں حرم میں داخل

www.askfatwa.com

ہونے سے روک دیا۔ اس پر میں نے اپنی جگہ پر ہدی ذبح کی اور حلال ہوگیا۔ (پھر بعد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس کو احصار سمجھ کر احصار کا حکم بتایا)۔

حج پر جانے والے کا احصار زائل ہوجائے تو اگر وہ عمرہ کر سکے تو عمرہ کر کے حلال ہو

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوۡلُ أَلَيۡسَ حَسۡبُكُمۡ سُنَّةُ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ إِنۡ حُبِسَ أَحَدُكُمۡ عَنِ الۡحَجِّ طَافَ بِالۡبَيۡتِ وَبِالصَّفَا وَالۡمَرۡوَةِ ثُمَّ يَحِلُّ مِنۡ كُلِّ شَيۡئٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهۡدِيُ أَوۡ يَصُوۡمُ إِنۡ لَمۡ يَجِدۡ هَدۡيًا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کیا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص حج سے روک دیا جائے (اور احصار زائل ہونے کے بعد عمرہ کے لئے جانا ممکن ہو) تو وہ (مکہ مکرمہ پہنچ کر) بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کی سعی کرے پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے اور اگلے سال حج کرے اور اگر ہدی ہو تو اس کو ذبح کرے اور اگر وہ ہدی نہ پائے تو (دس) روزے رکھ لے۔

اگر عمرہ پر قادر نہ ہو اور ہدی کے جانور حرم میں بھیج سکے تو وہاں بھیج کر ذبح کروائے

عَنۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ يَزِيۡدَ قَالَ أَهَلَّ رَجُلٌ مِنَ النَّخَعِ بِعُمۡرَةٍ يُقَالُ لَهٗ عُمَيۡرُ بۡنُ سَعِيۡدٍ فَلُدِغَ فَبَيۡنَا هُوَ صَرِيۡعٌ فِي الطَّرِيۡقِ إِذۡ طَلَعَ عَلَيۡهِمۡ رَكۡبٌ فِيۡهِمُ ابۡنُ مَسۡعُوۡدٍ رضی اللہ عنہ فَسَأَلُوۡهُ فَقَالَ ابۡعَثُوۡا بِالۡهَدۡيِ وَاجۡعَلُوۡا بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهٗ يَوۡمًا أَمَارَةً فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَلۡيَحِلَّ ...... وَعَلَيۡهِ الۡعُمۡرَةُ مِنۡ قَابِلٍ (طحاوی)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں قبیلہ نخع کے عمیر بن سعید نامی ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھا۔ راستہ میں اس کو کسی جانور نے ڈس لیا (جس کی وجہ سے اس کی حالت ایسی ہوگئی کہ وہ سفر جاری رکھنے کے قابل نہ رہا) اس دوران کہ وہ رستہ میں پڑا تھا کہ وہاں سے ایک قافلہ کا گذر ہوا جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ اس شخص کے ساتھیوں نے اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تم اس کی ہدی (حرم کی طرف) لے جاؤ اور اپنے اور اس شخص کے مابین ایک دن علامت کا متعین کرلو۔ جب وہ دن آجائے (کہ تم نے اس دن میں ہدی ذبح کردی ہو) تو یہ شخص حلال ہوجائے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے۔

اگر جانور حرم میں نہ بھیج سکے تو اپنی جگہ پر ان کو ذبح کرے اور حلال ہوجائے

عَنِ الۡمِسۡوَرِ وَمَرۡوَانَ ...... أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا فَرَغَ مِنۡ قَضِيَّةِ الۡكِتَابِ قَالَ لِأَصۡحَابِهٖ قُوۡمُوۡا فَانۡحَرُوۡا ثُمَّ احۡلِقُوۡا (بخاری)

www.askfatwa.com

حضرت مسور اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر جب مشرکین نے مسلمانوں کو عمرہ کے لئے جانے سے روک دیا اور طے پایا کہ مسلمان اس سال واپس لوٹ جائیں اور آئندہ سال عمرہ کے لئے آئیں) جب معاہدہ کی تحریر سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ کھڑے ہو اور (یہیں) جانور ذبح کرو اور سر منڈوالو (پھر رسول اللہ ﷺ نے خود بھی ایسے ہی کیا اور آپ کی اتباع میں صحابہ نے بھی ایسا ہی کیا)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَإِذَا كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَبْعَثَ وَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر محصر کے ساتھ ہدی ہو اور وہ اس کو حرم بھیجنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اپنی جگہ پر ہی اس کو ذبح کرے اور اگر وہ اس کو حرم بھجوانے کی قدرت رکھتا ہو تو جب تک ہدی اپنے محل (یعنی حرم) میں پہنچ کر ذبح نہ ہو جائے محصر حلال نہیں ہوگا۔

عَنْ مَيْمُوْنَ بْنِ مَهْرَانَ قَالَ...... فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلٰى أَهْلِ الشَّامِ مَنَعُوْنَا أَنْ نَدْخُلَ الْحَرَمَ فَنَحَرْتُ الْهَدْيَ مَكَانِيْ ثُمَّ أَحْلَلْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ خَرَجْتُ لِأَقْضِيَ عُمْرَتِيْ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَبْدِلِ الْهَدْيَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُبْدِلُوا الْهَدْيَ الَّذِيْ نَحَرُوْا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ (ابوداؤد)

میمون بن مہران رحمہ اللہ کہتے ہیں (میں عمرہ کا احرام باندھ کر نکلا) جب ہم شامی لشکر کے پاس پہنچے (جس نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا) تو اس نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا۔ کہتے ہیں میں نے اسی جگہ ہدی کے جانور ذبح کئے (جو لوگوں نے میرے ساتھ کر دیئے تھے) پھر حلال ہوگیا اور گھر واپس لوٹ آیا۔ اگلے سال میں اپنے عمرہ کی قضا کے لئے نکلا (اور عمرہ پورا کر کے) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا (اور ان سے سارا قصہ ذکر کیا) تو انہوں نے فرمایا اس ہدی کا بدل حرم میں ذبح کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ انہوں نے حدیبیہ کے موقع پر ہدی کے جو جانور (حرم کے باہر) ذبح کئے تھے عمرہ قضا میں ان کا بدل حرم میں ذبح کریں۔

باب: 59

ممنوعات کا ارتکاب

کسی عذر کی وجہ سے سر منڈانا

عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ قَالَ وَقَفَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْحُدَیْبِیَۃِ وَرَاسِیْ یَتَھَافَتُ قُمَّلًا فَقَالَ یُؤْذِیْکَ ھَوَامُّکَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاسَکَ اَوْ احْلِقْ قَالَ فِیَّ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْآیَۃُ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْبِہٖ اَذًی مِّنْ رَاسِہٖ اِلٰی آخِرِھَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ صُمْ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ اَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَیْنَ سِتَّۃٍ اَوْنَسِّکْ مِمَّا تَیَسَّرَ (بخاری)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس کھڑے ہوئے جبکہ میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف دے رہی ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تم اپنا سر منڈاو۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے ہی (جیسوں) کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی **فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْ بِہٖ اَذًی مِنْ رَاسِہٖ فَفِدْیَۃٌ مِنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ نُسُکٍ** (پھر جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو بدلہ دے روزے سے یا صدقہ سے یا قربانی سے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا تو تین دن کے روزے رکھ لو یا تین صاع (لگ بھگ ساڑھے دس کلو) گندم چھ مسکینوں میں صدقہ کر دو یا جو قربانی میسر ہو وہ ذبح کر دو۔

جو عرفات میں وقوف سے پہلے جماع کر لے

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ نُعَیْمٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ جُذَامٍ جَامَعَ امْرَاَتَہٗ وَھُمَا مُحْرِمَانِ فَسَاَلَا النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اِقْضِیَا نُسُکَکُمَا وَاھْدِیَا ھَدْیًا (مراسیل ابی داؤد)

حضرت زید بن نعیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جذام قبیلہ کے ایک شخص نے اپنی بیوی سے جماع کیا جبکہ دونوں (میاں بیوی) نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا۔ ان دونوں نے نبی ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آپ نے فرمایا تم دونوں (اس) حج کے افعال پورے کرو اور (اگلے سال حج کی قضا کرو) اور (اس حج کو

فاسد کرنے پر) تم دونوں ایک ایک دم بھی دو۔

مَالِکٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ وَعَلِيًّا وَأَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلُوْا عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ اَهْلَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِالْحَجِّ فَقَالُوْا يَنْفُذَانِ بِوُجُوْهِهِمَا حَتّٰى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ثُمَّ عَلَيْهِمَا الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ وَالْهَدْیُ (موطا مالک)

امام مالک رحمہ اللہ تک یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان تینوں سے ایسے شخص کا حکم پوچھا گیا جو حالت احرام میں (وقوف عرفات سے پہلے) اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ دونوں اپنے حج کے افعال آخر تک پورے کریں پھر ان کے ذمہ آئندہ سال حج (کی قضا) ہے اور (دونوں پر علیحدہ علیحدہ) ہدی ہے۔

وقوف عرفات کے بعد حلق یا طواف زیارت سے پہلے جماع کرنا

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ قَضَى الْمَنَاسِکَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَزُرْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهٖ قَالَ عَلَيْهِ بَدَنَةٌ (ابن ابی شیبه)

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا (کہ اس کا کیا حکم ہے) جس نے حج کے تمام افعال پورے کر لئے سوائے بیت اللہ کے طواف زیارت کے (کہ وہ ابھی تک نہیں کیا) اور اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس پر بدنہ (یعنی گائے یا اونٹ) ذبح کرنا لازم ہے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا جَامَعَ بَعْدَ مَا يُفِيْضُ مِنْ عَرَفَاتٍ فَعَلَيْهِ بَدَنَةٌ وَيَقْضِیُ مَا بَقِیَ مِنْ حَجِّهٖ وَتَمَّ حَجُّهُ (الآثار لمحمد)

عطا رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی حاجی عرفات (میں وقوف کرنے کے بعد وہاں) سے واپس آ کر جماع کرلے (اگرچہ ابھی اس نے قربانی یا حلق وغیرہ نہ کیا ہو) تو اس کو ایک بدنہ (اونٹ یا گائے) ذبح کرنا ہوگی اور حج کے جو افعال رہ گئے ہیں ان کو پورا کرنا ہوگا اور اس کا حج مکمل ہوگیا۔

جس نے حالت احرام میں شہوت سے بیوی کا محض بوسہ لیا یا اس کو چھوا پھر خواہ انزال ہوا ہو یا نہیں

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَاهُ فَقَالَ إِنِّیْ قَبَّلْتُ امْرَأَتِیْ وَأَنَا مُحْرِمٌ فَخَذَفْتُ بِشَهْوَتِیْ فَقَالَ إِنَّکَ شَبِقٌ أَهْرِقْ دَمًا وَتَمَّ حَجُّکَ (الآثار لمحمد)

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا حالت

احرام میں میں نے اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا اور شہوت کی وجہ سے مجھے انزال (بھی) ہو گیا (تو اب میرے بارے میں کیا حکم ہے) انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے شہوت والے ہو (کہ اتنا بھی صبر نہیں کر سکے۔ البتہ چونکہ تم نے صحبت نہیں کی) لہٰذا تمہیں ایک دم دینا پڑے گا اور تمہارا حج پورا ہو گیا۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ مَنْ قَبَّلَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَعَلَيْهِ دَمٌ (الآثار لمحمد)

(بڑے تابعی) حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نے حالت احرام میں (خواہ وقوف عرفات سے پہلے یا اس سے فارغ ہونے کے بعد) بیوی کا بوسہ لیا تو اس کو ایک دم دینا ہوگا۔

کسی واجب کو ترک کرنے یا مقدم یا موخر کرنے پر دم واجب ہوتا ہے

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا مِنْ حَجِّهِ أَوْ أَخَّرَهُ فَلْيُهْرِقْ لِذٰلِكَ دَمًا (ابن ابی شیبہ)

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے حج کے کسی (واجب) فعل کو مقدم کیا یا موخر کیا تو اس کی وجہ سے ایک دم ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا أَوْ تَرَكَ فَلْيُهْرِقْ دَمًا (موطا مالک)

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے حج کے (واجب) افعال میں سے کوئی فعل ترک کیا (یا کہا کہ اس کو کرنا بھول گیا) تو وہ ایک دم دے۔

www.askfatwa.com

باب:60

محرم کیلئے جانور کا شکار و قتل

حرم میں کون سے جانور قتل کرنا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ خَمْسٍ فَوَاسِقَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْغُرَابِ وَالْحِدَأَةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْفَارَةِ وَالْكَلْبِ الْعَقُوْرِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے پانچ نقصان دینے والے جانوروں کو حل اور حرم (دونوں) میں قتل کرنے کی اجازت دی۔ وہ پانچ جانور یہ ہیں صرف مردار کھانے والا کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور حملہ کرنے والا کتا۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ الْحَيَّةَ وَالذِّئْبَ. (ابوداؤد)

سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محرم سانپ اور بھیڑیے کو قتل کرسکتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ والْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جن کو قتل کرنے میں محرم پر کچھ گناہ نہیں ہے (وہ یہ ہیں) مردار خور کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور حملہ کرنے والا کتا۔

محرم شکار کرنے کا حکم دے یا اس کی طرف اشارہ کرے نا جائز ہے

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوْا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيهِمْ أَبُوْقَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا أَحْرَمُوْا إِلَّا أَبَا قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَاهُمْ يَسِيْرُوْنَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ أَبُوْقَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلُوْا فَأَكَلُوْا مِنْ

www.askfatwa.com

لَحْمِهَا وَقَالُوْا أَ نَاكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرُوْا ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهٗ أَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْأَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا (بخاری) و فی روایة لمسلم هَلْ أَشَرْتُمْ أَوْ أَعَنْتُمْ أَوِ اصْطَدْتُمْ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لئے نکلے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ نکلے۔آپ نے ان میں سے ایک جماعت کو جس میں ابوقتادہ بھی تھے الگ کیا اور فرمایا تم سمندر کے کنارے کنارے چلو۔ جب یہ واپس پلٹے تو ان لوگوں نے بھی احرام باندھ لیا البتہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ابھی احرام نہیں باندھا۔ اسی حالت میں وہ (اپنی راہ پر) چل رہے تھے کہ انہوں نے جنگلی گدھوں کو (گذرتے) دیکھا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان گدھوں پر نیزہ پھینکا اور ایک گدھی کا شکار کرلیا۔ ان لوگوں نے پڑاؤ کیا اور اس کا گوشت (پکا کر) کھایا۔ (پھران کو کچھ شک ہوا) اور کہا (ارے) ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں جبکہ ہم محرم ہیں۔تو گدھی کا بچا ہوا گوشت اٹھا کر ہم اپنے ساتھ لے آئے۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ سے اس کا ذکر کیا۔آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے ان کو گدھی (پر نیزہ مارنے کو کہا تھا یا کسی نے اس کی طرف اشارہ کیا تھا، یا تم نے شکار کرنے میں ان کی مدد کی تھی) ان لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا بچا ہوا گوشت تم کھا سکتے ہو۔

حلال نے شکار کیا ہو اور محرم نے اس میں کچھ دخل نہ دیا ہو تو محرم اس کو کھا سکتا ہے

اس بارے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اوپر ذکر ہوئی۔

اگر کچھ لوگوں نے مل کر شکار کیا ہو تو ہر ایک پر فرداً فرداً جزا آئے گی

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ إِذَا اشْتَرَکَ الْقَوْمُ الْمُحْرِمُوْنَ فِيْ صَيْدٍ فَعَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ جَزَاءُهٗ (الآثار لمحمد)

(بڑے تابعی) ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا جب چند محرم مل کر کوئی شکار کریں تو ان میں سے ہر ایک پر شکار کی جزا ہوگی۔

شکار کی جزا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِيْ بَيْضِ النَّعَامِ قِيْمَةٌ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا شتر مرغ کے انڈے کو توڑنے میں قیمت ادا کرنی ہوگی۔

عَنْ عُمَرَ أَنَّهٗ قَضٰى فِي الْغَزَالِ بِعَنْزٍ وَفِي الْأَرْنَبِ بِعَنَاقٍ وَفِي الْيَرْبُوْعِ بِجَفْرَةٍ (مالک)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہرن میں ایک بکری اور خرگوش میں بکری کا ایک بچہ اور جنگلی چوہے میں چار ماہ کے بکری کے بچے کی جزا کا فیصلہ دیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِی الضَّبِّ یُصِیْبُہُ الْمُحْرِمُ حَفْنَةٌ مِنْ طَعَامٍ (ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا محرم اگر گوہ کا شکار کرے تو اس پر ایک لپ بھر کر گندم (کا صدقہ کرنا لازم) ہے۔

عَنْ طَارِقٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَأَوْطَأَ رَجُلٌ مِنَّا یُقَالُ لَہٗ أَرْبَدُ ضَبًّا فَفَزَرَ ظَهْرَهٗ فَأَتٰی عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ اُحْکُمْ یَا أَرْبَدُ قَالَ أَرٰی فِیْہِ جَدْیًا قَدْ جَمَعَ الْمَاءَ وَالشَّجَرَ قَالَ عُمَرُ فَذَاکَ فِیْہِ (التلخص الحبیر)

طارق رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم (احرام باندھ کر) حج کے لئے نکلے تو ہم میں سے ایک شخص جس کا نام اربد تھا اس نے ایک (کچھ بڑی) گوہ کو (غلطی سے اپنے پیروں تلے) روند ڈالا اور اس کی کمر توڑ دی۔ پھر وہ اس کا حکم جاننے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انہوں نے اس سے کہا اے اربد تم خود ہی اس کی مثل بتاؤ۔ اس نے کہا میری رائے میں بکری کا وہ بچہ ہے جو خود درخت کے پتے کھانے لگے اور پانی پینے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں یہی ہے۔

شکار کی جزا نذر اور فدیہ کے جانور سے خود ذبح کرنے والے کو اور امیروں کو کھانا جائز نہیں، صرف فقراء کھا سکتے ہیں

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا یُؤْکَلُ مِنْ جَزَاءِ الصَّیْدِ وَالنَّذْرِ وَیُؤْکَلُ مِمَّا سِوٰی ذٰلِکَ (بخاری)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شکار کی جزا میں اور نذر میں ذبح کئے گئے جانور کو (خود جزا اور نذر دینے والے کے لئے اور غنی کے لئے) کھانا جائز نہیں البتہ یہ دوسرے جانوروں میں سے کھا سکتے ہیں۔

www.askfatwa.com

باب:61

عمرہ

عمرہ واجب نہیں

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْعُمْرَةِ أَوَاجِبَةٌ هِیَ قَالَ لَا (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا عمرہ کرنا واجب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (بلکہ نفل ہے)۔

عمرہ کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ یہ ان کے (مابین گناہوں کا) کفارہ ہیں۔

رمضان میں عمرہ کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ...... فَإِذَا کَانَ رَمَضَانُ اِعْتَمِرِیْ فِیْهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ حَجَّةٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت کو (جو اپنے شوہر کی وفات کے وجہ سے حجۃ الوداع میں شریک نہ ہوسکیں) فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم اس میں عمرہ کرلینا کیونکہ رمضان میں عمرہ (کی فضیلت نفلی) حج کے برابر ہے۔

حج کرنے سے پہلے عمرہ کرنا

عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ أَنَّ عِکْرِمَةَ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَاسَ قَالَ عِکْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِعْتَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ یَّحُجَّ (بخاری)

ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عکرمہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حج سے پہلے عمرہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا (اس میں) کچھ حرج نہیں ہے۔عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (بھی) حج کرنے سے پہلے (صلح

www.askfatwa.com

حدیبیہ کے دوسرے سال) عمرہ کیا تھا۔

عمرہ کرنے والے کیلئے بھی وہی پابندیاں ہیں جو حج کرنے والے کیلئے ہیں

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْخَلُوْقِ أَوْقَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَامُرُنِيْ أَنْ أَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ ...... قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اِخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوْقِ عَنْكَ وَانْقِ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ (بخاری).

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (مقام) جعرانہ میں تھے ایک شخص آپ کے پاس اس حال میں آیا کہ وہ (احرام باندھ لینے کے باوجود) جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس پر زرد خوشبو کا اثر تھا اور اس نے پوچھا آپ مجھے کن باتوں کا حکم دیتے ہیں کہ میں وہ اپنے عمرہ میں کروں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ (جب وحی پوری ہوئی تو) آپ نے پوچھا کہ عمرہ کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے (پھر اس سے فرمایا) تم اپنا جبہ اتار دو اور خوشبو کے اثر کو دور کر لو (اور خوشبو کی) زردی کو صاف کرلو اور اپنے عمرہ میں اسی طرح (ان تمام پابندیوں کا اہتمام) کرو جس طرح تم اپنے حج میں (تمام پابندیوں کا اہتمام) کرتے ہو۔

عمرہ سے آدمی کب حلال ہوتا ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِيْ عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَتَى اِمْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (بخاری)

عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک شخص جس نے عمرہ کے لئے بیت اللہ کا طواف تو کرلیا لیکن صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کی۔ اب وہ اپنی بیوی سے صحبت کرنا چاہتا ہے (تو کیا وہ ایسا کرسکتا ہے) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (عمرہ کیلئے) تشریف لائے تو (اس میں) آپ نے (پہلے) بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور (طواف پورا ہونے پر) مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور (اس کے بعد) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر لگائے (اس کے بعد رسول اللہ ﷺ عمرہ سے حلال ہوئے) اور رسول اللہ ﷺ کے عمل ہی میں تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے (لہٰذا اسی کے مطابق وہ عمل کرے اور سعی سے پہلے صحبت نہ کرے) عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے (بھی یہی) سوال کیا تو انہوں

www.askfatwa.com

نے فرمایا وہ شخص جب تک صفا اور مروہ کی سعی نہ کرلے ہرگز اپنی بیوی سے قربت نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے کل چار عمرے کئے

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِيْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةٌ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مِنْ جِعِرَّانَةَ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مَعَ حَجَّتِهٖ (مسلم)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے اور وہ سب ذوقعدہ میں کئے سوائے اس عمرے کے جو آپ کے حج کے ساتھ ہوا تھا۔ (پہلا) عمرہ حدیبیہ کے زمانہ میں ذوقعدہ میں کیا (جس سے آپ کو روک دیا گیا اور آئندہ سال آنے کو کہا گیا) اور (دوسرا) عمرہ (قضا کے طور پر) اگلے سال ذوقعدہ میں کیا اور (تیسرا) عمرہ (فتح مکہ کے بعد) ذوقعدہ میں جعرانہ سے کیا جہاں آپ نے جنگ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا اور (چوتھا) عمرہ اپنے حج کے ساتھ (ذوالحجہ میں) کیا۔

تنعیم (یعنی مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا) سے عمرہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهٗ أَنْ يُّرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ (بخاری)

حضرت ابوبکر ؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ (اپنی بہن حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر جائیں اور تنعیم سے ان کو عمرہ کرائیں۔

عمرہ کرنے والا تلبیہ کب بند کرے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ میں جب (طواف شروع کرنے کے وقت) حجر اسود کا استلام کرتے اس وقت تلبیہ کہنا بند کر دیتے۔

نویں ذوالحجہ سے تیرہویں ذوالحجہ تک عمرہ کرنا جائز نہیں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَا بَأْسَ بِالْعُمْرَةِ فِيْ أَيِّ السَّنَةِ شِئْتَ مَا خَلَا خَمْسَةَ أَيَّامٍ يَوْمَ عَرَفَةَ وَ يَوْمَ النَّحْرِ وَ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ (الآثار لمحمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سال کے جس حصہ میں بھی تم چاہو اس میں عمرہ کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے سوائے پانچ دنوں کے (کہ ان میں عمرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ پانچ دن یہ ہیں) عرفہ

www.askfatwa.com

(یعنی نویں ذوالحجہ) کا دن اور قربانی (یعنی دسویں ذوالحجہ) کا دن اور (تین) ایام تشریق (یعنی گیارہویں سے تیرہویں ذوالحجہ تک)۔

www.askfatwa.com

باب: 62

قربانی

ہرایک مالدار پرقربانی کرنا واجب ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ وَ لَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا.

(احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس گنجائش ہو (یعنی قربانی کا نصاب ہو) اور وہ (پھر بھی) قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ (میں تو کجا اس) کے قریب بھی نہ آئے۔

فائدہ: (1) دوسو درہم یعنی 611 گرام چاندی کی مالیت جس کے پاس ہو وہ شخص شریعت کی نظر میں غنی، مالدار اور وسعت والا ہے۔ اگر اس کے اس اتنی چاندی یا اس کی مالیت کے روپے ہوں تو اس پر زکوۃ بھی فرض ہوتی ہے اور قربانی اور صدقہ فطر بھی۔ اور اگر پاس اس کے پاس چاندی یا روپے نہ ہوں بلکہ اتنی مالیت کا سونا ہو یا اپنی بنیادی ضرورت سے فاضل اشیاء ہوں تو چونکہ وہ وسعت والا ہے اس لئے اس پر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہوں گے۔

(2) مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ کا مطلب ہے ہر وہ شخص جس کو قربانی کی گنجائش ہے اور لفظ عام ہونے کی وجہ سے وہ خواہ مرد ہو یا عورت ہو شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔ معلوم ہوا کہ ہر ہر صاحب نصاب شخص پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اسی وجہ سے مندرجہ ذیل حدیث کا وہ مطلب ہے جو ترجمہ میں واضح کیا گیا ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوْبَ كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّيْ بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ فَيَأْكُلُوْنَ وَيُطْعِمُوْنَ حَتّٰى تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَتْ كَمَا تَرٰى. (ترمذی).

عطاء بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ

ﷺ کے زمانے میں قربانیوں کی کیا کیفیت تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کی مالی حالت عام طور سے تنگ تھی، عورتوں کے پاس بھی زیادہ زیور نہ ہوتا تھا اس لئے) ایک شخص اپنی طرف سے اور اپنی بیوی کی طرف سے (یعنی اس کو بھی اپنی قربانی کے ثواب میں شریک کر لیتا تھا یہ نہیں کہ بیوی پر قربانی واجب ہونے کے باوجود صرف) ایک بکری کی قربانی کرتا تھا۔ اور وہ قربانی کا گوشت خود بھی کھاتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے۔ پھر (بعد میں لوگوں کے پاس مال کی کثرت ہو گئی اور ہر ایک صاحب نصاب قربانی کرنے لگا تو) لوگ باہم فخر کرنے لگے اور موجودہ کیفیت پیدا ہو گئی۔

قربانی کے صرف تین دن ہیں

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ الْأَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحٰى وَ قَالَ مَالِکٌ إِنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ مِثْلَ ذٰلِکَ (موطا مالک)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قربانی تو یوم الاضحیٰ (یعنی دسویں ذوالحجہ کے دن ہے اور اس) کے بعد دو دن (اور) ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی بات پہنچی ہے۔

جہاں عید کی نماز ہو یعنی شہر و قصبہ میں وہاں قربانی کا وقت

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ وَ مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَ أَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس نے (عید کی) نماز سے پہلے قربانی کی تو (اس کی قربانی نہیں ہوئی لہٰذا) وہ قربانی دوبارہ کرے اور جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی تو اس کی قربانی پوری ہو گئی اور اس نے مسلمانوں کے (قربانی کے) طریقہ پر عمل کیا۔

گائے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِکَ فِي الْإِبِلِ وَ الْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ میں اور گائے میں شریک ہو سکتے ہیں اس طرح کہ اس جانور میں ہم میں سے سات آدمی شریک ہوں۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں اونٹ میں دس آدمیوں کے شریک ہونے کا ذکر ہے۔ کہتے ہیں **كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحٰى فَاشْتَرَكْنَا فِيْ**

www.askfatwa.com

اَلْبَقَرَۃِ سَبْعَۃٌ وَفِی الْبَعِیْرِ عَشَرَۃٌ (ترمذی)

ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ عیدالاضحیٰ کا دن آ گیا تو ہم گائے میں سات آدمی اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے۔

لیکن ترجیح اسی کو حاصل ہے کہ اونٹ میں بھی صرف سات آدمی شریک ہوں کیونکہ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اونٹ میں دس آدمیوں کے شریک ہونے کا علم نبی ﷺ کو بھی ہوا تھا جب کہ مذکورہ بالا حدیث میں اونٹ میں بھی صرف سات آدمیوں کے شریک ہونے کا حکم خود نبی ﷺ نے دیا ہے۔ اور خود امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ **والعمل علی هذا عند اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ وغیرهم** کہ اونٹ میں صرف سات آدمیوں کے شریک ہونے پر (تمام) اہل علم صحابہ اور تابعین کا عمل ہے۔

کس عمر کے جانور کی قربانی جائز ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّۃً اِلَّا اَنْ یَعْسُرَ عَلَیْکُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذْعَۃً مِنَ الضَّاْنِ (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صرف مُسِنَّۃ کی قربانی کرو (یعنی جس کے دودھ کے دو دانت جھڑ کر بڑے دو دانت نکل آئے ہوں یا اس کی دو دانت نکلنے کی عمر ہو گئی ہو) البتہ اگر تم پر دشواری ہو تو بھیڑ میں سے چھ ماہ کا بھی ذبح کر سکتے ہو۔

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ضَحَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِالْجَذْعِ مِنَ الضَّاْنِ (نسائی)

حضرت عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھیڑ کے چھ ماہ کے بچے کی قربانی کی۔

کون سے جانوروں کی قربانی درست ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُضَحِّیَ اِشْتَرٰی کَبْشَیْنِ عَظِیْمَیْنِ سَمِیْنَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوْئَیْنِ (ابن ماجه)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قربانی کرنے کا ارادہ کرتے تو دو بڑے فربہ سینگ والے سفید سیاہ چتکبرے خصی مینڈھے خریدتے۔

کون سے جانوروں کی قربانی درست نہیں

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی اَنْ یُضَحِّیَ بِعَضْبَاءِ الْاُذُنِ وَ الْقَرْنِ (ابوداؤد).

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نصف یا اس سے زائد کان کٹے جانور اور جڑ سے سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی سے منع فرمایا۔

www.askfatwa.com

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِالسُّلَمِيِّ قَالَ ...... إِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُصَفَّرَةِ وَ الْمُسْتَاصَلَةِ وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ وَالْكَسْرَاءِ (ابوداؤد)

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (پورے) کان کٹے جانور اور جڑ سے سینگ ٹوٹے جانور اور کانے جانور اور وہ جانور جو کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہ چل سکے اور جو ٹانگ ٹوٹی ہونے کی وجہ سے چلنے پر قادر نہ ہو (ان کی قربانی) سے منع فرمایا۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ مَالَا يَجُوْزُ فِي الْأَضَاحِيْ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... فَقَالَ أَرْبَعٌ لَا تَجُوْزُ فِي الْأَضَاحِيْ اَلْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا وَ الْمَرِيْضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا وَ الْكَبِيْرَةُ الَّتِيْ لَا تُنْقٰى (ابوداؤد)

عبید بن فیروز رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قربانی میں کون سے جانور جائز نہیں انہوں نے جواب دیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا چار جانور قربانی میں جائز نہیں۔ ایک وہ جس کا بھینگا پن کھلا ہو دوسرا وہ جو واضح طور پر بیمار ہو تیسرا وہ جس کی لنگراہٹ کھلی ہو اور چوتھا وہ جو اتنا بوڑھا ہو کہ اس کی ہڈیوں کا گودا ختم ہو چکا ہو۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَتَشَرَّفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَ لَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابَلَةَ وَلَا مُدَابَرَةَ وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ (ابوداؤد).

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (جب قربانی کا جانور خریدیں تو اس کے) کان اور آنکھ خوب غور سے دیکھیں اور (حکم دیا کہ) ہم قربانی میں ایسا جانور نہ دیں جو بھینگا ہو اور جس کے کان کا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو اور جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہوا ہو اور جس کے کان میں سوراخ ہو اور جس کا کان لمبائی میں کٹا ہوا ہو۔

خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے

عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَضْجَعَ أُضْحِيَّتَهٗ فَقَالَ أَعِنِّيْ عَلٰى أُضْحِيَّتِيْ فَأَعَانَهٗ (احمد)

ایک انصاری صحابی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی قربانی کو لٹایا اور فرمایا کہ میری قربانی پر (ذرا) میری مدد تو کرو تو ان انصاری نے آپ کی مدد کی۔

عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ أَنَّ أَبَامُوْسٰى كَانَ يَامُرُ بَنَاتَهٗ أَنْ يَّذْبَحْنَ نَسَائِكَهُنَّ بِأَيْدِيْهِنَّ (حاکم)

مسیّب بن رافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو کہا کرتے تھے کہ وہ اپنی قربانیاں اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔

قربانی کی کھال اور رسی وغیرہ صدقہ کرنا، قصائی کو اجرت میں نہ دینا

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ قَالَ أَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقُوْمَ عَلٰی بُدْنِهٖ وَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِلُحُوْمِهَا وَ جُلُوْدِهَا وَ أَجِلَّتِهَا وَاَنْ لَا أُعْطِیَ الْجَازِرَ مِنْهَا شَيْئًا وَ قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا (بخاری ومسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے اونٹوں (کی قربانی) کی نگرانی کروں اور (اپنے استعمال کا کچھ گوشت رکھ کر) ان کا (باقی) گوشت اوران کی کھالیں اوران کے جھول صدقہ کردوں اور ان میں سے (اجرت میں) قصاب کو کچھ نہ دوں اور فرمایا قصاب کو (اس کی اجرت) ہم اپنے پاس سے دیں گے۔

اپنی قربانی کا گوشت کھانا اور کچھ ذخیرہ کرنا جائز ہے

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ نَهٰی عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ كُلُوْا وَ تَزَوَّدُوْا وَ ادَّخِرُوْا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے (شروع کے دور میں جب کہ مسلمانوں کے مالی حالات زیادہ تنگ تھے) قربانیوں کے گوشت کو تین دن سے زیادہ (خود) کھانے سے منع فرمایا (غرض یہ تھی کہ باقی گوشت ضرورتمندوں میں تقسیم کر دیا جائے) پھر بعد میں (جب حالات بہتر ہوئے تو) فرمایا (تین دن سے اوپر بھی کھانا چاہو تو) کھاؤ اور (چاہو تو) ذخیرہ کرو۔

کسی دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُضَحِّیَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّیْ عَنْهُ أَبَدًا (ابو داؤد).

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں تو میں ہمیشہ ہی (ہر سال) آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

www.askfatwa.com

باب: 63

عقیقہ کا بیان

عَنْ سَمُرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهِنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَ يُحْلَقُ رَاسُهٗ (ابو داؤد)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ (کی آفتوں اور بلاؤں سے حفاظت اس کے) اپنے عقیقہ میں گروی ہے جو (بہتر ہے کہ) پیدائش کے ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اور (ساتویں ہی دن) اس کا سر مونڈ دیا جائے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وَلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَاسَهٗ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً وَ نَحْلِقُ رَاسَهٗ وَ نَلْطَخُهٗ بِزَعْفَرَانٍ. (ابو داؤد)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں زمانہ جاہلیت جب ہم میں سے کسی کے ہاں لڑکا ہوتا تو وہ بکری ذبح کرتا اور اس کے خون کو بچے کے سر پر ملتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام عطا فرمایا تو ہم بکری ذبح کرتے اور بچے کے سر مونڈتے اور اس کے سر پر زعفران ملتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ السَّابِعِ وَ سَمَّاهُمَا وَ أَمَرَ أَنْ يُمَاطَ عَنْ رُؤُسِهِمَا الْأَذٰى (حاکم).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ساتویں دن حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کا عقیقہ کیا اور ان کا نام رکھا اور حکم دیا کہ ان کے سر کے بال مونڈ دیئے جائیں۔

عقیقہ واجب نہیں اور اس کا نصاب

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ ...... مَنْ وَلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو

آپ نے فرمایا (عقیقہ واجب نہیں ہے لہٰذا) تم میں سے جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ چاہے کہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے تو وہ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقہ میں) ذبح کرے۔

www.askfatwa.com